اسلام اور عیسائیت

ایک تقابلی مطالعہ

مُصنّف

جاوید احمد عنبر مصباحی

اُستاذ دار العلوم شاہِ ہمدان، پانپور کشمیر

ناشر

شاہ ھمدان میموریل ٹرسٹ پانپور کشمیر ۱۹۲۱۲۱

اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ

مصنف

مفتی جاوید احمد عنبؔر مصباحی

استاذ: دار العلوم شاہ ہمدان، پانپور، کشمیر۔

ایڈیٹر: ماہنامہ ''المصباح'' پانپور، کشمیر۔

ناشر

شاہ ہمدان میموریل ٹرسٹ، پانپور، کشمیر۔ ۱۹۲۱۲۱

تقسیم کار

اسلامک پبلشر مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۔۶

نام کتاب: اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ

مصنف: مفتی جاوید احمد عنبؔر مصباحی

حسب فرمائش: حضرت علامہ سید محمد اشرف اندرابی مدظلہ العالی

پروف ریڈنگ: محمد حسین ہمدانی / محمد الیاس ہمدانی (طلبہ دارالعلوم شاہ ہمدان)

کمپوزر: محمد مہر عالم اشرفی ہمدانی (درجۂ رابعہ دارالعلوم شاہ ہمدان)

سن اشاعت باراول: رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ / اگست 2011ء

تعداد صفحات: 192

تعداد: 1100

قیمت: 100/ روپئے

ناشر: شاہ ہمدان میموریل ٹرسٹ، پانپور، جموں و کشمیر۔192121

فون نمبر: 0091-1933-223267

ای میل ایڈریس:

ambarmisbahi@gmail.com
javedmisbahi@yahoo.in
almisbahmonthly@gmail.com

مشمولات

باب دوم: اسلامی حدود و تعزیرات بائبل اور عقل سلیم کی نظر میں

۸۹

باب سوم: اصحاب محمد ﷺ اور حواریین مسیح کے ایمان و ایقان کا ایک تقابلی مطالعہ

پہلا موازنہ

دوسرا موازنہ

تیسرا موازنہ

انتساب

(۱) حضور حافظ ملت علامہ عبد العزیز قدس سرہ، جن کی آغوش الجامعۃ الاشرفیۃ مبارک پور، یوپی (ہند) کی تربیت نے خاک کے کتنے ہی ذروں کو کہکشاں بنادیا اور جہاں سے نکلنے والا ہر فرد ایک شمع فروزاں کی حیثیت رکھتا ہے۔

ویسے تو نہیں کوئی بشر نطق سے محروم — پائی تھی مگر حافظ ملت نے زباں اور

ہم ہو گئے بیدار پکارا جو انہوں نے — یہ سچ ہے کہ ہوتی مجاہد کی اذاں اور

(۲) سیدی و مرشدی حضور علامہ جمال رضا خاں مدظلہ النورانی، جن کے روحانی فیوض و برکات سے میں اس مقام تک پہونچ سکا۔ اور

(۳) کشمیر کے ممتاز عالم دین آل رسول علامہ سید محمد اشرف اندرابی مدظلہ العالی کے نام، جن کی حسن سرپرستی نے میری صلاحیت میں مزید نکھار پیدا کیا۔

جاوید احمد عنبر مصباحی

خادم التدریس والافتا، دار العلوم شاہ ہمداں، پانپور، جموں و کشمیر۔

۲۰/ ذی الحجۃ ۱۴۳۱ھ / ۲۷/ نومبر ۲۰۱۰ء

پیش لفظ

یادگار سلف حضرت علامہ **سید محمد اشرف** اندرابی مدظلہ العالی
سرپرست اعلیٰ شاہ ہمداں میموریل ٹرسٹ، پانپور، جموں وکشمیر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل کتاب یہود و نصاریٰ روز اول ہی سے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف طرح طرح کے بے بنیاد الزامات عائد کرتے آئے ہیں۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کے ظہور قدسی سے قبل یہ لوگ توراۃ وانجیل کی روشنی میں آنے والے عظیم الشان رسول کی صفات اوران کے زمانۂ بعثت کی علامات ومعجزات کی پیشن گوئیاں کرتے تھے۔ لیکن آپ کے مبعوث ہونے کے بعد ان میں سے اکثر نے آپ کی نبوت و رسالت کا انکار کیا اور اپنی کتابوں، تورات و انجیل میں تحریف کر کے حضور روحی فداہ ﷺ کے کمالات ومحاسن کو چھپا لیا۔ اس لئے کہ نبوت اب **اسرائیل** کے خاندان سے رخصت ہوگئی تھی اور نبی آخر الزماں ﷺ **بنو اسماعیل** کے ساتھ نسبی تعلق رکھتے تھے۔ جہاں تک اصل تورات وانجیل کا تعلق ہے، ہمارا ایمان ہے کہ یہ دونوں صحیفے حق تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر پیغمبر سیدنا موسیٰ وسیدنا عیسیٰ علیہما السلام پر نازل فرمائے ہیں اوران میں ہدایت ونور کا پیغام ہی تھا۔ لیکن ان کے ماننے والوں نے ان میں تحریف کی ہے، اور یہ تحریف حضور پُر نور ﷺ کے زمانۂ اقدس میں وقوع پذیر ہوچکی تھی، جس کا بیان قرآن مجید کی متعدد آیات کریمہ میں کیا گیا اور اب تو یہ حال ہے کہ تحریف کا یہ عمل جاری ہے۔ اور اصل تورات وانجیل (جو منزل من اللہ تھیں) ان کا وجود کالعدم ہے۔ پیغمبران عظام کی دعوت حقہ کی اساس توحید الٰہی ہے اوراس کے برعکس موجودہ اناجیل کی تعلیمات کی

اساس اور لب لباب عقیدۂ تثلیث (تین خدا) ہے۔اس وقت دنیا میں بالخصوص یورپی ممالک میں نام نہاد عیسائیوں کی آبادی غالبا سب سے زیادہ ہے اور ترقی یافتہ ممالک، امریکہ و یورپین ممالک، میں اقتدار کی باگ بھی ان ہی کے ہاتھ میں ہے اور ان ہی کی انسانیت سوز تہذیب کا غلبہ ہے۔ پیغمبر امن عیسیٰ علیہ السلام کے ان شیطان صفت پیروکاروں نے پوری کائنات انسانی کو اپنی ظالمانہ کارروائیوں سے جہنم زار بنادیا ہے۔ آدمیت کی کوئی صفت ان سفاک درندہ خُولوگوں میں باقی نہیں رہی ہے اس کے باوجود یہ لوگ اسلام جیسے عادلانہ نظام حیات پر طرح طرح کے الزامات عائد کرتے ہیں اور پیغمبر آخر الزماں حضور سید عالم ﷺ جو تمام نوع انساں کے لئے ہی نہیں تمام عالموں کے لئے سراپا رحمت بنا کر مبعوث ہوئے ہیں، معاذ اللہ انہیں امن دشمن اور انسانی حقوق کو غصب کرنے والا ظاہر کرتے ہیں۔ کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ خود کو مساوات انسانی کے علمبردار ظاہر کرنے والوں نے کئی مشرقی ممالک، بالخصوص اسلامی ممالک کو راکھ کے ڈھیروں میں تبدیل کر دیا ہے اور لاکھوں انسانوں، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو بلا کسی جرم و خطا کے ہلاک کر دیا ہے۔ خطرناک جوہری ہتھیاروں سے آبادیوں کو ویرانوں میں تبدیل کر دیا ہے اور ظلم و بربریت کا یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے، یہی لوگ امن و سلامتی کے واحد ضامن مذہب اسلام کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

اس پس منظر میں ہمارے فاضل اور عزیز رفیق جاوید احمد عنبر مصباحی نے اسلام اور موجودہ عیسائیت کا تقابلی مطالعہ کر کے موجودہ تورات و انا جیل کی حقیقت کو طشت از بام کیا ہے۔ ان کے یہ مقالات ہمارے مجلّہ "المصباح" میں قسط وار شائع ہوتے رہے۔ میں نے مناسب سمجھا ان کو ایک رسالہ کی صورت میں الگ شائع کیا جائے۔ جاوید صاحب نے میری تجویز سے اتفاق کر کے یہ رسالہ مرتب کیا۔ اس تقابلی مضمون میں جس بائبل کے اقتباسات پیش کئے گئے ہیں، وہ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق "خداوند" کا کلام ہے۔ اسی پر ہماری

تنقید ہے۔ اصل انجیل جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے، ناپید ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اِن گندے عقیدوں اور انبیاء بنی اسرائیل کی سیرتوں کے متعلق جو کچھ موجودہ بائبل میں لکھا گیا ہے، اصل انجیل اس سے مبرا ہے۔

حق تعالیٰ جناب جاوید عنبرؔ صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے وقت کے ایک اہم تقاضے کو پورا کرنے کی سعی مشکور کی۔ امید ہے کہ عنبرؔ صاحب کی عنبریں نگارش سے قارئین کرام کا ذوقِ جستجو نافہ وعنبر کی خوشبوئے جاں نواز محسوس کرے گا۔ کتاب کے تمام حوالہ جات مخالفین کی شائع کردہ بائبل سے پیش کئے گئے ہیں۔ فقط

دعا گو

فقیر سید محمد اشرف اندرابی

سرپرست شاہ ہمداں میموریل ٹرسٹ، پانپور۔

حرف آغاز

جب ہم اپنی کتابوں میں توریت وانجیل کا تذکرہ پڑھتے تو انہیں دیکھنے اور پڑھنے کی ایک خواہش پیدا ہوتی۔ ۲۰۰۴ء اور ۲۰۰۵ء میں قیام جامعہ امجدیہ (گھوسی، مئو، یوپی۔) کے دوران ایک طالب علم نے جب مجھ سے یہ بیان کیا کہ اس کے والد کو کسی ٹیکسی ڈرائیور نے توریت تحفے میں دی ہے تو دل میں خیال آیا کہ کاش مجھے بھی ایسا ہی کوئی ٹیکسی ڈرائیور مل جاتا۔ میں نے اسی خواہش میں ممبئی سینٹرل سے جے جے تک کا سفر بس ترک کردیا اور صرف ٹیکسی استعمال کرنے لگا۔ مگر کبھی کسی ایسے ٹیکسی ڈرائیور سے ملاقات نہیں ہوئی جو میری اس عجب سی پیاس کو دریائے جھیلم کا کنارا دے سکے۔

☆......☆......☆

ہر طرح کی ذہنی اور روحانی بیماری کی ایک مجرب اور نہایت مفید دوا ہے مثبت سوچ (Possitive Thinking)۔ اگر آپ کی سوچ مثبت ہو تو آپ بڑے سے بڑے جانکاہ حادثہ سے مسکراتے ہوئے نکل جائیں گے۔ زندگی کے مختلف مواقع پہ ہارتے ہوئے بھی آپ کے چہرے پہ مسکان کی موجودگی حریف کے لئے دباؤ اور پریشانی کا باعث بن سکتی ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ اخیر میں بازی آپ کے حق آجائے۔ مصیبت و پریشانی تو زندگی کے حصے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ان اوقات میں دل کو موم کے بجائے سنگ بنالیا جائے، حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ذہن کو تیار کرلیا جائے اور اپنی کوششوں کے ذریعے خود مصیبت ہی کو خوشی کی طرف موڑنے سعی کی جائے تو انشاء اللہ العزیز جو واقعہ ابتدا میں باعث غم معلوم ہوگا وہ انتہا میں خوشیوں کی سوغات کا منبع نظر آئے گا۔

میرے ایک جگری دوست کو ممبئی میں ایک عیسائی مشنری نے اپنی ایک نہایت

شاطرانہ چال سے پھانسنے کی کوشش کی۔ سب سے پہلے انہوں نے ایک خوبصورت لڑکی کو اس کی دوست بنا دیا اور پھر اس لڑکی سے شادی، یورپ و امریکہ میں نوکری اور دس لاکھ روپئے نقد کا لالچ دے کر اسے مذہب عیسائیت کی دعوت دی گئی۔ نام اور کرکٹ کے میدان میں میرے شانہ بشانہ چلنے والا وہ حریف تحصیل علمِ دین کی راہوں میں میرے ساتھ دوڑ لگانے سے قاصر رہا۔ اور علم دین سے بے بہرہ ہونے کے سبب مجھے اور میرے کچھ دوستوں کو اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ محبت اور دنیوی دولت کی لالچ میں ایمان کی انمول دولت کو فروخت نہ کردے۔ اس وقت میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں درجۂ فضیلت کا طالب علم تھا۔ اس لڑکی کی اس سے دوستی کے واقعہ نے میرے دل میں ایک طوفان برپا کر دیا۔ میں کسی بھی صورت میں اپنے دوست کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے اسی وقت یہ بات ٹھان لی کہ انشاء اللہ العزیز سال آئندہ مقابلہ جاتی امتحان میں بیٹھ کر شعبۂ تقابل ادیان میں داخلہ لینے کی بھر کوشش کروں گا۔ شاید خلوص دل سے مانگی گئی میری دعا مقبول ہوئی اور میرا ایڈمیشن ہو گیا۔

وہاں قیام کے دوران دو سالوں تک جس ایک خاص موضوع پہ مقالہ نگاری کا قرعہ میرے نام نکلا، اس کا عنوان تھا: اسلام اور مستشرقین''۔ یہ موضوع ہی ایسا تھا جس پہ سیر حاصل گفتگو کے لئے بائبل کا ایک تنقیدی مطالعہ نہایت ضروری تھا۔ بائبل کے ایک تنقیدی مطالعہ کے بعد عیسائیت کے خلاف اچھا خاصا مواد جمع ہو گیا۔ کشمیر وارد ہونے کے بعد سے ہی ہم نے 'المصباح'' کے ہر شمارے میں ردعیسائیت پہ لکھنا شروع کر دیا۔ جو ''المصباح'' کے علاوہ ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور (یوپی)، ماہنامہ کنز الایمان دہلی، ماہنامہ سنی دعوت اسلامی ممبئی، سہ ماہی امجدیہ گھوسی (یوپی) اور بیرون ملک کے متعدد ادارد ور سائل و جرائد میں شائع ہو کر قارئین سے داد تحسین وصول کرنے میں کامیاب ہوئے۔ چند مقالات کی اشاعت کے بعد سے ہی متعدد اصحاب کی جانب سے انہیں کتابی شکل میں شائع کرنے کا مطالبہ بھی شروع ہو گیا مگر ہم

ان کے مطالبہ کو شکریہ کے ساتھ واپس بھیجتے رہے۔ لیکن جب ہمارے سرپرست حضرت علامہ سید محمد اشرف اندرابی صاحب قبلہ مدظلہ العالی (سربراہ اعلیٰ شاہِ ہمداں میموریل ٹرسٹ) نے یہ حکم دیا کہ کشمیر میں عیسائی مشنریوں کی سرعت اور کارروائیوں کے دیکھتے ہوئے حالات کا تقاضہ یہ ہے کہ ما حضر کو شائع کر دیا جائے اور آئندہ لکھے جانے والے مقالات بعد میں طبع کرا دیئے جائیں گے تو ہمارے ذہن میں "سمعنا و اطعنا" کے سوا کوئی اور جملہ نہ آسکا۔ حضرت سید صاحب قبلہ کی تمام صفات تو لائق تعریف ہیں ہی مگر ہمیں ان کی تمام خوبیوں میں جو خوبی سب سے زیادہ پسند آئی وہ یہ ہے کہ حضرت مدظلہ العالی نئی نسل اور اپنے سے کہتر افراد کی حوصلہ افزائی اور ان کی تعریف میں بخالت سے کام نہیں لیتے ہیں۔ اگر ہمارے تمام قائدین اسی طرح نئی نسل کی حوصلہ افزائی کریں اور ان کے جواں خون کی صحیح رہنمائی فرمائیں تو ملت کی آدھی سے زیادہ پریشانیاں خود ہی ختم ہو جائیں گی۔ حضرت کی ذات بابرکات ہمارے لئے ایسے شجر کی مانند ہے جس کے سایہ میں ہم سکون دل بھی پاتے ہیں اور علمی خوشہ چینی بھی کرتے ہیں۔ اور یہ ساری تحریریں بھی ان ہی کی حوصلہ افزائیوں کا ثمرہ ہیں۔

وہ اساتذہ کرام جن کے فیوض اور ان کی شبانہ روز کاوشوں سے میں اس لائق ہوا ان کو اس کا کریڈٹ پورے طور پر جاتا ہے۔ اگر ان کی شبانہ روز محنت نہ ہوتی تو میں کبھی بھی اس لائق نہیں بن سکتا تھا۔ اللہ انہیں ان کی محبتوں اور محنتوں کا صلہ اپنے فضل خاص سے عطا فرمائے۔ انہیں دارین میں شاد و کام رکھے۔ اور ان مشفق سرپرستوں کا سایہ تا دیر ہم پہ قائم رکھے۔ آمین!

<u>ہمدرد قوم و ملت عالی جناب الحاج گلزار احمد بٹ (فرشتہ بل، پانپور) کے لئے دل سے خصوصی دعائیں نکل رہی ہیں۔ انہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں اپنا خصوصی تعاون پیش کیا اور ملت کے درد کو محسوس کرتے ہوئے اس کی جلد طباعت کا اہتمام کیا۔ رب</u>

قدیر کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس دینی خدمت کو ان کے اوران کے مرحومین کے لئے باعث نجات بنائے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین ﷺ

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں خوشی کے ان لمحات میں فطرتِ نسیان کو مورد الزام ٹھہراتے ہوئے مولانا صابر رضا رہبر مصباحی، مفتی محمد شہاب الدین مصباحی، مولانا زین العابدین نورانی، مولانا محمد حبیب نورانی، قاضی عبدالقیوم، مختار احمد تانترے، عبدالرحمٰن گنائی، جلال الدین بٹ، نذیر احمد میر، فاروق احمد میر، علی محمد لون، محمد سبحان صوفی (مالکِ شاہ ہمدان بک ڈپو، پانپور)، محمد توصیف وانی اور شمیم احمد لون صاحبان سے صرف نظر کر جاؤں اور ان کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے مجھے مناسب مشوروں سے نوازا اور قدم قدم پہ دست تعاون دراز کیا۔

اس بات کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ میں کوئی خامی نہ رہ جائے لیکن ہمیں اس حقیقت سے انکار نہیں ہے کہ انسان خطاؤں کا مجموعہ ہے لہٰذا اگر کسی طرح کی کوئی غلطی باقی رہ جاتی ہے تو اس پہ اطلاع کی صورت میں ان کی جانب نشان دہی کو ایک ملی اور اخلاقی فریضہ سمجھتے ہوئے ہمیں ضرور مطلع کریں تاکہ ہم اگلے ایڈیشن میں ان کی اصلاح کی جانب متوجہ ہوسکیں۔

انشاءاللہ تعالیٰ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ (English Translation) بھی جلد منظر عام پر ہوگا۔

❁❁❁

جاوید احمد عنبر مصباحی

ایڈیٹر ماہنامہ "المصباح" پانپور، جموں وکشمیر۔

۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ /۱۲/ اگست ۲۰۱۱ء

مقدمہ

حق و باطل کی کشمکش اور ان کے شیدائیوں کی معرکہ آرائی کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنا اس آب وگل کا اتہاس پرانا ہے۔ جس وقت پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اسی وقت ابلیس کے اندر حسد کی ایک چنگاری جل اٹھی اور اس نے خیر کی تبلیغ ترک کر کے شر و فساد کی دعوت دینی شروع کر دی۔ آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد اللہ رب العزت نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا: اسجدوا لآدم "۔ یہ سن کر تمام ملائکہ سجدہ ریز ہو گئے۔ خدا کا حکم پا کر آدم کو سجدہ کر کے تمام فرشتوں نے اپنا نام اطاعت شعاروں کے رجسٹر میں درج کروالیا۔ مگر ان کے استاذ ابلیس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا باوجودیکہ یہ خالص حکم ربانی تھا اور اس کی اتباع اطاعت الٰہی تھی۔ ابلیس نے حکمت ربانی کے خلاف اپنی ناقص عقل کے گھوڑے دوڑائے۔ اس بے لگام اور سرپٹ دوڑنے والے گھوڑے نے اسے پل بھر میں راہ راست سے ہٹا کر ایک افتادہ علاقہ میں پہونچا دیا۔ جہاں علم وحکمت اور سعادت و فیروز مندی کا کوئی پودا نہیں اُگتا ہے۔ وہاں دور دور تک خیر و راستی کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ وہاں صرف اور صرف شقاوت و نامرادی کی ہی فصلیں اور کھلیان نظر آتے ہیں۔ باہری دنیا سے وہاں فقط ملائکہ اور جن و انس کی لعنتیں ہی پہونچ پاتی ہیں۔ جب سجدۂ آدم سے انکار کی سزا میں اللہ رب العزت نے ابلیس کو اس دور افتادہ اور شر و فساد کے ملک میں ڈھکیل دیا تو اس کے اندر حضرت آدم کے تعلق سے آتش حسد کا جوالا مزید تیز ہو گیا اور اس نے اپنی ''جنت بدری'' کا سبب آدم علیہ السلام کو قرار دیتے ہوئے خدائے ذوالجلال کے سامنے ہی یہ قسم کھائی کہ وہ اپنی اس نامرادی کا انتقام آدم اور اس کی اولاد سے لے گا۔ کبھی ان کے سامنے دشمن کے روپ میں آئے گا تو کبھی دوست کے روپ میں انہیں یہ کہہ کر دھوکہ دینے کی کوشش کرے گا: انی لکما لمن الناصحین "۔ (بے شک میں تم لوگوں کا خیر خواہ ہوں۔) انہیں ضرور بالضرور گمراہ کر کے انہیں ان ہی علاقوں میں ''لعنت کے شہر'' میں پہونچانے کی کوشش کرے گا۔ اور اس دن سے وہ طرح

طرح کے حیلے اور ہتھکنڈے آزما کر لوگوں کو اپنے دام فریب میں پھنساتا ہے اور انہیں ضلالت و گمراہی کے پنجرے میں بند کر کے اسی شہر میں پہونچا دیتا ہے جہاں باہری دنیا سے کھانے پینے کی غذا اور رحمت الٰہی نہیں پہونچتی ہے بلکہ وہاں صرف اور صرف برائی کی کاشتکاری ہوتی ہے اور وہاں رہنے والے انہی چیزوں سے شاد و کام بھی رہتے ہیں۔یعنی جیسی طبیعت ویسی ہی ہوا ملتی ہے۔وہاں پہونچ کر خیر و بھلائی کا وسوسہ بھی اس آدم کی اولاد پہ نہیں گذرتا ہے جسے اللہ جل مجدہ نے فرشتوں سے بھی اعلیٰ ترین مخلوق قرار دیا ہے۔اس طرح ابلیس نے دن ورات ایک کر کے محنت وجانفشانی کی اور آدم کے فرزندوں میں سے ہی کچھ کو اپنا ہمنوا بنالیا۔ان کے اندر اپنے شر و فساد کا وافر حصہ بھر دیا اور انہیں ان ہی کے بھائیوں کو گمراہ کرنے کے کام میں لگا دیا۔اللہ رب العزت نے ابلیس کے مکائد اور اس کی تخریبی کاروائیوں سے انسان کی حفاظت کی خاطر اور انہیں صحیح راستہ دکھانے کے لئے انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔انبیائے کرام علیہم السلام آتے رہے اور اپنا فرض منصبی کما حقہ ادا کرتے رہے۔ابلیس نے انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت وتبلیغ کے تیز اور دھاردار پتھروں سے اپنی ضلالت وتخریب کے پنجرے کو ٹوٹتے ہوئے دیکھا تو وہ خون کے آنسو رویا۔اسے نہ صرف یہ کہ رب سے کئے گئے اپنے وعدے کے ٹوٹنے کا خوف ستا رہا تھا بلکہ اسے دوسری فکر یہ بھی لاحق تھی کہ اسی طرح اگر انبیائے کرام کی دعوت اثر کرتی رہی تو آدم سے انتقام کی آگ بھی کبھی ٹھنڈی نہ ہوگی اور تیسری باعث تشویش بات اس کے لئے یہ تھی کہ اگر انبیائے کرام علیہم السلام کا تبلیغی مشن اسی طرح کامیاب ہوتا رہا تو اس کے "لعنتی شہر" کے اردگرد جتنی فصلیں ہیں وہ سب تباہ وبرباد ہو جائیں گی۔جب وہاں بحیثیت کام کرنے کے لئے مفت کے مزدور انسان نہیں ملیں گے تو پھر اختلاف وانتشار، نزاع ونفاق اور فساد کی کھیتی کون کرے گا۔اور ان کھیتوں میں موجود فصلوں کی نگہبانی کی ذمہ داری کون ادا کرے گا۔اس نے انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت وتبلیغ سے متاثر ہو رہے لوگوں کو اپنے گروہ میں شامل کرنے کا ایک طریقہ یہ ڈھونڈ نکالا کہ انہیں انبیائے معصومین علیہم السلام ہی کی محبت وعقیدت میں غالی کر دیا اور انہیں ان کی محبت کے ذریعے ہی گمراہ کرنا شروع

کر دیا۔ وہ معصومین علیہم السلام جو بنی آدم کو بت پرستی سے روکنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے ابلیس نے ان مقربین بارگاہ الٰہی اور پاکبازوں ہی کے بت تراش کر ان کے معتقدین اور چاہنے والوں کو یہ کہہ کر تھما دیا کہ ان بتوں کو دیکھ کر تمہارے دلوں میں ان کا پاکیزہ تصور آئے گا اور ان کو چوم کر تمہارے دلوں میں ان کی جدائی کے باعث جمنے والے غم کے کوہ ہمالہ کی برف پگھل سکے گی۔ اور بعض لوگوں کو تو اس نے اس قدر مخبوط الحواس بنا دیا کہ وہ مخلوق خدا چاند، سورج، ستارے، آگ، پہاڑ، فرشتے اور انبیاء کو ہی خدا اور اس کی ذریت قرار دینے لگے۔ یہودیوں کی جانب سے حضرت عزیر پہ اور نصاریٰ کی جانب سے حضرت عیسیٰ علیہما السلام پہ لگنے والی ابنیت الٰہی کی تہمت اور ملائکہ پہ خدا کی بیٹی ہونے کا لگنے والا الزام سب شیطان کے اسی ترکش کے تیر ہیں جنہیں اس نے آدم کی اولاد کے خلاف زیادہ سے زیادہ استعمال کیا تا کہ تخریب و افساد کی کاشتکاری کے لئے وہ اس کی مدد کریں اور ابلیس کو زیادہ سے زیادہ بے فکری میسر آ سکے۔ اللہ رب العزت نے ہر دور کے انسانوں کے سامنے کچھ ایسی نشانیاں ظاہر فرمائی اور انہیں دکھائی ہیں جن کا مشاہدہ اس بات کی شہادت کے لئے کافی ہے کہ اللہ جل جلالہ ہی خالق ہر جہاں ہے اور معجزات و بینات لے کر آنے والے یہ گروہ انبیاء اسی ذات فرید کے فرستادہ ہیں۔ ان کا پیغام ہی حق رساں اور ذات باری کی معرفت کا ذریعہ ہے۔ یہ وہی کہتے ہیں جو حکم ربانی ہوتا ہے۔ ان کی زبان صرف اور صرف وحی آسمانی کے تابع ہوتی ہے اور بس۔ جن کے دل ابلیس کی محبت میں کچھ کچے ہوتے ہیں وہ اس کی مزدوری چھوڑ کر معبود حق جل شانہ کی بندگی اختیار کر لیتے ہیں۔ لیکن جن کے قلوب افیون اور بھنگ کے نشے کو ہی دنیا کی حقیقی لذت تصور کرتے ہیں وہ اپنے دل کے دریچے کو بند کر لیتے ہیں تا کہ ان کے ذریعے ان تک حق کی باد صبا توحید کے نغمے لے کر داخل نہ ہو سکے۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت اور ان کی معرفت کا طریقہ تو سبھوں سے جدا اور نرالا تھا۔ ان کی آمد سے ہزاروں برس قبل ہی اللہ رب العزت نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے یہ عہد مسعود لیا تھا کہ ہر نبی اپنے اپنے مبارک زمانے میں نبی آخر الزماں ﷺ کی نعتیں گنگنائے۔ ان کی ذات، ان

کے نام اور ان کے اوصاف سے لوگوں کو باخبر کریں۔ یہی ہی نہیں کہ صرف ان کے اوصاف شمار کرائے جائیں بلکہ ان اوصاف کو اس طرح روشن کر کے بیان کیا جائے کہ جس طرح دن کے اجالے میں سورج اور اس کی شعاعوں کو دیکھ لینے کے بعد سورج کے وجود میں کسی طرح کا کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا ہے اسی طرح محمد عربی فداہ ابی وامی ﷺ کو دیکھنے والے کسی طرح کے شبہے کا شکار نہ ہوں۔ رخ انور پہ نظر پڑتے ہی ان کا دل گواہی دینے پر اور ان کی زبان یہ کہنے پر مجبور ہو جائے:
ورب الكعبة الذى لااله الا هو! هذا الرجل محمد رسوله الذى كنا ننتظره"۔
قسم ہے رب کعبہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یہ شخص محمد ﷺ اس کے وہی رسول ہیں جن کی بعثت کے ہم منتظر تھے۔ اور حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ میں: اهـل الـكـتـاب يـعـرفون محمدا ﷺ كما يعرفون ابنائهم، ولقد عرفته حين رأيته كما عرفت ابـنـى، بـل معرفتى بمحمد اشد من معرفتى بابنى"۔(تفسير البغوى: زیر آیت: الـذيـن آتيـنـا هم الكتٰب يعرفونه كما يعرفون ابنائهم"۔) اہل کتاب محمد ﷺ کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں، میں نے پہلی نظر پڑتے ہی آپ ﷺ کو ایسے ہی پہچان لیا تھا جیسے میں اپنے بیٹے کو پہچانتا ہوں (کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر ہماری کتاب توریت میں آیا ہے) بلکہ محمد ﷺ کی نسبت میری معرفت اپنی اولاد کی معرفت سے کہیں زیادہ شدید اور قوی ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی معرفت سے متعلق اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے زیادہ نشانیاں کسی کے پاس نہ تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور حمزہ بن عبدالمطلب میں سے کسی کے پاس اہل کتاب کی طرح نشانیاں اور دلائل مہیا نہیں تھے۔ ان کے پاس دل کی آواز اور عقل سلیم کی پہچان کے سوا اہل کتاب کی طرح کوئی آسمانی اطلاع نہیں تھی کہ محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب' اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہی وہ آخر الزماں پیغمبر ہیں جو باعث وجود کائنات ہیں۔ گل و گلشن کی رعنائیاں، کہکشاں کی چمک، جگنوؤں کی جگمگاہٹ، سورج کی شعاعیں، چاند کی دودھیا اور شفاف

روشنی، یہ انسانوں کا ازدہام، کعبۃ اللہ اور مکہ کی عزت وحرمت سب کچھ اسی بے نظیر رسول ﷺ کا صدقہ ہے۔

پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی آمد سے جہاں بہت سے انصاف پسند اہل کتاب کو خوشیوں کی سوغات ملی وہیں حاسد اہل کتاب کے دل یہ دیکھ کر جل بھن اٹھے کہ نبی منتظر ﷺ بنی اسرائیل سے نہ ہو کر بنی اسماعیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کور بختوں نے توریت وانجیل سے ان صفات کو محو کر دیا جو پیغمبر اسلام ﷺ سے متعلق ان کی کتابوں میں درج تھیں۔ بلکہ ان میں سے بعض نے تو دو قدم آگے بڑھ کر ان احکام میں بھی تحریف کی کوشش کی جن کے متعلق قرآن حکیم یا پیغمبر اسلام ﷺ نے یہ خبر دی کہ اسی طرح ان احکامات کا ذکر توریت وانجیل میں بھی ہے۔ ایک مرتبہ مدینہ کے کچھ یہودی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے ایک محصن زانی کو پیش کرتے ہوئے آپ سے زنا کی اس نوع کی سزا کے متعلق سوال کیا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ بتایا کہ تمہاری کتاب توریت میں ایسے مجرم کے لئے سنگساری کی سزا کا ذکر آیا ہے۔ یہ سن کر بعض احبار یہود نے یہ کہہ کر آپ ﷺ کی تکذیب کی کوشش کی کہ ہم علمائے توریت ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ایسی کسی سزا کا ذکر ہماری کتاب میں نہیں آیا ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ان سے توریت لانے کو کہا۔ وہ توریت لائے اور جہاں زنا کی سزا میں سنگسار کر دینے کا حکم تھا وہاں انگلیاں رکھ کر کہنے لگے کہ ہماری توریت میں زنا کی ایسی سزا کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی انگلیاں ہٹا کر انہیں دکھایا کہ قرآن یا پیغمبر اسلام ﷺ نے توریت وانجیل کے متعلق جو بھی خبر دی ہے وہ سب صد فیصد درست ہیں۔ اور صرف یہی نہیں کہ انہوں نے اسلامی تعلیمات کے خلاف اپنی کتابوں میں تحریف کی بلکہ ان کتابوں میں بہت سی اور باتوں کا اضافہ کیا اور کچھ حذف وترمیم سے بھی کام لیا۔ بائبل میں ایک کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے جسے انگریزی میں **Leviticus**، عربی میں **سفر اللاویین** اور اردو میں کتاب احبار کہتے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو احساس ہوگا کہ اہل کتاب علماء نے کیا کیا گل کھلائے ہیں۔ عیسائی اور یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ کتاب احبار موسیٰ

علیہ السلام پہ نازل شدہ توریت کا ایک جزء ہے اور یہ تحریف سے محفوظ ہے۔ اور یہ ظاہری بات ہے کہ جو کتاب آسمانی ہوگی وہ عقل وحکمت اور مشاہدہ کے خلاف کوئی بھی بات نہیں کہہ سکتی ہے مگر ہم آپ کو اس مقام پہ اس کتاب سے چند اقتباس ایسے دکھائیں گے جن سے اس کتاب کی آسمانی حیثیت مشکوک معلوم ہوتی ہے:

The Lord told to Moses & Aaron to say to people: After I have given you the land of canaan as your permanent possession, if ever put mildew on the walls of any of your homes, first you must say to a priest " I think mildew is on the wall of my house " The priest will reply " Empty the house before I inspect it, or else every thing in it will be unclean, if the priest discover the greenish or reddish spot that go deeper than the surface of the walls, he will have the house closed for the seven days, Then he will return and check to see if the mildew has spread. If so he, will have someone scrap of the plaster from the walls, remove the filthy stones, then hual everything off and dump it in an unclean place outside the town, Afterwards the wall must be repaired with new stones and fresh plaster, If the mildew appears a second time the priest will come & say "this house is unclean. it is coverd with mildew that can't be removed. Then he will have the house torn down & every of wood, stone & plaster hauled off to an unclean place outside the town. (Leviticus: 14/33-45, publisehd by American Bible Society New York, America)

پھر خداوند نے موسیٰ اور ہارون سے کہا کہ: جب تم ملک کنعان میں جسے میں تمہاری ملکیت کے لئے دیتا ہوں داخل ہو اور میں تمہارے میراثی ملک کے کسی گھر میں کوڑھ کی بلا بھیجوں: تو

اس گھر کا مالک جا کر کاہن کو خبر دے کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس گھر میں کچھ بلا سی ہے۔ تب کاہن حکم کرے کہ اس سے پیشتر کہ اس بلا کو دیکھنے کے لئے کاہن وہاں جائے لوگ اس گھر کو خالی کریں تا کہ جو کچھ گھر میں ہو وہ ناپاک نہ ٹھہرایا جائے۔ اس کے بعد کاہن گھر دیکھنے کو اندر جائے۔ اور اُس بلا کو ملاحظہ کرے اور اگر دیکھے کہ وہ بلا اس گھر کی دیواروں میں سبزی یا سرخی مائل گہری لکیروں کی صورت میں ہے اور دیوار میں سطح کے اندر نظر آتی ہے۔ تو کاہن گھر سے باہر نکل کر گھر کے دروازے پر جائے اور گھر کو سات دن کے لئے بند کر دے۔ اور ساتویں دن پھر آ کر اسے دیکھے۔ اگر وہ بلا گھر کی دیواروں میں پھیلی ہوئی نظر آئے۔ تو کاہن حکم دے کہ اُن پتھروں کو جن میں وہ بلا ہے نکال کر انہیں شہر کے باہر کسی ناپاک جگہ پھینک دیں۔ پھر وہ اس گھر کو اندر ہی اندر چاروں طرف سے کُھر چوائے اور اُس کُھر چی ہوئی مٹی کو شہر کے باہر کسی ناپاک جگہ میں ڈالیں۔ اور ان پتھروں کی جگہ اور پتھر لے کر لگائیں اور کاہن تازہ گارے سے اس گھر کی استر کاری کرائے۔ اور اگر پتھروں کے نکالے جانے اور اس گھر کے کھرچے اور استر کاری کرائے جانے کے بعد بھی وہ بلا پھر آ جائے اور اس گھر میں پُھوٹ نکلے۔ تو کاہن اندر جا کر ملاحظہ کرے اور اگر دیکھے کہ وہ بلا گھر میں پھیل گئی ہے تو اس گھر میں کھا جانے والا کوڑھ ہے۔ وہ ناپاک ہے۔ تب وہ اس گھر کو اس کے پتھروں اور لکڑیوں اور اس کی ساری مٹی کو گرا دے اور وہ اُن کو شہر کے باہر نکال کر کسی ناپاک جگہ میں لے جائے۔ (۱۴/ ۳۳-۴۵، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اگر کوڑھ کی بیماری کے متعلق بائبل کا یہ ریمارک صحیح ہے تو یہ بھی ممکن ہے ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور اس سے ٹکرا جانے والے جہاز اسی بیماری میں مبتلا رہے ہوں اور عیسائیوں نے اپنے اس بیہودہ عقیدے کو چھپانے کے لئے اس کا الزام مسلمانوں کے سر تھوپ دیا ہو۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ کسی عیسائی پادری یا یہودی ربی جسے بائبل میں کاہن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس نے ان عمارتوں میں اسی طرح کے کسی کوڑھ نامی بیماری کو پایا ہو اور کتاب احبار کے اس اقتباس پہ عمل کرتے ہوئے انہوں نے ہی اپنے معتقدین کی مدد سے اس کے انہدام کی کارروائی انجام دی ہو۔

ہم میڈیکل سائنس کے طالب علم ہیں نہ طب یونانی کے لیکن ہماری یہ اطلاع شاید صحیح ہے کہ کوڑھ کی بیماری وہیں موجود ہوسکتی ہے جہاں خون کی روانی ہوگی۔ جہاں خون میں حرکت نہیں ہوگی وہاں کوڑھ کے پائے جانے کا کوئی امکان ہی نہیں ہے۔

ایسے خرافاتی اور جہالت بھرے عقیدے سے اللہ کی پناہ! نہ جانے کتنے غریبوں کا آشیانہ بائبل کے اس اقتباس سے جل کر خاکستر ہوگیا ہوگا۔

لگے ہاتھوں ایک اور ''عقل دشمن'' اقتباس ملاحظہ فرمالیں:

If a man loses his hair at the back or the front of his head, this does not make him unclean. But if a reddish-white sore appears on the bald spot, it is a dread skin-disease, The priest shall example him, and if there is a reddish-white sore The priest shall pronounce him unclean. because of the dread skin-disease on his head. A person who has dread skin-disease must wear torn clothes, leave his hair uncombed, cover the lower part of his face, and call out "unclean unclean" He remains unclean as long as he has the disease, and he must leave out the camp, away from others. (Leviticus: 13/40-46, Publsihed by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور جس شخص کے بال گر گئے ہوں وہ گنجا تو ہے مگر پاک ہے؀ اور جس شخص کے سر کے بال پیشانی کی طرف سے گر گئے ہوں وہ چندلا تو ہے مگر پاک ہے؀ لیکن اس گنجے یا چندلے سر پر سرخی مائل سفید داغ ہو تو یہ کوڑھ ہے جو اس کے گنجے یا چندلے سر پر نکلا ہے؀ سو کاہن اسے ملاحظہ کرے اور اگر وہ دیکھے کہ اس کے گنجے یا چندلے سر پر وہ داغ ایسا سرخی مائل سفید رنگ لئے ہوئے ہے جیسا جلد کے کوڑھ میں ہوتا ہے؀ تو وہ آدمی کوڑھی ہے وہ ناپاک ہے اور کاہن اسے ضرور ہی ناپاک قرار دے کیوں کہ وہ مرض اس کے سر پر ہے؀ اور جو کوڑھی اس بلا میں مبتلا ہو اس کے کپڑے پھٹے اور اس کے سر کے بال بکھرے رہیں اور وہ اپنے اوپر کے ہونٹ کو ڈھانکے اور چلاّ چلاّ کر کہے

ناپاک ناپاک۔ جتنے دنوں تک وہ اس بلا میں مبتلا رہے وہ ناپاک رہے گا اور وہ ہے بھی ناپاک۔ پس وہ اکیلا رہا کرے۔ اس کا مکان لشکر گاہ کے باہر ہو۔ (احبار: ۱۳/ ۴۰۔ ۴۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

ہمیں نہیں معلوم کہ اس قسم کی بیماری میں مبتلا شخص حقیقۃً کوڑھی ہے یا نہیں مگر اتنا ضرور معلوم ہے کہ جب کوئی شخص کسی بیماری میں مبتلا ہو تو اس کے سامنے اس بیماری کی شناعت اور مقدار کم کر کے بیان کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ بالکل ہی منافرانہ رویہ نہیں برتا جاتا ہے۔ اسے زیادہ سے زیادہ وقت جلوت میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ پیار و محبت کی باتیں کی جاتی ہیں تاکہ اسے کچھ طمانیت و سکون حاصل ہو اور وہ اپنی زندگی کو بوجھ نہ سمجھے۔ ڈاکٹروں کا بھی یہی کہنا ہے کہ اس طرح کے رویے سے علاج میں بہت مدد ملتی ہے اور مریض کو ایک طرح کا سکون میسر آتا ہے۔

دنیا کی تقریباً پچھتر فیصد سے زیادہ آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ اربوں لوگوں نے کھیتوں میں رائی (سرسوں) کے پودے کو دیکھا ہوگا مگر شاید ان میں سے کسی نے بھی یہ ''حادثہ'' نہیں دیکھا ہوگا کہ اس کی ٹہنیوں میں پرندے اپنا آشیانہ بساتے ہوں۔ مگر متیٰ، مرقس اور لوقا نے اپنی اپنی انجیلوں میں ایک عجیب و غریب انکشاف مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی یہ جملہ نقل کرتے ہیں:

The kingdom of heaven is like this. A man takes a mustard seed and sows it in his field. it is the smallest of all seeds, but when it grows up, it is the biggest of all plants. it becomes a tree, so that birds come and make thier nest in its branches. (Matthew: 13/31-32, Mark: 4/30, Luke: 13/18-19, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آ کر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں۔ (متیٰ: ۱۳/ ۳۱۔ ۳۲، مرقس: ۴/ ۳۰،

لوقا:۱۸/۱۳-۱۸-۱۹، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

ہم نے بھی چار سالوں تک عصر بعد کی تفریح کے لئے کھیتوں کے علاقے کو خاص کر رکھا تھا اور اس مدت میں رائی کی فصل کے چار موسم بھی آئے۔ ڈالیوں کے اندر تک جھانک کر دیکھنے کی کوشش کی کہ شاید کوئی ایک ہی گھونسلہ ایسا مل جائے جس سے مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب اس قول کی تائید ہو جائے مگر جہد مسلسل کے باوجود ہمیں ناکامی ہی ہاتھ لگی۔ توقع ہے کہ یورپ کے اعلیٰ دماغ عیسائی سائنس داں عنقریب ایسا کوئی آلہ ایجاد کردیں گے جس سے مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب اس قول کے ثبوت کی کوئی سبیل نکل جائے!!

بہر حال! جن اہل کتاب کی قسمت میں سعادت تحریر تھی اور ہے وہ تائب ہو کر پیغمبر آخر الزماں ﷺ کے دامن رحمت میں پناہ گزیں ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔ لیکن جن کے دلوں میں ابلیس کی محبت کا رس گھول دیا گیا وہ اس شراب عقل ربا کے نشے میں بدمست ہو گئے۔ اور انہوں نے اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور ان کے متبعین کی دشمنی اور ان کی مخالفت کو ہی اپنا نصب العین بنالیا۔ ہمہ دم حسد کی آگ ان کے دل میں جلتی رہی کہ آخر روز بروز اسلام کے شیدائیوں کی تعداد میں کیوں اس قدر اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مسیح کی الوہیت کے قائلین کیوں اس کی نبوت کی صدائیں لگا رہے ہیں۔ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے تمام جہانوں سے زیادہ نفرت رکھنے والے یہود و نصاریٰ کیوں محمد ﷺ کی نبوت و رسالت اور موسیٰ و مسیح پہ ان کی افضلیت کے ترانے گانے لگے۔

یہود و نصاریٰ نے ایک منظم پلان کے تحت اسلام سے غیر مسلموں کو دور رکھنے، انہیں مذہب حق سے بیر دلانے کے لئے اور مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے اسلام اور اسلام پسندوں کے خلاف آہنی اور فولادی جنگ چھیڑ دی۔ مسلسل چھ سات صدیوں تک یہود و نصاریٰ باہمی اشتراک و تعاون سے مسلمانوں کو مار کر اسلام کو مٹانے کے فارمولے پہ عمل کرتے رہے۔ لاکھوں مسلم بچوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کو قتل کیا۔ ان کی ماں، بیٹیوں اور بہنوں کی عزت لوٹتے رہے۔ مسلم ممالک میں تخریبی کارروائیاں انجام دیں۔ سیف و سنان کی قوت سے زبردستی لاکھوں لوگوں کو

عیسائی بنانے کی کوشش کی مگر اس طرح کی حرکتوں سے نہ اسلام کی شان وشوکت میں کمی آئی اور نہ ہی مسلمانوں کی تعداد قلت کی طرف مائل ہوئی۔ اسلام کی عظمت بھی بڑھی اور اس کے ماننے والوں کی تعداد بھی۔ اس منصوبے کے بری طرح فلاپ ہونے کے بعد انہوں نے اپنی حکمت عملی پہ نظر ثانی کی، منصوبے کو از نو سر ترتیب دیا اور آخر میں پلان یہ مرتب ہوا کہ ایسی کارروائیاں کی جائیں جن سے مسلمانوں کے دلوں سے یہود ونصاریٰ کے تئیں منفی نظریہ ختم ہو جائے اور وہ ہمیں اپنا دشمن سمجھنا چھوڑ دیں۔ آہستہ آہستہ ان کے دلوں میں ایسے افکار ونظریات کا زہر گھول دیا جائے جن سے ان کے اندر کا مسلمان مر جائے اور وہ چلتی پھرتی مسلمان لاش رہ جائیں۔ ان کا نام محمد، احمد، صدیق، فاروق، ابوبکر، عمر، عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہوں مگر ان کے عقائد وافکار، کردار وعمل اور طرز زندگی اسلامی تعلیمات کے برعکس ہوں۔ اس پلان کے تحت انہوں نے سب سے پہلے عظمت مصطفیٰ کا بار آور اور سایہ دار درخت اکھاڑ پھینکنے کا منصوبہ بنایا۔ انہوں نے احادیث نبوی ﷺ کے مقدس ومعطر ذخیرے کو آلودہ کرنے کی خاطر جی کھول کر ان پر کلام کیا۔ ان کی تاریخی حیثیت اور معتبریت پہ سوال اٹھایا۔ اور انہوں نے اپنی موافقت میں کچھ زر خرید مسلمانوں سے بھی ایسی صدائیں لگوائیں جن سے احادیث نبوی ﷺ غیر معتبریت کے کٹہرے میں کھڑی نظر آئے۔ انہیں حالات کو بھانپ کر علامہ اقبال نے اپنی قوم کو متنبہ کرتے ہوئے کہا تھا:

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا — روح محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کر فرنگی تخیلات — اسلام کو حجاز ویمن سے نکال دو

اس منصوبے میں کامیابی ملنے کے بعد قرآن حکیم کو اپنا اگلا نشانہ بنایا۔ قرآن سے آیات جہاد نکالنے کا مطالبہ یا مشورہ اسی منصوبے کی ایک کڑی ہے۔ انہوں نے قرآن وحدیث کے حکم جہاد اور حدود وتعزیرات پہ جی کھول کر اپنا تیشہ چلایا۔ اسلامی سزاؤں کو انسانیت شکن اور حقوق بشری کے مخالف قرار دیا۔ حجاب کے حکم کو عورتوں کو غلام بنانے کی ایک مہم قرار دیا۔ اسلام کو اکیسویں صدی کے لئے ناقابل انطباق دین ومذہب ثابت کرنے کے لئے خوب ہنگامہ کیا۔ سودی بینکنگ نظام رائج

کیا اور مسلمانوں کو یہ ترغیب دی کہ وہ بھی اسی طرح کے بینک قائم کریں۔ اسلام کے حرمت ربا سے متعلق حکم کو عصر جدید کے لئے نا قابل قبول گردانا گیا۔ اور کچھ عیسائی مسلم حکمرانوں اور یورپ کی یونیورسٹیز میں پڑھنے والے مالدار مسلم طلبہ کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کا اسلام یقیناً ایک سچا اور حقیقی مذہب ہے مگر یہ پہلے زمانے کے لحاظ سے تھا اور آج کے دور میں اسلامی تعلیمات پہ عمل کر کے مسلمان غریب سے اور غریب تو ہوسکتا ہے مگر امیر اور ترقی یافتہ نہیں۔ کچھ یہود و نصاریٰ نے اپنے اوپر غیر جانبداری کا لیبل لگایا اور اسلام کو بدنام کرنے کی خوب سازش رچی۔ وہیں اندرونی طور پر زرو زن کی قیمت پر مذہب مسیحی کی ترویج واشاعت کی مہم کو مزید تیز کر دیا گیا۔ لاکھوں غریب ہندو، سکھ، جین، بدھسٹ اور مسلمانوں کو دس دس لاکھ روپئے، حسین وجمیل لڑکی سے شادی اور یورپ وامریکہ میں نوکری کا لالچ دے کر انہیں مذہب عیسائیت میں شمولیت کی دعوت جاری رہی ہے۔ جو بدنصیب ان میں سے کچے نفس کے ہوتے ہیں اور جن کے دلوں میں مذہب سے زیادہ حیثیت پیسے اور حسین عورتوں کی ہوتی ہے وہ اپنے دین وایمان کا سودا کر لیتے ہیں اور اسے ''عقل مخالف'' مذہب عیسائیت کے عوض فروخت کر دیتے ہیں۔ مگر جن مسلم نوجوانوں کے ایمان وعقیدے کا رشتہ محمد عربی ﷺ سے مضبوط ہے' وہ یورپ وامریکہ کی غلامی پہ محمد عربی ﷺ کی غلامی کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ اپنے اسی عقیدے پہ قائم رہتے ہیں جس کا سالک جنت کا مسافر ہوتا ہے۔ ہماری اطلاع کے مطابق وادیٔ کشمیر کے اننت ناگ ضلع، اس کے اطراف اور جموں کے پونچھ اور راجوڑی میں بہت سے ایسے مسلم نوجوان موجود ہیں جن کے ماں باپ کو بھی یہ خبر نہیں ہے کہ ان کے فرزندوں نے محمد عربی فداہ ابی وامی ﷺ سے اپنا رشتہ توڑ لیا ہے۔

دنیا کے جس ملک یا حصے کا آپ جائزہ لیں وہاں آپ کو عیسائی مشنریاں (۱) اسکولز (۲) ہاسپٹلز اور (۳) رفاہی کاموں کے راستوں سے ہی داخل ہوتے نظر آئیں گی۔ اور وہ انہی راستوں سے داخل ہو کر غیر عیسائی آبادیوں کو عیسائیت کی طرف مائل کرنے میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ ان کی تحریک نہایت خفیہ اور حد درجہ تیز ہوتی ہے۔ سب سے پہلے یہ افسروں کو پیسے دے کر اس

بات پر آمادہ کرتے ہیں کہ ان کے خلاف کوئی مقدمہ درج ہونے کی صورت میں وہ ان کی گلوخلاصی کی تدبیر کریں گے۔ اور ریاست وملک کے اعلیٰ حکام پہ امریکہ اور یورپ کا دباؤ تو ہوتا ہی ہے۔ کالجز اور ہاسپٹلز میں ٹیچر اور نرس کی ذمہ داری نبھانے والی انتہائی حسین لڑکیوں کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ ان علاقوں کے ایسے اشخاص کو اپنے دام زلف کا اسیر بنائیں جن کا علاقے میں کچھ نہ کچھ اثر ہو۔ اور وہ اپنے رسوخ کا استعمال کر کے ان علاقوں میں عیسائیت کی تبلیغ کی راہ آسان بنا سکتے ہوں۔

زیر نظر کتاب میں دین مسیحی کا ایک مختصر تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ مسیحیت پہ الزام وارد کرتے وقت کوئی بھی غیر مستند حوالہ نہ دیا جائے۔ انگریزی پیراگراف اور اقتباسات کے ترجمہ کے لئے بھی یہ کوشش کی گئی ہے کہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور سے شائع شدہ اردو ترجمہ کا ترجمہ ہی نقل کیا جائے تا کہ ترجمہ میں خیانت کا الزام وارد نہ ہو سکے۔ ایک مقالہ بنام ''اسلامی حدود وتعزیرات بائبل اور عقل سلیم کی نظر میں'' کی ترتیب اور اشاعت کے وقت بائبل کا اردو ترجمہ ہمیں دستیاب نہ ہو سکا تو اس وقت ہم نے اپنی جانب سے ان مطلوبہ اقتباسات کا ترجمہ کر دیا تھا مگر اردو نسخے کی دستیابی کے بعد ہم نے ان اقتباسات کا ترجمہ اسی نسخے سے نقل کر دیا ہے۔ اس بات کی بھی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ متانت وسنجیدگی، عالمانہ وقار، مسلمانوں کی امن پسندی اور دوسرے مذاہب کے تئیں ان کے جذبۂ احترام کی جو ریت اور روایت رہی ہے وہ کسی بھی مقام پہ آلودہ نہ ہو۔ ہاں! جدید تعبیرات کا استعمال کرتے ہوئے بعض خوبصورت طنز آپ کو ضرور ملیں گے مگر میرے طرز نگارش سے واقفیت رکھنے والے افراد جانتے ہیں کہ یہ خوبصورت طنز تقریباً میری تمام تحریروں کا حصہ ہے۔ اگر اس کے باوجود آپ کو کہیں کوئی سخت جملہ یا کوئی ترش کلمہ نظر آئے تو اس سے انسانی جبلت سمجھتے ہوئے صرف نظر کر لیں۔

پیش نظر کتاب کے مطالعہ کے دوران بہت سے مقامات پہ آپ خلجان کا شکار ہو سکتے ہیں۔ مثلا

کسی مقام پہ آپ کو حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت ہارون، حضرت موسیٰ، حضرت یوشع اور حضرت داؤد علیہم السلام کے متعلق چند ایسے جملے بھی پڑھنے کو مل سکتے ہیں جو قرآن حکیم اور اسلام کی رو سے درست نہیں ہیں کیوں کہ قرآن وحدیث نے انہیں انبیائے کرام علیہم السلام کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ اور ان کی شان میں کوئی بھی غیر محتاط جملہ خرمن ایمان کو خاکستر بنا سکتا ہے لیکن تقابل ادیان کے حوالے سے کوئی بھی تحریر پڑھتے وقت آپ ایک بات ذہن میں رکھیں تو پھر کسی طرح کی پریشانی نہیں ہوگی۔ قرآن حکیم نے خدا اور انبیائے کرام کا جو تصور ہمیں دیا ہے وہ بالکل پاکیزہ ہے مگر بائبل کے صفحات میں کہیں خدا انسانوں سے کشتی لڑتے ہوئے نظر آتا ہے (سفر التکوین: ۳۲/۲۲-۳۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا) تو کہیں انبیائے کرام کو معاذ اللہ زنا اور بت پرستی میں ملوث دکھایا گیا ہے۔ اسی لئے ہمارا ایمان ہے کہ جس خدا کا ذکر قرآن میں ہے وہ حقیقی خدا رب العالمین ہے جس نے کل کائنات کو پیدا کیا۔ اور جن انبیائے کرام کا تذکرہ قرآن وحدیث میں ہے وہ خدا کے فرستادہ اور معصوم ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ جس نوح کا ذکر قرآن اور حدیث کی کتابوں میں ہے، وہ اللہ کے فرستادہ اور معصوم ہیں۔ ہر طرح کے گناہوں سے ان کی حفاظت خود خالق ہر جہاں اللہ رب العزت فرماتا رہا ہے۔ مگر جس نوح نامی انسان کو بائبل کے اوراق پہ اپنی ہی بیٹیوں سے زنا کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے (تکوین: ۱۹/ ۳۰-۳۸، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا) اس سے ہمارا خدا، ہمارے مقدس رسول ﷺ اور ہم بیزار ہیں۔

جس ہارون علیہ السلام کا ذکر خدا اور اس کے محبوب رسول محمد عربی ﷺ نے کیا ہے وہ ہمارے بھی نبی ہیں۔ ہم ان کی عظمت کے لئے اپنی جان نچھاور کر سکتے ہیں۔ ان کی عصمت تمام امت مسلمہ کے نزدیک اہم اور مبارک ہے۔ لیکن ہم اس ہارون نامی فرد سے اپنی برأت کا اظہار کرتے ہیں جس کی تصویر کشی بائبل میں ایک بت پرست کے طور پہ کی گئی ہے۔ (خروج: ۳۲/ ۱-۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا)

جس موسیٰ علیہ السلام کے صبر کی مثال دے کر ہمارے رسول نے ہمیں صبر کی تلقین کی ہے

ہمارے ایمان کا دل ان کے نام سے دھڑکتا ہے۔ مگر جس موسیٰ نامی دہشت گرد اور جارج بش کے پیش رو کا تذکرہ بائبل نے کیا ہے ہم اس کی معرفت وشناسائی سے انکار کرتے ہیں۔ (گنتی: ۳۱/۱۳۔۱۸، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا)

جس داؤد علیہ السلام کی عبادت وزبور خوانی اور ان کی لحن ملت اسلامیہ کے لئے باعث فخر ہے، ان کی عظمت وعصمت کو امت مسلمہ کا ہر ہر فرد سلام عقیدت پیش کرتا ہے اور ان کے تقدس کے عقیدے کے بغیر ہم خود کو مسلمان نہیں سمجھتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس داؤد سے ہم اپنے کسی بھی طرح کے رشتے اور تعلق کے منکر ہیں جسے بائبل نے پڑوسی کی بیوی سے زنا اور پھر ایک مکروفریب کا سہارا لے کر اس کے شوہر کو قتل کرانے کے بعد اسے اپنی بیوی بنانے کا مجرم بنا کر پیش کیا ہے۔ (سموئیل دوم: ۱۱/۱۔۲۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا)

جس سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ہماری مقدس کتابوں میں موجود ہے ان کی اطاعت الٰہی اور ان کا تفقہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور ہم ان کی محبت کے بغیر اپنے ایمان کے کمال کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں مگر ہمارا ایمان سلیمان نامی اس شخص سے اپنی عدم رابطگی کا اظہار کرتا ہے جسے بائبل نے زن پرستی کے نشے میں مدہوش ہو کر بت پرستی کرتے دکھایا ہے۔ (سلاطین: ۱۱/۱۔۱۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا)

یا بلفظ دگر یوں کہہ لیجئے کہ ہم نے تبصرہ کے دوران جو ''غیر اسلامی'' جملے ابراہیم، اسحاق، یعقوب وغیرہ کے لئے استعمال کئے ہیں وہ جملے ہم نے صرف بطور الزام نقل کیا ہے۔

❀❀❀

جاوید احمد عنبر مصباحی

۱۵/ ذی الحجۃ ۱۴۳۱ھ / ۲۲/ نومبر ۲۰۱۰ء بروز دوشنبہ

باب اول
توحید، نبوت مسیح اور بائبل
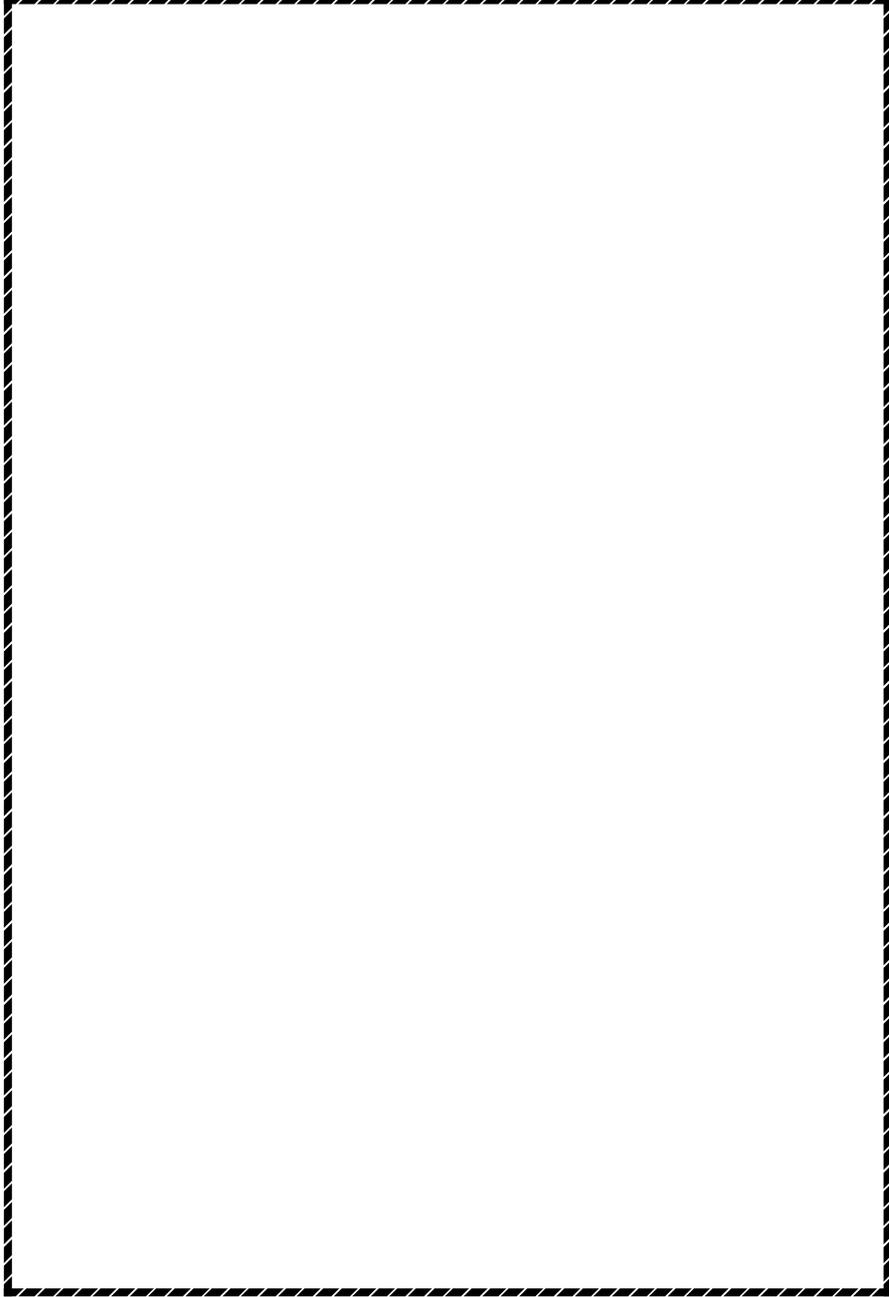
اس خاکدانِ گیتی پہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق تین طرح کے نظریات پائے جاتے ہیں (۱) پہلا نظریہ یہ ہے کہ وہ "ابن الله" اور **"اقانیم ثلثه"** کے ایک جز ہیں۔ یہ نظریہ عیسائیوں (Christians) کا ہے۔ دوسرا **نظریہ** یہودیوں (JEWS) کا ہے جو آپ کی ولدیت کے متعلق سوال اٹھاتے ہیں (معاذ اللہ)۔ جبکہ تیسرا **عقیدہ** یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام خدا کے ایک برگزیدہ پیغمبر ہیں۔ جو مخلوقِ خدا کی ہدایت و رہبری کیلئے مبعوث ہوئے۔ ایک مدت تک زمین پہ رہے پھر زندہ آسمان پہ اُٹھا لئے گئے۔ قرب قیامت آپ پھر نزول فرمائیں گے اور شریعت محمدیہ پہ عامل ہوں گے۔ ایک مدت تک قیام کریں گے اور پھر وصال فرما کر مدینہ منورہ میں مدفون ہوں گے۔

مذکورہ تینوں نظریات وعقائد میں سے اول اِفراط جبکہ دوسرا تفریط کا شکار ہے کہ ایک گروہ الوہیت و معبودیت کا قائل ہے تو دوسرا جائز وجود کا بھی منکر ہے (معاذ اللہ)۔ تیسرا عقیدہ اِفراط وتفریط سے خالی اور معتدل ہے کہ وہ مسیح علیہ السلام کو اللہ عزوجل کا مقرب نبی او ررسول مانتا ہے۔ اور یہی طبقہ حق پر ہے جسے مسلمان کہا جاتا ہے۔ (مسلمانوں کو خود کو محمدی کہنے سے احتراز کرنا چاہئے کہ یہ مستشرقین کی اختراع کردہ اصطلاح ہے۔ جس سے وہ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ مسلمان کسی دین کے ماننے والے نہیں ہیں بلکہ محمد ﷺ کے پجاری ہیں۔ جیسے عیسائی خود کو عیسیٰ (christ) علیہ السلام کے پجاری کے طور پہ عیسائی (christians) کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی یورپ وامریکہ کی کثیر تعداد مسلمانوں کو محمد ﷺ کی امت نہیں بلکہ پجاری سمجھتی ہے۔) ہم آنے والی سطروں میں مسلمانوں کے عقیدے کی تصحیح پہ خود عیسائیوں کی کتابِ مقدس "بائبل" کے اقتباسات پیش کریں گے۔ جس کا حرف حرف ان کے عقیدے کے مطابق منزل من اللہ (Inspired) ہے۔

پہلا اقتباس

عیسائی عقیدے کے مطابق جس دن عیسی علیہ السلام کو سولی دی گئی اس دن دو آدمی اتاؤس نامی گاؤں کی طرف جا رہے تھے۔ اور اسی سولی کے مسئلہ پر گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس آئے (عیسائی یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ کچھ ہی گھنٹوں بعد وہ دوبارہ زندہ ہو گئے تھے) وہ لوگ عدم بصیرت کے سبب مسیح کو پہچان نہ سکے اور مسیح علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ آپس میں کیا گفتگو کر رہے ہو؟ تو وہ غم سے کھڑے ہو گئے اور ان میں سے کلیپاس نامی شخص نے جواب دیا:

Art thou only a stranger in Jeruslam and has not known the things which are come to pass there in these days,? and he said unto them What things? and they said unto him concering Jesus Nazareth which was a Prophet mighty in deed and word before God and all the people (St.Luke 24/13-20, King james Version, Published by Britain)

کیا تو یروشلم میں اکیلا مسافر ہے جو نہیں جانتا کہ ان دنوں اس میں کیا کیا ہوا؟ اس (مسیح) نے ان سے کہا کیا ہوا ہے؟ انہوں نے اس سے کہا یسوع ناصری کا ماجرا جو خدا اور ساری امت کے نزدیک کام اور کلام میں قدرت والا نبی تھا۔" (بائبل کا اردو ترجمہ بنام "کتاب مقدس" لوقا ۲۴/ ۱۳۔۲۱ مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا بنگلور، انڈیا۔)

میں یہاں پر صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا:

۱ خط کشیدہ عبارت میں اس بات کی وضاحت اور اس کا صاف صاف بیان ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے خود اپنے کانوں سے ان کی زبانی اپنی نبوت و عبدیت کا اثبات اور اپنی الہیت کا انکار سنا اور پھر بھی سکوت اختیار فرمایا۔ کچھ نکیر نہ فرمائی۔ اگر مسیح خدا ہیں اور عیسائی

عقیدے کے مطابق یقیناً ہیں تو پھر ان کا سکوت وعدم نکیر کیا قرآن حکیم کی اس آیت "**انی عبدالله اتا نی الکتاب وجعلنی نبیا**" (**ترجمه :** عیسیٰ نے کہا بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنا کر مبعوث کیا'') کی تصدیق نہیں کرتا......؟؟؟

۲ ''جو خدا اور ساری امت کے نزدیک کام اور کلام میں قدرت والا نبی تھا'' یہ جملہ اس امر پہ دال ہے کہ اس دور کے سارے لوگوں کا عقیدہ یہی تھا کہ مسیح علیہ السلام ایک نبی مقتدِر ہیں۔ اور ابنیّتِ مسیح کا نظریہ بعد کی پیداوار ہے جسے منافق یہودی سینٹ پال نے ''ایجاد'' کیا ہے (اگلی کسی کتاب میں ہم سینٹ پال کی عیسائیت پرستی پر بھی روشنی ڈالیں گے۔ عنبر مصباحی)

دوسرا اقتباس

مسیح علیہ السلام اپنے شاگردوں کے ہمراہ گلیل کی جھیل سے گزر کر ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہیں براجمان ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد نیچے نظر کی تو انہیں اپنی طرف عقیدت مندوں کی ایک عظیم بھیڑ امنڈتی ہوئی نظر آئی۔ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا: اتنے لوگوں کی ضیافت کہاں سے ہو پائے گی؟ پطرس کے بھائی اندریاس نے کہا: یہاں ایک لڑکے کے پاس جَو کی پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں۔ مگر ان پانچ ہزار لوگوں میں اتنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ مسیح نے لوگوں کو بٹھانے کا حکم دیا۔ لوگ گھاس پر بیٹھ گئے اور مسیح علیہ السلام نے شکر کر کے (شاید **بسم اللہ** پڑھکر۔ عنبر مصباحی) تمام لوگوں کو روٹی اور مچھلیاں دینا شروع کیا۔ وہ پانچ ہزار لوگ ان دو مچھلیوں اور پانچ روٹیوں میں سے ہی اچھی طرح شکم سیر ہو گئے۔ مسیح علیہ السلام نے شاگردوں کو بچے ہوئے کھانے کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ جب ان بچے ہوئے ٹکڑوں کو جمع کیا گیا تو ان سے بارہ بڑی بڑی ٹوکریاں بھر گئیں۔ اب آگے کی کہانی خود بائبل کی زبانی سنئے:

When they had seen the miracle that Jesus did, said This is of a truth that he is a Prophet that should come. (John

6/10-14, Matthew 14/13-21, Mark 6/30-44, Luke 9/10-17, King james Version, Published by Britain)

پس اس نے جو معجزہ دکھایا لوگ اسے دیکھ کر کہنے لگے جو نبی دنیا میں آنے والا تھا فی الحقیقت یہی ہے۔" (انجیل یوحنا ۶/ ۱۰۔۱۴/ مرقس ۶/ ۳۰۔۴۴/ لوقا ۹/ ۱۰۔۱۷/ متّیٰ ۱۴/ ۱۳۔ ۲۱، مطبوعہ بنگلور، ہندوستان)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو ناممکن کارنامہ کر دکھایا اسے کاتبینِ اناجیل "معجزہ" سے تعبیر کر رہے ہیں اور اہل علم بلکہ عامۃ الناس پہ بھی مخفی نہیں کہ معجزہ اس خرقِ عادت کام کو کہتے ہیں جو ایک نبی سے صادر ہو(**شرح العقائد للنسفی**)، ہوسکتا ہے کوئی صاحبِ علم **معجزہ** کی تعریفِ مذکور کو یہ کہہ کر مسترد کر دے کہ یہ تعریف مسلمانوں کے نزدیک ہے اور قولِ مسلم نصاریٰ کے خلاف حجت نہیں۔ ان سے ہماری گذارش یہ ہے کہ "جو نبی دنیا میں آنے والا تھا فی الحقیقت یہی ہے"۔ یہ فقرہ ہمارے اخذ کردہ مفہوم کی بین دلیل ہے کہ خود خوانِ مسیح پہ زلہ ربائی کرنے والے اشخاص نے خرقِ عادت امر دیکھ کر ہی ان کی نبوت کو پہچانا اور مانا تھا۔ مزید برآں جب کسی لفظ کا ترجمہ دوسری زبان میں کیا جاتا ہے تو اہل زبان کے محاورات وتعبیرات کو مدنظر رکھ کر ترجمہ نگاری کی جاتی ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مترجم کی ذات نے بھی اس خرقِ عادت کام کو وہی معجزہ سمجھا جو اردو بولنے والوں کے یہاں شائع ومتعارف ہے۔

اس اقتباس سے جہاں یہ مستفاد ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے زمانے والے آپ کو نبی برحق مانتے تھے وہیں اس سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ کاتبینِ اناجیل جنہیں عیسائی عقیدۂ ثلیث (Trinity) کے اماموں سے شمار کرتے ہیں خود ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کیونکہ انہوں نے عامۃ الناس کے قول کو بلا تردید وانکار نقل کیا۔ علاوہ ازیں عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حوارئین نے وہی لکھا جو خدا نے انہیں الہام کیا۔ (ان متعارض اور ناقابل رفع تناقضات پہ مبنی

الہامات پہ کلام اگلی کسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔عنبر مصباحی) تو اگر خدائے عیسائیت اس عقیدے کو غلط مانتا تو وہ ضرور بالضرور ناقلینِ اناجیل کے ''بے مثل دلوں'' پہ اس کا رد بھی القا کر دیتا اور وہ لکھ دیتے (جیسے قرآن حکیم میں کفار ومشرکین کے خرافات کے بیان کے بعد ان کا رد بھی مذکور ہے) مگر نہ خدا نے الہام کیا اور نہ ہی ان حضرات نے قلمبند کیا جس سے لازم آتا ہے کہ خود عیسائیوں کے خدا کے نزدیک بھی مسیح علیہ السلام نبی برحق ہیں نہ کہ'' **ابن الله** ''اور "**اقانیم ثلاثہ**" کے ایک جزء۔ورنہ اظہار حقیقت کی اشد ضرورت کے وقت بھی خاموشی اختیار کرنے والوں (کاتبینِ اناجیل بشمول ''خدائے عیسائیت'') کے متعلق ہم اتنا ہی کہیں گے:

"**اَلسَّاكِتُ عَنِ الْحَقِّ شَيْطَانٌ أَخْرَسٌ**" حق گوئی کی قدرت واستطاعت اور اشد حاجت کے باوجود حق بولنے سے احتراز کرنے والا گونگا شیطان ہے۔''

تیسرا اقتباس

but Jesus said unto them a Prophet is not without honour, save in his own country and his own house, and he did not many mighty works there because of their unbelief. (Matthew: 13/51-52, King james Version, Published by Britain)

مگر یسوع نے ان سے کہا کہ نبی اپنے وطن اور گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا۔اور اس نے ان (خاندان اور وطن والوں) کی بے اعتقادی کے سبب سے وہاں بہت سے معجزے نہ دکھائے۔(متّیٰ ۱۳/۵۱۔۵۲ مطبوعہ بنگلور، انڈیا)

چوتھا اقتباس

Now after two days he departed thence and went into Gallile for Jesus himself testified that a Prophet hath not honour in his own country. (John 4/43-44, Luke 4/23-24, King james Version, Published by Britain)

پھر وہ دو دنوں بعد وہاں سے روانہ ہو کر گلیل کو گیا کیونکہ یسوع نے خود گواہی دی کہ نبی اپنے وطن میں عزت نہیں پاتا (انجیل یوحنا ۴/ ۴۳-۴۴، انجیل لوقا ۴/ ۲۳-۲۴ مطبوعہ بنگلور، ہندوستان)

مسطورہ دونوں اقتباسوں سے یہ حقیقت روز نیمروز کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ خود مسیح علیہ السلام کے گھر اور وطن والے انہیں **"ابن خدا"** یا **"اقانیم ثلثه"** کا جزء تو دور ایک نبی بھی نہیں مانتے تھے۔ اسی کا رد کرتے ہوئے مسیح علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اپنے وطن اور گھر کے علاوہ ہر جگہ مقبول ہوتا ہے۔ اور آپ کی نبوت پہ عدم ایمان کے سبب آپ اتنے دل برداشتہ ہوئے کہ انہیں بہت سے معجزوں سے محروم کر دیا اور گلیل کی جانب چل پڑے۔ اور اگر مسیح **ابن الله** اور **اقانیم ثلثه** کا جز ہوتے تو اس کا ذکر فرماتے نہ کہ نبوت کا اثبات فرماتے۔ اور اگر مسیح بہ یک وقت نبی اور ابن اللہ دونوں ہو سکتے ہیں تو پھر دیگر انبیاء کیوں نہیں......؟؟

نوح و موسیٰ علیہما السلام میں یہ دونوں اوصاف کیوں جمع نہیں ہو سکے۔ بائبل کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں......؟؟؟

پانچواں اقتباس

مسیح علیہ السلام اپنے شاگردوں کے ساتھ نین شہر میں داخل ہو رہے تھے کہ دیکھا

کہ ایک بیوہ اپنے جوان بیٹے کے جنازے کے ساتھ رو رہی ہے۔ آپ کا دل پسیج گیا اور آپ نے جنازہ کو چھو کر ارشاد فرمایا: ''اے جوان! میں تجھ سے کہتا ہوں اٹھ'' یہ سن کر مردہ اُٹھ کر بولنے لگا۔ اور آگے کی کہانی بائبل کی زبانی:

And there came a fear on all and they glorified God, Saying that a great Prophet is risen up among us and that God has visted his people.(Luke 7/13-16, King james Version, Published by Britain)

اور سب پر دہشت چھا گئی اور وہ خدا کی تمجید کر کے کہنے لگے کہ ایک بڑا نبی ہم میں برپا ہوا ہے اور خدا نے اپنی امت پہ توجہ کی ہے۔ (انجیل لوقا ۷/ ۱۳۔۱۶ مطبوعہ بنگلور)

جب عیسیٰ علیہ السلام نے مردے کو زندہ کیا تو اس معجزے کو دیکھنے والوں نے بھی وہی کہا جو اور لوگوں نے اور خود مسیح نے کہا تھا کہ وہ نبی ہیں۔ مگر کسی ''ذی ہوش محرّف'' نے یا خود معزز لوقا نے ہی بجائے یہ کہنے کے کہ وہ یسوع کی تمجید کر کے کہنے لگے کہ ایک بڑا نبی ہم میں برپا ہوا ہے۔'' اس نے یہ لکھ مارا کہ ''وہ خدا کی تمجید کر کے کہنے لگے کہ ایک بڑا نبی ہم میں برپا ہوا ہے۔'' کسی نے سچ کہا ہے کہ چور بھاگتا ہے مگر نشانِ قدم چھوڑ جاتا ہے۔ خدا کو نبی کہنا تمجید ہے یا تنقیص یہ تو یورپ اور سامی نسل کے ''سائنس داں اور اعلیٰ دماغ'' ہی بتا سکیں گے۔ ہاں......! اگر خدا سے ذاتِ باری اور نبی سے عیسیٰ علیہ السلام کی ذات مراد ہو جن دو ذاتوں میں تغایر ہے تو پھر یہ عبارت درست ہو سکتی ہے اور اس سے بھی ہمارا مقصود ثابت کہ ذاتِ باری اور ہے اور ذاتِ یسوع دِگر جو ایک نبی اور پیغمبر ہیں نہ کہ الہ۔ مگر یہ سراسر عیسائی عقیدے کے خلاف ہے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح خدا اور خداوند کا لفظ دیگر انبیائے کرام علیہم وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کیلئے بائبل (تکوین؛24-20/44) 19-18/44, 18/47; 8/45, 3/18, 4/6 ;17/44; 4-3/33, 5/23;

11/5; یسعیاہ 8/64; 16/6) میں استعمال ہوا ہے یہاں بھی ایک انسان اور پیغمبر کیلئے استعمال کیا گیا ہو۔

چھٹا اقتباس

مسیح علیہ السلام ایک سامری عورت سے پینے کا پانی مانگتے ہیں۔ وہ کہتی ہے کہ آپ یہودی ہو کر ایک سامری سے پانی کیوں مانگتے ہیں؟ وہ پانی دینے سے انکار کر دیتی ہے۔ مسیح علیہ السلام اسے ایک پانی دکھا کر ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کا پینے والا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ وہ عورت یہ سن کر آپ سے وہ پانی طلب کرتی ہے تو آپ نے فرمایا: جا، اپنے شوہر کو بلا لا، وہ کہتی ہے میں بے شوہر ہوں۔ اب آگے کی کہانی بائبل کی زبانی:

Jesus said unto her, thou hast well said, I have no husband, for thou hast had five husbands, and he whom thou now has is not the thy husband, in that said thou truely, the woman saith, Sir I perceive that thou art a Prophet.(John 4/16 -19, KJV, Published by Britain)

یسوع نے اس سے کہا کہ تو نے خوب کہا کہ میں بے شوہر ہوں، کیونکہ تو پانچ شوہر کر چکی ہے اور جس کے پاس تو اب ہے وہ تیرا شوہر نہیں ہے، یہ تو نے سچ کہا ہے۔ عورت نے اس سے کہا اے خداوند مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو نبی ہے۔'' (انجیل یوحنا ۱۶/۴۔۱۹ مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، انڈیا)

یہاں بھی وہی اشکالات:

۱۔ خط کشیدہ عبارت میں اس بات کی وضاحت اور اس کا صاف صاف بیان ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے خود اپنے کانوں سے اس عورت کی زبانی اپنی نبوت و عبدیت کا اثبات اور اپنی الوہیت کا انکار سنا اور پھر بھی سکوت اختیار فرمایا۔ کچھ نکیر نہ فرمائی۔ اگر مسیح خدا ہیں اور عیسائی

عقیدے کے مطابق یقیناً ہیں تو پھر ان کا سکوت وعدم نکیر کیا قرآن حکیم کی اس آیت "**انی عبداللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا**" (ترجمہ: عیسیٰ نے کہا بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنا کر مبعوث کیا'') کی تصدیق نہیں کرتا......؟؟؟

۲۔ ''عورت نے اس سے کہا اے خداوند مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو نبی ہے'' یہ جملہ اس امر پہ دال ہے کہ اس دور کے سارے لوگوں کا عقیدہ یہی تھا کہ مسیح علیہ السلام ایک نبی مقتدر ہیں۔ اور ابنیّتِ مسیح کا نظریہ بعد کی پیداوار ہے جسے منافق یہودی سینٹ پال نے ''ایجاد'' کیا اور دیگر یہودیوں نے نفاق سے کام لے کر خوب عام کیا۔

۳۔ اس اقتباس سے جہاں یہ مستفاد ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے زمانے والے آپ کو نبی برحق مانتے تھے وہیں اس سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ کاتبینِ اناجیل جنہیں عیسائی عقیدۂ ثلیث (Trinity) کے اماموں سے شمار کرتے ہیں خود ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کیونکہ انہوں نے عامۃ الناس کے قول کو بلا تردید وانکار نقل کیا۔ علاوہ ازیں عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حوارئین نے وہی لکھا جو خدا نے انہیں الہام کیا ہے۔ تو اگر خدائے عیسائیت اس عقیدے کو غلط مانتا تو وہ ضرور بالضرور ناقلینِ اناجیل کے ''اخاذ دلوں'' پہ اس کا رد بھی القا کر دیتا اور وہ لکھ دیتے (جیسے قرآن حکیم میں کفار ومشرکین کے خرافات کے بیان کے بعد ان کا رد بھی ہے) مگر نہ خدا نے الہام کیا اور نہ ہی ان حضرات نے قلمبند کیا جس سے لازم آتا ہے کہ خود عیسائیوں کے خدا کے نزدیک بھی مسیح علیہ السلام نبی برحق ہیں نہ کہ ''**ابن اللہ**'' اور "**اقانیمِ ثلاثہ**" کے ایک جزء۔ ورنہ اظہارِ حقیقت کی اشد ضرورت کے وقت بھی خاموشی اختیار کرنے والوں (کاتبینِ اناجیل بشمول ''خدائے عیسائیت'') کے متعلق ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں:

"**الساکت عن الحق شیطان أخرس**" حق گوئی کی قدرت واستطاعت اور اشد حاجت کے باوجود حق بولنے سے احتراز کرنے والا گونگا شیطان ہے۔''

ساتواں اقتباس

Many of the people therefore when they heard this saying, said of a truth this is the Prophet, others said this is the Christ. (John 7/40-41, King james Version, Published by Britain)

پس بھیڑ میں سے بعض نے یہ بات سن کر کہا کہ بے شک یہی وہ نبی ہے، اوروں نے کہا یہ مسیح ہے۔ (انجیل یوحنا ۷/ ۴۰-۴۱ مطبوعہ بنگلور/ انجیلِ برناباس اردوص ۱۲۷ مطبوعہ مرکزی مکتبۂ اسلامی، دہلی)

آٹھواں اقتباس

And by the way he asked his disciples saying unto them, whom they men say that I am? and they answered John, the Baptist, but some say E-li-as and otheres one of the Prophet, and he said unto them but who say ye that I am? and Peter answered and saith unto him thou art the christ. (Mark 8/27-29, King james Version, Published by Britain)

اور راہ میں اس نے اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یوحنّا (یحیٰ علیہ السلام) بپتسمہ دینے والا اور بعض ایلیاہ (الیاس علیہ السلام) اور بعض نبیوں میں سے کوئی، اس نے ان سے پوچھا لیکن تم مجھے کیا کہتے ہو؟ پطرس نے جواب میں اس سے کہا تو مسیح ہے۔ (مرقس ۸/ ۲۷-۲۹ مطبوعہ بنگلور)

مذکورہ دونوں اقتباسوں میں اس امر کی صراحت ہے کہ آپ کے زمانے والے، دن

ورات اور صبح وشام آپ کے افعال واخلاق کا مشاہدہ کرنے والے اور آپ کی صحبت میں لیل و نہار گزارنے والے اشخاص آپ کو ایک نبی ہی مانا کرتے تھے۔ فی الحال یہاں اس بحث میں ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں کہ وہ آپ کو عیسیٰ کہتے تھے یا یحییٰ؟ الیاس کہتے تھے یا مسیح؟ بہرصورت ہمارا مدعیٰ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے بابرکت زمانے والے آپ کو ایک نبی ہی مانتے تھے۔ اور آپ کی الٰہیت اور ابنیّت کا عقیدہ ان فتنہ پرور یہودیوں کا اختراع کردہ ہے جو آپ کی مدتِ قیام تک آپ کے سخت مخالف اور دشمن رہے اور رفعِ آسمانی کے بعد اچانک متصلّب ہی نہیں متشدّد مسیح پرست بن گئے۔ اس سے ان کا مقصود اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ مسیح علیہ السلام کی حقیقی تعلیمات کو دنیا سے مٹا دیں (انشاءاللہ اس موضوع پر اگلے کسی شمارے میں۔ عنؔبر مصباحی)

مذکورہ دونوں اقتباسوں میں ہے کہ بعض افراد اور پطرس نے آپ کو مسیح کہا۔ اور نبی اور مسیح کو اس طرح ذکر کیا گیا ہے کہ دونوں میں تغایر وتنافی کا اشعار ہوتا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ دونوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔ جیسا کہ لفظِ مسیح کا معنی ومفہوم جاننے کے بعد واضح ہو جاتا ہے۔ مسیح کے مفہوم کی تعین میں زیادہ مشقت اُٹھانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ لوقا نے خود مسیح علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا ہے:

The spirit of the Lod is upon me, because he hath anointed me to preach the gospel to the poor, he hath sent me to heal the broken hearted, to preach deliverance, to the captives and recovering of sight to the blind (Luke 4/18, King james Version, Published by Britain)

خداوند کا روح مجھ پر ہے اس لئے اس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کیلئے مسح کیا، اس نے مجھے بھیجا کہ ٹوٹے دلوں کو جوڑوں اور قیدیوں کو رہائی اور اندھوں کو بینائی کی خوشخبری دوں (لوقا

۱۸/۴ مطبوعہ بنگلور ہندوستان)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسیح پر کس خدا کی روح ہے اور کس نے انہیں مبعوث کیا......؟ تثلیثی عقیدے میں تو مسیح "**اقانیمِ ثلثه**" کے مجموعہ کا ایک جزوِ لاینفک ہیں۔ پھر جدا کیسے ہوئے......؟؟؟ جس نے انہیں مبعوث کیا اور ان پر اپنی روح نازل کی وہ یسوع کا غیر ہے جس کی طرف مسیح محتاج ہوئے۔ اور ایک محتاج چیز خدا نہیں (**انشــاء اللــه** اگلی کسی کتاب میں "**اقانیم ثلثه**" پر بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ عنبر مصباحی)

نواں اقتباس

شمعون نامی ایک فریسی نے مسیح علیہ السلام کی دعوت کی۔ شہر کی ایک بدچلن عورت کو جب یہ اطلاع ملی کی مسیح شمعون کے گھر دعوت میں آیا ہوا ہے تو وہ سنگِ مرمر کے عطر دان میں عطر لے کر آئی۔ عیسیٰ علیہ السلام کے پاؤں کو آنسوؤں سے بھگونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے اسے پونچھنے لگی۔ قدموں کا بوسہ لینے لگی۔ عطر ملنے لگی۔ یہ منظر دیکھ کر شمعون اپنے دل میں کہنے لگا کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو ضرور جانتا کہ کیسی بدچلن عورت اسے چھور ہی ہے......؟؟؟ مسیح علیہ السلام نے اس کے وسوسے پر مطلع ہو کر ارشاد فرمایا: اے شمعون مجھے تم سے کچھ کہنا ہے: کسی کے دو قرضدار تھے ایک پانچ سو دینار کا دوسرا پچاس کا۔ اس نے دونوں کو بخش دیا، پس ان میں سے کون اس سے زیادہ محبت کرے گا......؟ شمعون نے کہا: میری دانست میں وہ جسے اس نے زیادہ بخشا ہے۔ اب آگے کا واقعہ بائبل کی زبان سے ملاحظہ فرمائیں:

And he (Christ) turned to the woman and said unto simon I intered into thine house thou gavest me no water for my feet but she hath washed my feet with tears

therefore I say unto thee, her sins which are many are forgiven. (Luke7/38-47, King james Version, Published by Britain)

اور اس عورت کی طرف پھر کر اس نے شمعون سے کہا میں تیرے گھر میں آیا تو نے میرے پاؤں دھونے کو پانی نہیں دیا مگر اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے بھگو دیئے اسی لئے میں تجھ سے کہتا ہوں کہ اس کے گناہ جو بہت تھے معاف ہوئے۔ (لوقا ۷/۳۸۔۴۷ مطبوعہ ہند/ انجیل برنباس ب ۲۹ ص ۱۸۲۔ مطبوعہ دہلی)

اس اقتباس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ جیسے ہی شمعون کے دل میں آپ کی نبوت کے متعلق شبہ پیدا ہوتا ہے۔ مسیح علیہ السلام اس شبہ کو زائل کرتے ہوئے شمعون کے دل کو مثال کے ذریعے صاف وستھرا بنا دیتے ہیں۔ ذاتِ مسیح کو بھی یہی بات پسند ہے کہ لوگ آپ کو نبی مانیں نہ کہ "**ابن الله**" اور "**اقانیم ثلثه**" کا جز۔ اسی مضمون کو قرآن حکیم بایں طور بیان کرتا ہے:

"**لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِلّٰهِ**" مسیح کو اللہ کا بندہ ہونا پسند ہے۔
(سورۃ النساء: ۴/۱۷۲)

بائبل میں درسِ توحید

اب اگر قرآنِ حکیم اور مسیح علیہ السلام کی دعوتِ توحید کو بائبل سے بھی مزید تائید حاصل ہو جائے تو کیا کہنا۔ اب ہم ذیل میں بائبل کے "توحیدی اقتباسات" قرآن حکیم کی "توحیدی آیات" کے تقابل کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ پڑھئے اور آنکھوں کو ٹھنڈی کیجئے:

پہلا اقتباس

Thus said the Lord the King of Israel and his redeemer the Lord of Hosts, I am the first and I am the last and beside me there is none God.(Isiah 44/6-8, King james Version, Published by Britain)

خداوند اسرائیل کا بادشاہ اور اس کا فدیہ دینے والا رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ میں ہی اول اور میں ہی آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔(کتاب یسعیاہ ۴۴/۶۔۸ مطبوعہ بنگلور، ہند)

اور قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُوَ الظَّاهِرُوَ الْبَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْمٌ" ۔"وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

(سورۃ الحدید: ۳،٤)

اور فرماتا ہے:

اِنِّی اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَ نَا فَا عْبُدْ نِیْ". (سورۃ طٰه: ١٤)

''میں ہی خدا ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں تو میری ہی پرستش کرو۔''

کیا بائبل کے مذکورہ بالا اقتباس اور قرآن حکیم کی مذکورہ آیتوں میں کچھ اختلاف بھی ہے......؟؟

دوسرا اقتباس

For thus saith the Lord that created the heavens, God hismself that formed the earth and made it, he had established it, he created it not in vain, he formed it to be

inhabited, I am the Lord and there is none else. (Isiah 45/18, King james Version, Published by Britain)

کیونکہ خداوند جس نے آسمان پیدا کئے وہی خدا ہے اسی نے زمین بنائی اور تیار کی اسی نے اسے قائم کیا اس نے اسے عبث پیدا نہیں کیا وہ یوں فرماتا ہے کہ میں خداوند ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ (یسعیاہ ۱۸/۴۵ مطبوعہ بنگلور، ہند)

بائبل کی اس عبارت اور قرآن حکیم کی درج ذیل آیت کے مفہوم میں کتنی مطابقت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

"اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَاءَ بِنَاءً ....فَلاَ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا"

(سورة البقرة: ٢٢)

وہی رب ہے جس نے (زمین و آسمان کو عبث پیدا نہیں کیا بلکہ) تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا تو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔

تیسرا اقتباس

A just God and a Saviour there is none beside me, look unto me and be ye saved all the ends of earth for I am God and there is none else. (Isiah 45/21-22 Published by Britian)

صادق القول اور نجات دینے والا خدا میرے سوا کوئی نہیں اے انتہائی زمین کے رہنے والو! تم میری طرف متوجہ ہو جاؤ اور نجات پاؤ کیونکہ میں خدا ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں۔ (یسعیاہ ۲۱/۴۵۔۲۲ مطبوعہ بنگلور، ہند)

اوپر ذکر کئے گئے تیسرے اقتباس اور قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ: **"وَاِلٰـــهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِـدٌ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ"** تمہارا خدا صرف ایک ہے اس رحمٰن ورحیم

کے سوا کوئی خدا نہیں'' (سورۃ البقرۃ: ۱۶۳) کے معنی و مفہوم میں سو فیصدی موافقت ہے یا نہیں.............؟؟

قسم خدا کی......! بائبل کی ان جیسی آیات ہی قرآن حکیم کی مقدس آیت " فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ". (سورۃ البقرۃ: ۹۷) ترجمہ: تو اس لئے کہ قرآن کو جبرئیل نے آپ کے قلب اطہر پہ نازل کیا جو اپنے اگلی کتابوں {توریت، انجیل اور زبور} کی تصدیق کرتا ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت و بشارت والی ہے) کی تصدیق کرتی ہیں۔

بائبل میں توحیدی دعوت کے مزید حلوے کھانے کے لئے، سفر التثنیۃ (۱) ۳۹/۳۲ (۲) ۷/۵ (۳) ۲۳/۴ ۔ ۲۸، سفر الخروج (۱) ۴/۲۰ ۔ ۶ (۲) ۸/۳۲، سفر الملوک (۱) ۱۸/ ۲۷ (۲) ۳۹/۱۸، الزبور (۱) ۲۹/۹، سفر الاشعیاء (۱) ۹/۵۵ (۲) ۱۵/۴۵ (۳) ۱۶/۱۵، مرقس (۱) ۲۹/۱۲ یوحنا ۴۱/۸ کا معالعہ کریں۔ (عنبر مصباحی)

جب ہم نے بائبل کی آیات سے اس بات کا ثبوت پیش کر دیا کہ عقیدۂ توحید ہی اصل الاصول اور قدیم ہے۔ بائبل کے اقتباسات سے، دورِ مسیحی کے اشخاص کے کلمات سے اور خود بزبانِ یسوع یہ ثابت کر دیا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک نبی برحق ہیں نہ کہ ابن اللہ اور اقانیم ثلثه کا جز، تو پھر عقیدۂ ثلیث کو عقل و نقل کے خلاف کیوں نہ کہا جائے............؟؟

چوتھا اقتباس

اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف دعوت و تبلیغ کیلئے جانے کا حکم دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زبان کی لکنت کا عذر پیش کیا۔ اور آگے بائبل کی زبانی:

And the Lord saith unto him who hath made man's mouth? or who maketh the dumb? or deaf? or the seeing

or the blind? have not I Lord? now therefore go and I will be with thy mouth.(Exodus 4/10-12, King james Version, Published by Britain)

تب خداوند نے اس سے کہا آدمی کا منہ کس نے بنایا ہے؟ اور کون گونگا یا بہرا یا بینا یا اندھا کرتا ہے؟ کیا میں ہی خداوند یہ نہیں کرتا سو تو اب جا اور میں تیری زبان کا ذمہ لیتا ہوں۔ (خروج ۴/۱۰۔۱۲ امطبوعہ بنگلور، انڈیا)

اس اقتباس میں بھی "کیا میں ہی خداوند یہ نہیں کرتا؟" حصر کے ساتھ ہے کہ وہی یکتا رب ہے جس نے تمام جنّ وانس، چرند و پرند اور ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور اسی مفہوم کو قرآن حکیم نے یوں بیان فرمایا ہے:

"**يَـا أَيُّهَـا النَّـاسُ اعْبُـدُواْ رَبَّـكُـمُ الَّـذِىْ خَـلَـقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِن قَبْلِكُمْ**" اے لوگو! صرف اسی واحد رب (غیر اقانیم ثلثہ) کی پوجا کرو جس نے تمہیں اور تمہارے تمام اگلوں کو پیدا کیا۔ (سورة البقرة: ٢١)

اور دوسری جگہ فرمایا:

"**الَّـذِىْ لَـهُ مُـلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَداً وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيْكٌ فِىْ الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْئٍ**" اسی کے لئے زمین وآسمان کی بادشاہت ہے، نہ اس نے کسی لڑکے کو جنا، نہ ہی بادشاہت میں اس کا کوئی شریک ہے، اسی ذاتِ فرید و یکتا نے ہر موجود کو پیدا کیا۔ (سورة الفرقان: ٢)

ہوسکتا ہے کہ ان توحیدی اقتباسات کو دنیائے عیسائیت کا کوئی سپوت یہ کہہ کر مسترد کرنے کی ناکام کوشش کرے کہ بائبل میں شامل توریت اور کتابِ یسعیاہ زمانۂ یسوع اور انجیل کے نزول سے قبل کی ہیں۔ جب مسیح علیہ السلام تشریف لائے اور اناجیل کی تالیف ہوئی تو تمام سابقہ احکام منسوخ ہوگئے۔ ہم ان کے جواب میں صرف اتنا ہی نقل کرنا چاہیں گے:

The grass with earth the flower fadeth but the word of our God shall stand for ever. (Isiah 40/8 Published by Britain)

گھاس مرجھاتی ہے پھول کمھلا تا ہے پر ہمارے خدا کا کلام ابد تک قائم ہے (یسعیاہ ۴۰/ ۸، مطبوعہ بنگلور، انڈیا)

جب کلام خدا ابدی ہے اور وہ توحید کا حکم دیتا ہے تو پھر عقیدۂ تثلیث کہاں سے ٹپک پڑا......؟؟

نصاریٰ بھی قبول کرتے ہیں کہ ان سے قبل ان کے آباؤ و اجداد اور بائبل کی دیگر کتب کا عقیدہ یہی تھا کہ خدا ایک ہے تو پھر کون سی ایسی حاجتِ شدیدہ پیش آ گئی کہ ان کے خدا کو ایک عملی حکم نہیں بلکہ ایک اہم، مرکزی اور بنیادی عقیدہ توحید (Oneness) کو منسوخ کر کے تثلیث (trinity) کا غیر معقول حکم دینے پر مجبور ہونا پڑا............؟؟

اسلام نے صرف چند عملی احکام منسوخ کئے تو مشرقین نے آسمان سر پہ اٹھا لیا اور ذات گرامی وقار ﷺ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا لیا مگر یہاں سارا کا سارا ایمان وکفر اور ان کا پیمانہ ہی بدلا جا رہا ہے پھر بھی کچھ فرق نہیں۔ (اسی کتاب کے اخیر میں نسخ، اسلام، اور بائبل کے عنوان پر بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ عنبر مصباحی)

ہو سکتا ہے ہمارے اس استدلال پہ بھی نقض وارد کیا جائے کہ کلام کے ابد تک قائم رہنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے الفاظ ابد تک قائم رہیں گے نہ کہ وہ احکام جو ان سے مستفاد ہیں۔'' ہم اس نقص کا جواب بھی خود دینے کے بجائے بہ لسانِ بائبل اور بزبانِ مسیح ہی دینا پسند کریں گے۔ مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

Think not that I am come to destroy the law or the Prophets, I am not come to destory but to fulfill, for verily

I say unto you till heaven and earth pass one jotor one tittle shall in no wise pass from, till all be fulfilled. (Matthew 5/17-18, King james Version, Published by Britian)

یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو جائے‘‘(انجیل متی ۵/۱۷۔۱۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، انڈیا)

اور توریت و کتب انبیاء (جو شاملِ بائبل ہیں) پہ عمل نہ کرنے والوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

Whosever therefore shall break one of these least commandments and shall teach men so he shall be called the least in the kingdom of heaven, but whosever shall do and teach them the same shall be called great in the kingdom of heavens. (Matthew 5/19, King james Version, Published by Britain)

پس جو کوئی ان کے چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو بھی توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا‘‘(انجیل متی ۵/۱۹ مطبوعہ بنگلور، انڈیا)

جب خود مسیح علیہ السلام اپنے متبعین کو یہ حکم دے رہے ہیں کہ وہ توریت و دیگر کتب انبیاء میں وارد احکام میں سے کسی کو نہ توڑیں بلکہ ان پہ عمل کریں تو پھر ان کی اتباع کامل کا دم بھرنے والے اور مفت میں جنت میں جانے کا خواب دیکھنے والے اشخاص کیوں توریت اور

کتابِ یشعیاہ میں وارد حکمِ توحید و عدمِ اشراک کو توڑ کر ثلیث کا اعتقاد رکھتے ہیں............؟؟

یہاں پر ہم عیسائیوں سے صرف تین سوالات کرنا چاہیں گے:

اول: آپ کے نزدیک توریت اور انبیاء کی کتابوں میں وارد حکمِ توحید صحیح ہے یا نہیں.................؟؟ اگر درست ہے تو پھر ثلیث سے توبہ کریں "فانتهوا خيرا لكم" اور اگر آپ کے نزدیک وہ اقتباسات لائق عمل نہیں ہیں تو پھر آپ حضرات "پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا (ذلیل و بے وقعت بلکہ کافر) کہلائے گا۔" کے تحت داخل ہیں یا نہیں...........؟؟ ہیں تو ماشاء اللہ والحمد للہ آپ بے مذہب اور بد دین ہیں اور اگر داخل نہیں ہیں تو کیوں...........؟؟ بائبل کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں...........؟؟

دوم: آپ کے نزدیک یسوع علیہ السلام خدا ہیں یا نہیں...........؟؟ اگر نہیں ہیں تو ماشاء اللہ جھگڑا ہی ختم۔ اور اگر "ابن الله" اور "اقانيم ثلثه" کا جزء ہیں اور آپ کے عقیدے میں یقیناً ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ان کے حکم کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں......؟؟ انہوں نے خود بھی کئی مقامات پر اپنی نبوت کا اظہار فرمایا اور بائبل کی متعدد کتابوں میں وارد حکمِ توحید پر عمل کرنے کا حکم دیا مگر آپ تو اپنے خدا ہی کے حکم کو ان کے منہ پر مار رہے ہیں۔ آخر کیوں...........؟؟

سوم: اتنے ایرادات کے باوجود آپ کیلئے یہ راہ کھلی ہے کہ بائبل سے منقول ان تمام اقتباسات میں عزرا، یوحنا، متی، لوقا اور مرقس (بائبل کے کاتبین بلکہ موجدین) کو غلط روایت و انتساب کا الزام دے کر اپنا دامن چھڑا لیں مگر اس صورت میں آپ کا یہ دعویٰ کہ اناجیل اربعہ کے تمام حروف منزل من اللہ اور دیگر کتبِ انبیاء محفوظ عن الخطاء ہیں دھرا کا دھرا رہ جائے گا اور آپ کے دین کی تمام بنیادیں ہی چھٹی لے کر صحرا و بیابان کی سیر کو چلی جائیں گی۔

عیسائیوں کے ایمان کو تولنے کا ترازو

نمکین کے بعد تبدیلِ ذائقہ کی خاطر میٹھا ہو جائے۔ ہم آپ کو ایک ایسے ترازو کا پتہ بتا رہے ہیں جس کی مثل ایجاد کرنے سے امریکہ و یورپ کے اعلیٰ دماغ سپوت بھی تا قیامِ قیامت قاصر و عاجز رہیں گے:

ایک لڑکے پہ بھوت پریت کا سایہ تھا۔ مسیح کے شاگردوں نے اسے دور کرنے کی بہت کوشش کی مگر کامرانی نہ ملی۔ مسیح علیہ السلام نے چٹکی بجاتے ہی بیماری دور کر دی، شاگردوں نے پوچھا کہ ہم کیوں نہ کر سکے؟ تو مسیح علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

For verily I say unto you, If you have faith as a grain of mustard seed, ye shall say unto this mount remove hence to yonder place and it shall remove, and nothing shall be impossible unto you. (Mark: 11/21-24, Matthew 17/20, King james Version, Published by Britain)

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا اور کوئی بات تمہارے لئے نا ممکن نہ ہوگی۔'' (انجیل مرقس ۱۱/۲۱۔۲۴، انجیل متی ۱۷/۲۰ مطبوعہ بنگلور، ہندوستان)

اس اقتباس کی روشنی میں ہم بہ آسانی عیسائیوں کے ایمان کو پرکھ سکتے ہیں۔ ہر عیسائی سے کہئے کہ وہ تاج محل کو آپ کے محلے میں پہونچا دے اور پھر آپ اسے اپنے محبوب کا مقبرہ بنا کر اپنی محبت کے نقوش کو جاودانی رنگ اور دائمی زندگی دے دیجئے۔ مگر آپ کا مطالبہ سن کر وہ بغلیں جھانکنے پر مجبور نظر آئیں گے۔ کتنے عیسائی ہیں جنہوں نے ایک درخت کو بھی ادھر سے ادھر کیا ہے............؟؟

ایک بھی ایسے نہیں ہیں تو پھر وہ اپنے ابن اللہ یسوع مسیح کے قول کی روشنی میں اپنے بے دین

ہونے کا اعتراف کرلیں۔

ایک شبہ یہ باقی رہ جاتا ہے کہ مسیح نے تو اپنے شاگردوں سے یہ جملہ کہا تھا۔اس وقت ان کے علاوہ دیگر عیسائی تھے ہی نہیں تو پھر انہیں اس کا مخاطب بنانا کیسے درست ہوگا؟؟

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی بھی قول کا مخاطب پوری امت ہوتی ہے جب تک کہ کوئی دلیلِ خصوص اس پر وارد نہ ہو۔اور اگر اس سے تمام عیسائی مراد نہ ہوں تو پھر سنئے......!

مسیح علیہ السلام نے ان حوارین کے دعویٰ ایمان کو خارج کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا اور کوئی بات تمہارے لئے نا ممکن نہ ہوگی۔''اس جملے میں ان حوارین کے دل میں چھپے نفاق کی طرف رمز فرمایا تبھی تو رائی کے دانے کی مثال پیش فرمائی۔اور اس کی تقویت اس سے بھی ہوتی ہے کہ انہی بارہ ''معزز حوارین'' میں سے یہودا اسکریوتی نامی شخص نے یہودیوں سے تیس درہم کے عوض مسیح کی جان کا سودا کیا تھا اور مسیح کی گرفتاری و سولی میں (بائبل کے اقتباس کے مطابق) ان کا دستِ راست ثابت ہوا تھا۔خود بائبل میں ہے:

Judas Iscariot was one of the twele disciples he went to the chief priest & asked: how much will you give me if I help you arrest Jesus? they paid thirty silvers coins, & fom then he started looking for a good chance to betray Jesus. (Matthew: 26/14-16; Mark: 14/10-11; Luke: 22/3-6, Published by American Bible Society, New York America)

ترجمہ: اس وقت ان بارہ میں سے ایک نے جس کا نام یہوداہ اِسکریوتی تھا سردار کاہنوں کے پاس جا کر کہا کہ: اگر میں اسے (مسیح کو) تمہارے حوالے کرادوں تو مجھے کیا دوگے؟ انہوں

نے اسے تیس روپئے تول کر دے دیئے۔ اور وہ اس وقت سے اسے پکڑوانے کا موقع ڈھونڈنے لگا۔ ((متی: ۲۶/۱۴۔۱۶، مرقس: ۱۴/۱۰۔۱۱، لوقا: ۲۲/۳۔۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

مسیح علیہ السلام نے جن لوگوں کو "بے دین" کہا ہے اور ان کے دل میں چھپے نفاق کی طرف اشارہ فرمایا انہیں عیسائی مقرب نبی بلکہ موسیٰ و یحییٰ اور الیاس علیہم السلام سے بڑھ کر مانتے ہیں اور انہیں پہ اساسِ عیسائیت بھی قائم ہے۔ اور جب وہی بے چارے "بے دین اور منافق" ہیں تو پھر دین عیسائیت کیوں کر "بے دینی" نہ ہوگا......؟؟ بہر حال خون کا چھینٹا دو دامنوں میں سے کم از کم ایک کو داغدار ضرور کر رہا ہے جبکہ عیسائیت کی بقا دونوں کے صفا پر موقوف ہے۔

عنبر مصباحی

31/03/2010 /۱۴/۰۴/۱۴۳۱ھ، بروز چہار شنبہ، شب ۱۰:۵۸
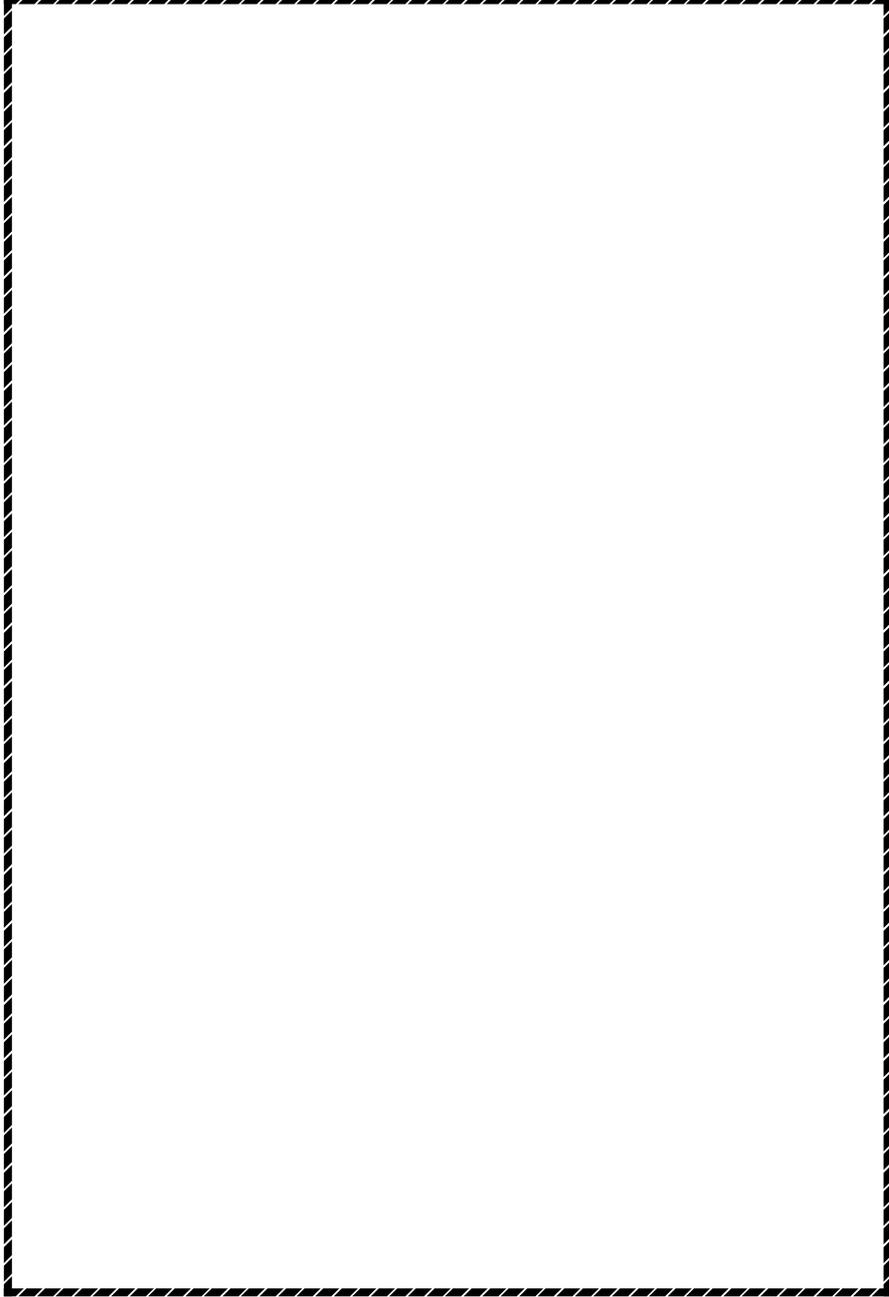
باب دوم

اسلامی حدود و تعزیرات بائبل اور عقل سلیم کی نظر میں
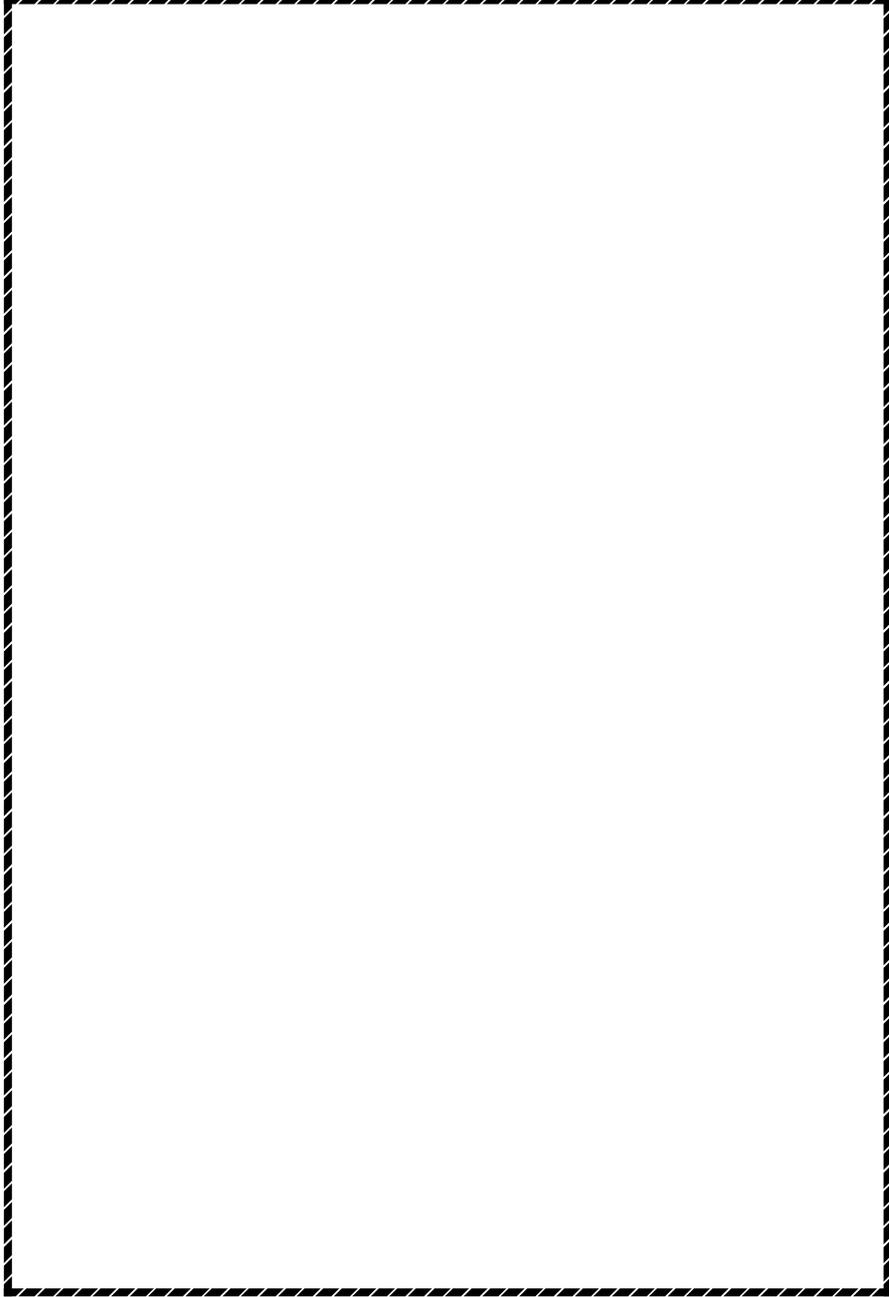
آج کے روشن خیالی اور قدامت دشمنی کے ماڈرن سیلاب میں انسان اور انسانیت کی حفاظت و بقا کافی مشکل ترین امر بنتا جارہا ہے۔جدت پسندی کی آندھیاں ہزاروں سالوں سے قائم اور جھولتے درختوں کی جڑو بیخ اکھاڑنے میں لگی ہوئی ہیں۔قدیم اصول وقوانین کو فرسودہ اور لغو قرار دینے کی ایک مسابقت چل پڑی ہے۔عمدہ سے عمدہ اور متفق علیہ امور کو فرسودہ اور ریٹائرڈ قرار دے کر انکے نام زبردستی پینشن جاری کیا جارہا ہے۔فلاح و کامرانی کے ضامن افکار و نظریات اور کامیاب طرزِ معاشرت کو بھی بنیاد پرستی کا لیبل لگا کر باعث ننگ وعار قرار دیا جارہا ہے۔تخلیق جہاں کے وقت سے چلے آرہے حیات وزیست کے جامع اخلاق وکردار صرف اس لئے بزم دانش سے نکالے جارہے ہیں کہ وہ کسی ملحد و بے دین سائنس داں کی ''منفرد عقل'' کے خلاف ہے۔اور یہ سب بھی اسی جمہوریت کے دور عروج میں ہورہا ہے جو اکثریت کی رائے اور ان کے خیالات کی حکومت کی قائل ہے۔آزادیٔ رائے اور حقوق کی آزادی کے نعرے اتنی شدت سے بلند کئے جارہے ہیں کہ انسان تمام دیرینہ اخلاقی اور معاشرتی زنجیروں کو اپنے لئے قید وبند سمجھ کر انہیں توڑنے پہ کمر بستہ اور مجبور کر دیا جارہا ہے۔نوبت ایں جارسید کہ ایک روشن خیال باپ نے اپنے ماڈرن بیٹے کی کسی امر ناگوار پہ سرزنش کی تو اس نے کہا:

ڈیڈ! زیادہ جمانے کا نہیں۔یہ اکیسویں صدی ہے۔آزادی کا دور ہے۔ڈیڈی اور ممی کے آخر سے ''ی'' حذف کر کے اکیسویں صدی کے والدین [PARENT] کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ ''ی'' کے ساتھ ان کے اختیارات بھی حذف کر دئے گئے ہیں''۔

یہ ماڈرن ایج کی جدت پسندی اور روشن خیالی ہے کہ اب ہر چیز نئی لاؤ۔اور ایک درزی کے بقول:

پھٹا پینٹ پہننا فیشن اور نیو اسٹائل ہے جب کہ بے پھٹا پہننا قدامت پسندی''

اور اب تو وہ افکار و نظریات جن پر انسانیت کی بقا موقوف و مرکوز ہے وہ بے چارے بھی اکیسویں صدی کے ان اعلیٰ دماغ اور روشن خیالوں کے روشن خیالی کے نشتر سے مجروح ہوتے جا رہے ہیں۔ جسم فروشی جس کے ایک قبیح اور نا قابل قبول کار ہونے پہ دنیا ہزاروں سال سے بلا تفریق ملک و مذہب متفق رہی ہے آج اسے آزادی اور روشن خیالی کے نئے کلیہ سے قانونی جواز (Legalization) مہیا کیا جا رہا ہے۔ صرف اسلام ہی نہیں دنیا کے تمام مذاہب سمیت ہر انسان نے حفظ جان کی حکمت کو مد نظر رکھتے ہوئے قتل و جراحات کی سزا ''قصاص'' متعین کیا ہے۔ اس کائنات کے پھولوں کی خوشبوؤں کو سونگھنے والے، کانٹوں پہ چلنے والے، ہواؤں کو چیر کر مہینوں کا سفر پل بھر میں طے کرنے والے، چاند و سورج کی شعاعوں کو سائنس کی زنجیروں میں جکڑ کر انسانوں کے لئے کار آمد بنانے والے، ماہتاب پہ کمندیں ڈالنے والے، فضاؤں کو مسخر کرنے والے، پہاڑوں اور چٹانوں میں بسیرا بنانے والے، درختوں کی پتیوں کو بطور غذا اور لباس کام میں لانے والے، زرق برق اور شاہی لباس پہننے والے اور اس خاکدانِ گیتی کے ذرے ذرے کی سیاحت کرنے والے جمیع انسان'' جیسا جرم ویسی سزا'' کے اصول پہ آدم تا ایں دم متفق رہے۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً دنیا کی ہر زبان میں ''جیسے کو تیسا''، ''Tit For Tat'' اور ''کَمَا تُدِیۡنُ تُدَان" کے محاورات و مقولہ جات مستعمل ہیں۔ مگر اب نیا دور، نئی امنگیں، نئے محبوب (ہم جنس)، نئی منزلیں اور نئے مقاصد کا دور دورہ ہے۔ جب تک دنیا کم ترقی یافتہ اور ''نیم جاہل نیم عالم'' رہی اس کے دانشور اور اعلیٰ دماغ سمجھے جانے والوں نے ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' کو ملکی آئین و دستور کا اہم جز مانا۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ دنیا امن و محبت، سلم و سلامتی اور امن و سکون سے بھری مختصر سی جنت نظر آتی تھی۔ مگر جب سے ترقی نے برق سے رفتار مستعار لی ہے اور علم و سائنس کی روشنی تیز ہوگئی ہے تب سے اسلاف بیزاری اور آباؤ اجداد کی ''تحمیق'' کا طوفان

بھی تیز تر ہو گیا ہے۔ نئے دور کے زیادہ علم والے اور ڈھیر ساری ترقی یافتہ انسانوں نے قصاص اور سزائے موت کو فرسودہ اور دور جہالت (The Era Of Ignorance) کی علامت بتا کر ختم ہی کر دیا۔ نتیجۂ دنیا میں تقریباً پانچ ہزار سے زیادہ افراد یومیہ قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ دنیا ترقی کی معراج کے باوجود ظلم وستم، حقوق تلفی، غرباء آزاری، ناانصافی و بے ایمانی اور چوری وڈکیتی کی آماجگاہ بنتی جارہی ہے اور آج آدم کی اولاد اسی سرزمیں پہ جہنم بسانا چاہتی ہے۔ ؎

یہ روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور مجھے اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پہ تھے

اسلام میں حدود وتعزیرات

سب سے پہلے ہم ایک امر کی وضاحت کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ ہماری تحریریں اور نگارشات غیر جانبداری اور معروضی مطالعہ پہ مبنی ہوتی ہیں۔ انصاف ودیانت کا دامن کسی بھی مذہب کے مطالعہ کے وقت ہم اپنے ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی روشن خیال مسلم یا غیر مسلم ہمیں صرف اس لئے تعصب کا الزام دے کہ ہم نے معروضی مطالعہ کے وقت ''اسلامی عقائد'' اور شریعت اسلامیہ کے ناقابل تبدیل اور اٹل افکار و نظریات سے اپنے ذہن وفکر کو خالی نہیں کیا تو وہ ہمیں شوق سے ایک ''متعصب نثر نگار'' یا ایک ''جانبدار عالم'' کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر ان کے نزدیک مذہبی قیود وحدود اور اس کے معتقدات سے آزاد ہو کر تحقیق اور ریسرچ کرنے کو ہی معروضی مطالعہ یا غیر جانبدارانہ تحقیق کہتے ہیں تو یہ ''الحادی تحقیق'' ان جیسے محققین کو ہی مبارک ہو! ۔ ہم صرف اس لئے مسلمان نہیں ہیں کہ ہماری پیدائش ایک مسلم گھرانے میں ہوئی اور بس۔ بلکہ ہمیں مختلف مذاہب و ادیان کے مطالعہ وتجزیہ کے بعد یہی نتیجہ حاصل ہوا ہے کہ دنیا میں صرف مذہب اسلام ہی وہ

کشتی ہے جس کی رفاقت میں انسان فلاح کے ساحل تک کا سفر کامیابی کے ساتھ طے کر سکتا ہے۔ ہم تو اسلام کے وہ خادم اور سپاہی ہیں جنہوں نے عصر حاضر کی تلوار ''قلم وقرطاس'' کو ہی اپنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اسی سے اشاعتِ اسلام مقصود اور تبلیغِ دین مطلوب ہے۔ ہم ایک لمحے کے لئے بھی اپنے دل سے اسلامی معتقدات اور قرآنی پیغامات کو الگ کر ہی نہیں سکتے ہیں۔

اسلام نے نسل انسانی اور اس کے اعضاء وجوارح کی حفاظت کے عظیم مقاصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان پر کی جانے والی زیادتیوں کی سزا ''قصاص'' یعنی اسی کی مثل کو متعین کیا اور قرار دیا ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

''**يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِيْ الْقَتْلٰى**'' اے مؤمنو! تم پر مقتولوں کے معاملے میں مثل کو واجب کیا گیا''۔ (سورۃ البقرۃ:۱۷۸)

اور اس کی حکمتوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

''**وَلَكُمْ فِيْ الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُوْلِيْ الْاَلْبَاب**'' اے دانشمندو! تمہارے لئے (قتل وجراحات کے معاملے میں) قصاص میں ہی زندگی ہے''۔ (سورۃ البقرۃ:۱۷۹)

لیکن سطح بینوں کو حکم قصاص ایک جابرانہ وظالمانہ اور حقوقِ انسانی مخالف قانون نظر آتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ''موت میں حیات'' یہ کیسے ہو سکتا ہے......؟؟ مگر دانشوری کے سمندر کی غوطہ زنی کر کے صدف نکالنے والے اور ان موتیوں کی چمک سے ساری دنیا کی عقلوں کو خیرہ کر دینے والے علمائے اسلام اور مفسرینِ کرام ارشاد فرماتے ہیں:

''قصاص'' کے وجود سے ہی نوعِ انساں کی حفاظت وصیانت مربوط ہے۔ کیوں کہ جب کسی شخص کو اس امر کا خوف ہوگا کہ کسی دوسرے کی جان لینے کے عوض اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ کسی شخصِ آخر کے ہاتھ، پاؤں، کان، ناک، آنکھ وغیرہ اعضاء کو ضائع کرنے کی

سزا میں اسے بھی ان ہی دردناک سزاؤں کا سامنا بہر حال کرنا ہوگا تو وہ جوش و جذبات کی روانی میں بے حس تنکے کی طرح بہنے سے قبل سینکڑوں اور ہزاروں مرتبہ ''ترکہ سلیمانی'' کو استعمال کرے گا۔ اور کوئی بھی زندہ عقل اسے جلد مشتعل ہونے نہیں دے گی۔ اور اس طرح قتل و غارت گری، خدا کی حسین مخلوق کے چہرے پہ تیزاب ڈالنے اور عضو انسانی کو قطع و برید کرنے کا معاملہ کم ہی نہیں بلکہ ''نہیں'' کی حد تک پہونچ جائے گا اور روئے زمین انسانی خون سے سیرابی کے باعث بنجر اور ناقابل کاشت ہونے سے محفوظ ہو جائے گی۔ مگر اس کے برخلاف اگر ''قصاص'' کا حکم نہ ہو اور سرکشی پہ آمادہ شخص کو یہ معلوم ہو کہ وہ دوسرے انسان کی جان لینے کے بعد بھی گلشنِ زیست کی معطر کلیاں (اگرچہ ہلکی خاردار ہی ہوں) چن سکے گا اور ''ماڈرن انصاف'' اس کی زندگی کا ضامن ہوگا تو پھر اسے معمولی اور لایعنی باتوں پہ بھی اپنے ہم نوعوں کو قتل کرنے اور اشتعال کے جذبات میں جھلس کر دوسروں کو آگ میں ڈالنے سے کوئی نہیں روک سکے گا کیوں کہ روکنے والا صرف قانون ہوتا ہے اور وہ بے چارہ تو اب بوڑھا ہو کر وظیفہ خواری کی زندگی گذارنے یورپ جا چکا ہے۔

اسی طرح اسلام نے حفظِ نسل کی خاطر محصن اور محصنہ (غیر کنوارے مرد و عورت) کو زنا کی پاداش میں رجم کرنے کا حکم دیا ہے:

''اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَازَنَیَافَارْجِمُوْاھُمَا نَکَالاًمِّنَ اللّٰہِ'' محصن اور محصنہ اگر زنا کریں تو انہیں سنگسار کرو یہ سزا (دیگر انسانوں کے لئے) اللہ کی جانب سے عبرت اور عقال ہوگی''۔

تا کہ بدکاری کا بازار بند رہے تو نسلِ انسانی کی صیانت اور مہذب معاشرے کی تشکیل آسان و سہل تر ہو سکے۔ اسی کے مثل قرآن حکیم نے ملک اور شہریوں کی حفاظت کی خاطر ڈاکوؤں کے قتل اور چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے جو عقل انسانی (اور خود بائبل کی

رو سے درست ہے۔جیسا کہ آگے آرہا ہے) کے عین مطابق ہے کیوں کہ نا قابلِ برداشت سزاؤں کا تصوراوراس کا ہمہ وقت خیال ہی مباشرتِ جرم سے روکنے کا سب سے اہم اور مؤثر ہتھیار ہے۔عبرت ناک سزاؤں کو دیکھ لینے کے بعد کوئی بھی ان چیزوں کی طرف اضطرار کے بغیر ہرگز مائل نہ ہوگا (جیسا کہ آگے خود بائبل کے الفاظ میں آرہا ہے۔) برخلاف اس کے اگر قانون ''تارِعنکبوت'' سے بنایا گیا ہو یا اس کی گرفت ڈھیلی ہو تو پھر ''لاقانونیت'' کا ہی قانون چلے گا اور سلطنت کے اصل حکمراں ''فوضویت'' اور ''انارکی'' ہی ہوں گے اور انہیں کے متحدہ الائنس کو اقتدار کی زریں کرسی نصیب ہوگی جیسے آج کل کے ''ماڈرن اور ترقی یافتہ دور'' میں ہو رہا ہے کہ عملاً صدر اور وزیراعظم سے زیادہ اختیارات ''لاقانونیت'' اور ان کے رضاعی ماں باپ (جرائم پیشہ سیاست دانوں) کو حاصل ہیں۔

اسلامی حدود وتعزیرات بائبل کی نظر میں

روشن خیالی ،اسلاف بیزاری اور جدت پسندی کی مسموم ہواؤں سے سارے جہاں کے موسم کی بہاروں کو جلا کر ''نمرودی خزاں'' کے ''نادرجلوے'' دکھانے والی اور قصاص کی وجہ سے (صرف قصاص ہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بہت سی چیزوں میں اسلام کی بے جا مخالفت میں دن ورات کے چین وسکوں ختم کر دینے والی اور) اسلام ،پیغمبر اسلام ﷺ، قرآن وحدیث اور اللہ عزوجل کی ''احمقانہ دشمنی'' خرید کر بلاعوض ''فروخت'' کرنے والی قوم عیسائیوں کی کتابِ مقدس بائبل بھی ''حکم قصاص وسزائے موت'' سمیت دیگر حدود میں اسلام اور شریعتِ اسلامیہ کی موافقت کرتی اور عالمگیر آفاقی پیغام قرآن حکیم کے شانہ بشانہ اور اس کے قدم سے قدم ملا کر چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔

عضو کا قصاص عضو اور جلانے کا قصاص جلانا ہے

قصاص کے متعلق بائبل میں معزز نبی موسیٰ علیہ السلام کا قولِ صادق (بائبل میں تین طرح کی آیات ہیں۔[1] جن کے بطلان میں کوئی شبہ نہیں جیسے ہارون علیہ السلام کی طرف بت پرستی اور لوط علیہ السلام کی طرف اپنی بیٹیوں سے بدکاری کی نسبت، معاذاللہ، صد معاذاللہ۔[2] جن کے حق ہونے میں کوئی ریب نہیں جیسے فرعون سے نجات اور اس کے لشکر سمیت ڈوبنے کا واقعہ۔[3] جن کی حقانیت و بطلان کے متعلق سکوت ہی اولیٰ و مناسب ہے جیسے حضرت سلیمان علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کے ازواج کی تعداد۔عنبر مصباحی) ان الفاظ میں مذکور ہے:

The payment will be life for life, eye for eye, tooth for tooth, head for head, foot for foot, burn for burn, cut for cut, and bruise for bruise.(Exodus 21/25, Published by American Bible Society New york, America)

تو جان کے بدلے جان لے۔ اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اور دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ پاؤں کے بدلے پاؤں۔ جلانے کے بدلے جلانا۔ زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ"۔ (سفر الخروج: ۲۱/ ۲۳۔۲۵، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

کیا بائبل کی یہ آیت قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیت کا ترجمہ نہیں ہے:

"وَقَدْ کَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ، وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ، وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ، وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ، وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ، وَالْجُرُوْحُ قِصَاصٌ". (سورۃ المائدۃ:٤٥)

"ہم نے بنی اسرائیل پہ توریت میں یہ بات فرض کی ہے کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے

بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے قصاص بھی انہی کے مثل ہیں'' (یہ احکام اسلام میں بھی باقی ہیں)۔

جب بائبل اور قرآن میں حدود و تعزیرات ایک جیسے ہیں تو پھر کس طرح قرآن دہشت گردی کا منبع اور بائبل فروغ امن کا ضامن بن گیا......؟؟؟

جب بائبل اور قرآن میں حدود و قصاص یکساں ہیں تو پھر کیسے قرآن دہشت گردی کا داعی اور بائبل امن کا پیامبر قرار پایا......؟؟؟

یہ حادثہ کب، کیسے اور کس صدی میں پیش آیا......؟؟؟ اس کی تفصیلی اور تاریخی اطلاع اگر ہمیں یورپی محققین دیدیں تو ہم ان کے بے حد شکر گذار رہوں گے۔

بائبل پہ ایمان رکھنے والے ذرا یہ بتائیں کہ انسانوں کو جلانا کیسا ہے......؟؟

کیا یہ حقوقِ انسانی کی محافظت ہے......؟؟

ایک طرف انصاف پسندی اور روشن خیالی کا نعرہ لگا کر غریب اور پسماندہ ممالک سمیت ترقی پذیر سلطنتوں کو بھی ذہنی اور معاشی غلام بنانے کی تگ ودو میں رہتے ہیں اور دوسری طرف اسی بائبل کا ترجمہ دنیا کی ہر زبان میں کروا کے مفت اور رعایتی قیمتوں میں تقسیم کیا جاتا اور اسے نجات دہندہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے جس میں یہ وحشیانہ احکام ہیں۔ یہ دوغلی پالیسی کب تک......؟؟

کیا بائبل کی طرح قرآن حکیم میں بھی آدم کی اولاد کو زندہ یا مردہ جلانے کا حکم ہے......؟؟ اگر ہے تو ہمیں دکھایئے......؟؟

اور اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر انصاف و دیانت کا دامن تھامتے ہوئے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی بند کریں۔ اور اپنے آباؤ و اجداد کی ''شرافت'' کا بھرم باقی رکھیں۔

ماں اور بیٹی اگر ایک ہی مرد سے شادی کریں تو تینوں جلا دیئے جائیں

اگر کسی شخص نے ایک عورت اور اس کی بیٹی دونوں سے نکاح کر لیا تو اس کی سزا بائبل میں ان الفاظ میں مذکور ہے:

It is not natural for a man to marry both a mother & her daughter, and so all three of them will be burnt to death.(Leviticus 20/14, Published by American Bible Society New york America)

اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی اور اپنی ساس دونوں کو رکھے تو یہ بڑی خباثت ہے۔ سو وہ آدمی اور وہ عورتیں تینوں کے تینوں جلا دئے جائیں تا کہ تمہارے درمیان خباثت نہ رہے۔
(احبار: ۲۰/۱۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اسلام نے بھی ایسی شادی کو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ جل وعلا کا واضح ارشاد ہے:
"وَرَبَـائِبُكُمُ الّٰتِىْ فِىْ حُجُوْرِكُمْ" ۔ اور تم پہ تمہاری بیویوں کی بیٹیاں حرام ہیں۔ (سورة النساء: ۲۳)

لیکن اسلام نے ایسے شخص کے لئے جلانے جیسا سنگدلانہ اور ''دہشت گردانہ'' حکم نہیں دیا ہے۔

زنا کی سزا سنگساری

اور زانیوں کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سرکش قوم بنی اسرائیل کو حکمِ خدا سناتے ہیں:

Take them both to town gate & stone them to death, you must get rid of the evil they brought into your

community.(Deuteronomy 22/24, Published by American Bible Society New York America)

تو تم اُن دونوں کو اُس شہر کے پھاٹک پر نکال کر لانا اور اُن کو تم سنگسار کر دینا کہ وہ مر جائیں۔ (استثناء: ۲۲/۲۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

کیا یہ اسلام کے مندرجہ ذیل حکم کے ہم معنیٰ نہیں ہے:

''اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَازَنَیَا فَارْجُمُوْاهُمَا نَکَالًامِنَ اللّٰهِ''. جب شادی شدہ مرد و عورت زنا کریں تو انہیں سنگسار کرو، یہ سزا اللہ کی جانب سے (دوسروں کے لئے) عبرت ہے''۔

زنا کی سزا آگ

بائبل میں زنا کی ایک عجیب وغریب سزا کا بھی ذکر ملتا ہے۔ بنی اسرائیل کے بادشاہ وپیغمبر یہوداہ کو یہ خبر دی گئی کہ:

Your daughter in law Tamar has behaved like a prostitute & now she is pregnant, "Drag her out of town & burn her to death" Judha shouted.(Genesis 38/24, Published by American Bible Society New York America)

تیری بہو تمر نے زنا کیا ہے اور اسے چھنالے (زنا کی تعبیر کے لئے اردو زبان کا سب سے ''جامع لفظ'' یہی ہے۔) کا حمل بھی ہے۔ یہوداہ نے کہا (اور انگریزی لفظ Shouted کے مطابق انتہائی غصے میں چیخ پڑے) کہ اسے باہر نکال لاؤ کہ وہ جلائی جائے''۔ (تکوین: ۳۸/۱۸۔۳۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

یہ اور بات ہے کہ وہ حمل اسی ''مقدس اور پاکباز'' کا تھا جو اپنی چھنال (شاید اس لفظ کے استعمال پہ بعض عیسائیوں اور اہل فہم کو کچھ کلام ہو لیکن ہم نے اس لفظ کا استعمال از خود

نہیں کیا ہے بلکہ بائبل کے اردو مترجم نے یہی لفظ مناسب سمجھا ہے جسے ہم نے بھی دورانِ تبصرہ نقل کرنے کا جرم کیا ہے۔ عنبر مصباحی) کے لئے آگ کی سزا سنا رہا ہے۔ (سفرالتکوین: ۱۸/۳۸۔ ۳۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور۔)

اسلام نے صرف زانیوں کے لئے یہ حکم دیا کہ

"**اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ**" زنا کرنے والے مرد وعورت کو سو سو کوڑے لگائے جائیں''۔ (سورۃ النور: ۲) تو اس پر ساری دنیائے عیسائیت چیخ پڑی کہ انسانوں کو کوڑے لگانا انسانیت کے خلاف اور ایک بہیمانہ اقدام ہے مگر یہاں ایک زندہ اور حاملہ عورت کو جلانے کا حکم دیا گیا مگر پھر بھی انسانیت پہ آنچ نہیں آئی۔ حقوق بشری کی توہین نہیں ہوئی......؟؟؟

علاوہ ازیں قصور اور گناہ اس زانیہ عورت کا ہے نہ کہ اس کے پیٹ میں پل رہے اس ننھی سی کلی کا جس نے دنیا دیکھی ہی نہیں۔ جسے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ نیکی و بدی کیا ہوتی ہے۔ پھر آخر اس بچے کا کیا قصور ہے جو اسے کائنات اور اس کے ظالم و شقی باشندوں کو دیکھنے سے قبل ہی آتش نمرود کے حوالے کیا جا رہا ہے......؟؟؟

کیا یہی انسانیت ہے......؟؟؟ کیا یہی بشری حقوق (**Human Rights**) کی حفاظت ہے......؟؟؟

ایک طرف بائبل کے اس اقتباس کو ذہن میں رکھئے اور دوسری طرف احادیث و سیَر کی کتابوں میں محفوظ اس واقعہ کو مدنظر رکھئے اور پھر اپنے زندہ ضمیر پہ ہاتھ رکھ کر پوچھئے کہ حقوق انسانی کا محافظ کون ہے:

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک زانیہ عورت پیش ہوئی۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس سے زنا کا صدور ہوا ہے تو امیر المؤمنین نے اسے

سنگسار کرنے کا حکم دیا۔امیر المؤمنین کے ذریعے رجم کا حکم سنا دیے جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عورت کو مجلس سے الگ لے گئے اور اس سے کچھ گفتگو کی۔ واپس آئے اور حضرت عمر سے کہا: امیر المؤمنین! اس عورت کی سنگساری کی سزا کچھ مہینوں کے لئے موخر کر دی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سبب دریافت کیا تو علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جواب دیا: یہ عورت حاملہ ہے۔اور چوں کہ گناہ اس سے سرزد ہوا ہے نہ کہ اس کے جنین سے لہذا سزا کو موخر کر دیا جائے تا کہ سزا صرف اسی کو ملے اور وہ جنین اس سے محفوظ رہے۔ یہ سن کر حضرت عمر نے جو جواب دیا وہ حقوق انسانی کے محافظوں کے لئے ایک مشعل راہ ہے جس کی روشنی میں انہیں ہدایت ہی ملے گی:

"لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ"۔ آج اگر علی نہ ہوتے تو (ایک بے قصور کو قتل کرا کے) عمر ہلاک ہو جاتے"۔

کیا ان تمام امور کے ہوتے ہوئے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اسلام کے حدود و تعزیرات انسانیت شکن اور حقوق بشری مخالف ہیں......؟؟؟

آہ............!

اس دور میں سب کچھ ہے انصاف نہیں ہے
انصاف کرے کون کہ دل صاف نہیں ہے

کاہن کی بیٹی اگر زنا کرے تو اسے جلا دیا جائے

بات جب آگ کی سزا کی آ ہی گئی ہے تو لگے ہاتھوں اس سزا کی ایک اور نوع کا "ذکر خیر" بھی ملاحظہ فرمالیں:

If a priest's daughter becomes a prostitue, she disgraces her father; she shall be burnt to death. (Leviticus 21/9,

Publsihed by The Bible Society of India, Bangalore, India)
اور اگر کاہن کی بیٹی فاحشہ بن کر اپنے آپ کو ناپاک کرے تو وہ اپنے باپ کو ناپاک ٹھہراتی ہے۔ وہ عورت آگ میں ڈالی جائے۔ (احبار: ۹/۲۱، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اسلام کے حدود و عقوبات پہ حقوق بشری مخالف ہونے کا الزام لگانے والے روشن خیال مفکرین کم از کم اب تو اپنی زبانیں بند رکھیں گے۔ ایسے اگر وہ اب بھی باز نہ آئیں اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے رہیں تو ہم ان کا کیا بگاڑ سکتے ہیں......؟؟ ہاں! البتہ ان کے طرزِ عمل کو دیکھ کر ہمیں دانشوروں اور مہذب قوموں کا یہ جملہ ضرور یاد آ جائے گا:

اِذَالَمْ تَسْتَحِ فَافْعَلْ مَا تَشَاءُ — بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

جب آپ نے شرم و حیا کی گٹھری کو بحر اٹلانٹک میں ڈبو دیا ہے تو پھر جو چاہیں کریں۔ آپ کی جس فطرت سے ہم مواخذہ کر سکتے تھے وہ تو اب آپ کے پاس رہی نہیں پھر ہم آپ کو کیا الزام دے سکتے ہیں......؟؟

والدین کی نافرمانی کی سزا سنگساری

اور بار بار تنبیہ کے باوجود نافرمانی و سرکشی سے باز نہ آنے والے بیٹوں کے متعلق بائبل نے موسیٰ علیہ السلام کی زبانی حکمِ الٰہی کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

The men of the town will stone that son to death, Because they must get rid for evil he brought into the community, everyone in Israel will be afaird when they hear how he was punished.(Deuteronomy 21/21, Published by American Bible Society New York)

تب اس کے شہر کے سب لوگ اسے سنگسار کریں کہ وہ مر جائے۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے

درمیان سے دور کرنا۔ تب سب اسرائیلی سن کر ڈر جائیں گے۔ (استثناء: ۲۱/۲۱، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

پتھر مار کر ہلاک کرنا اگر انسانیت کے خلاف اور بہیمانہ اقدام ہے تو پھر جس ملک، کتاب یا مذہب میں ایسا حکم ہو وہ سب ایک ہی کٹھہرے اور ایک ہی حکم میں ہونے چاہئے۔ اگر قرآن سنگساری کا حکم دینے کی وجہ سے انسانیت دشمن کہلانے کا مستحق ٹھہرا اور بائبل میں بھی اسی طرح کا حکم ہے تو پھر بائبل انسانیت دوست کیسے......؟؟؟

دونوں کے درمیان وجہ تفریق کیا ہے......؟؟ کہیں وجہ تفریق اپنے اور بیگانے کا امتیاز تو نہیں ہے......؟؟؟

اغواء کاری کی سزا قتل

اور اغوا کاروں کی حد کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا:

If you are guilty of kidnaping Israelites & forcing them into slavery you will be put to death to remove this evil from the community.(Deuteronomy 24/7, Exodus 21/16, Published by American Bible Society New York)

اور اگر کوئی شخص اپنے اسرائیلی میں سے کسی کو غلام بنائے یا بیچنے کی نیت سے چراتا ہوا پکڑا جائے تو وہ چور مار ڈالا جائے۔ یوں تو ایسی برائی اپنے درمیان سے دفع کرنا۔ (استثناء: ۲۴/ ۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

کرمنلوں کی سزا صرف قتل ہے

جرائم پیشہ اور کرمنلوں کے لئے موسیٰ علیہ السلام کی زبانی یہ پیغام دیا گیا:

If a crimnal put to death, and you hang the dead body

on a tree, you must not let it hang tree overnight bury it same day because the dead body of a crimnal will bring god's curse on the land.(Deuteronomy 21/22,23 Published by American Bible Society New York)

اور اگر کسی نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور تو اسے مار کر درخت سے ٹانگ دے۔ تو اس کی لاش رات بھر درخت پہ لٹکی نہ رہے بلکہ تو اسی دن اسے دفن کر دینا کیوں کہ جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے تا نہ ہو کہ تُو اس ملک کو ناپاک کر دے جسے خداوند تیرا خدا تجھے میراث کے طور پر دیتا ہے۔ (استثناء: ۲۱/ ۲۲۔۲۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

امریکہ و یورپ دنیا کے تمام ممالک کے آئین سے سزائے موت کے خاتمے کی بھر پور کوشش کر رہے ہیں۔ (یہ اور بات ہے کہ وہ اپنے مفادات مخالف حق گو شخص کو انسانیت شکن موت دینے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے مگر) ہمیں امید ہے کہ دنیا کے یہ چودھری پہلے اپنے گھر اور مذہب کی اس گندگی کو صاف کریں گے پھر اس کے بعد تحریک کو آگے بڑھائیں گے۔

غلطی کسی کی سزا کسی کو

قرآن حکیم فرماتا ہے: "لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ" ہر آدمی کو سزا و جزا اس کے اپنے اعمال کی بنیاد پر دی جائے گی۔ (سورۃ البقرۃ: ۲۸۶)

مگر بائبل کی دنیا میں سیر کرنے والوں کو ایک عجب خاردار اور "آدم خور قانون" نظر آتا ہے۔ بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے ان کا "خدا" فرماتا ہے:

If you reject me I will punish your families for three or four generation.(Exodus 20/5, 34/7, Deuteronomy: 5/9, Publishedby American Bible Society New york)

اور جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں ان کی اولاد کو تیسری اور چوتھی پشت تک باپ دادا کی بدکاری کی سزا دیتا ہوں۔" (سفر الخروج: ۵/۲۰، ۷/۳۴، سفر الاستثناء: ۹/۵، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

غلطی کسی کی اور سزا کسی اور کو۔ شاید کسی شاعر (مظفر رزمی) نے اسی طرح کے انصاف کو دیکھ کر درج ذیل مصرعہ کہا تھا:

ع لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

سبت کا احترام نہ کرنے کی سزا سنگساری

بنی اسرائیل کے لئے سبت (سنیچر) کا دن نہایت معزز و مکرم تھا۔ وہ دن اتنا محترم تھا کہ اس دن مریضوں کا علاج کرنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ بائبل میں اس دن کو روز مقدس اور خدا کے آرام کے دن کا نام دیا گیا ہے۔ (خروج: ۳۵/۱-۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند) عیسیٰ علیہ السلام پہ یہودی ربیوں کے الزامات میں سے ایک الزام یہ بھی تھا کہ وہ سبت کی عظمت کو توڑتے ہوئے سبت کے روز بھی لوگوں کو شفا رسانی کا کام انجام دیتے ہیں۔ جب سبت کا معاملہ اتنا سخت تو یقیناً اس کی سزا بھی اتنی ہی شدید ہوگی۔ ایک مرتبہ ایک ''بے چارہ'' سبت کے دن جنگل میں لکڑیاں چنتے ہوئے دیکھا گیا۔ اب آگے کی کہانی خود بائبل کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

He was taken to Moses, Aron and the rest af the community. but no one knew what to do with him so he was not allowed to leave, then the Lord said to Moses: tell the people to take that man outside the camp & stone him to death. so he was killed just as the Lord had commanded Moses. (Numbers 15/32-36, Exodus: 31/ 14-26, 35/1-3,

Publsihed By American Bible Society, New York)

اور وہ اسے موسیٰ اور ہارون اور ساری جماعت کے پاس لے گئے۔ انہوں نے اسے حوالات میں رکھا کیوں کہ ان کو یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ اس کے ساتھ کیا کرنا چاہئے۔ تب خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ یہ شخص ضرور جان سے مارا جائے۔ ساری جماعت لشکر گاہ کے باہر اسے سنگسار کرے۔ چنانچہ جیسا خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا تھا اس کے مطابق اسے ساری جماعت نے لشکر گاہ کے باہر لے جا کر سنگسار کیا اور وہ مر گیا۔ (گنتی: ۱۵/ ۳۲۔ ۳۶، خروج: ۳۱/ ۱۴۔ ۲۶، ۳۵/ ۱۔ ۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اس شخص نے صرف لکڑیاں چن لیں اور سبت کے دن اس کام سے باز نہ آیا تو اسے سنگسار کر دیا مگر پھر بھی انسانیت شرمسار نہیں ہوئی۔ حقوق انسانی کی حفاظتی دیوار منہدم نہیں ہوئی جب کہ اس کے اس عمل سے کسی کی بھی جان و مال یا عزت آبرو کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہونچا مگر اسلام نے حفظ نسل، حفظ مال، حفظ نفس اور صیانت آبرو کے لئے قاتلوں، چوروں، قزاقوں اور زانیوں کے لئے مختلف قسم کی سزائیں مقرر کر دیں تو ان سے حقوق بشری کی پامالی ہوگئی۔ یہ دوہرا معیار کب تک......؟؟؟

ہم جنسیت کی سزا قتل ہے

گذشتہ کچھ سالوں سے یورپی ممالک کی حکومتیں اور عدالتیں ہم جنسیت کو بھی قانونی جواز مہیا کرا رہی ہیں۔ اور اب اس تہذیب شکن اور شرافت فنا عمل کے دیوانے برصغیر میں بھی اسے ایک قانونی حیثیت دلوانے کی کوششوں میں جٹے ہیں۔ مملکت خدا داد پاکستان ایک اسلامی ملک ہونے کی وجہ سے اس آلودگی سے دور ہے (تاہم اخباری اطلاعات کے مطابق وہاں بھی کراچی میں ہم جنس پرستوں کی ایک ٹولی وجود میں آچکی ہے۔) مگر ہندوستان میں ایسے انسانوں کا ایک طبقہ پیدا ہو گیا ہے جو اس بے ہودہ اور خلاف فطرت عمل کو قانونی حیثیت

دینے کا مطالبہ سر بازار کر رہے ہیں۔ ہم ان تمام امور سے قطع نظر یورپ کے حکمرانوں اور ہندوستان کے وزیر دفاع مسٹر اے کے انٹونی (جو خود بھی ایک عیسائی ہیں) کے سامنے اس فعل شنیع کے متعلق ان کی مذہبی مقدس کتاب بائبل سے صرف اتنا ہی نقل کرنا پسند کریں گے:

If a man has sexual relation with another man, they have done a digusting thing, and both shall be put to death. They are responsible for their own death. (Leviticus 20/13, Publsihed by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور اگر کوئی مرد سے صحبت کرے جیسے عورت سے کرتے ہیں تو ان دونوں نے نہایت مکروہ کام کیا۔ سو وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں۔ ان کا خون ان ہی کی گردن پر ہوگا"۔ (احبار: ۲۰/۱۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

جانوروں کے ساتھ بدکاری کرنے کی سزا موت

اگر کوئی انسان کسی جانور سے بدکاری کرے تو اس کی سزا اسلام نے یہ متعین کی ہے کہ اسے بادشاہ اسلام مجرم کے ریکارڈ اور وقت وحالات کے مطابق کسی بھی طرح کی تعزیری سزا دے سکتا ہے۔ ہوسکتا ہے اسلام کا یہ حکم بھی کسی کو سنگدلانہ اور انسانیت دشمن نظر آئے اسی لئے ہم ان کی تسلی کے لئے یہ نقل کر دیتے ہیں کہ ہیں اسلام نے تو بادشاہ اسلام کی رائے پہ چھوڑ دیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ حاکم وقت بعض مصلحت کی بنیاد پہ اسے ہلکی سزا دے کر چھوڑ دے مگر بائبل میں اس کے لئے صرف ایک ہی سزا بیان کی گئی ہے اور وہ ہے سزائے موت:

If a man has sexual relation with animal he & the animal shall be put to death, they are responsible for their own death. (Leviticus 20/15-16, Publsihed by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور اگر کوئی مرد کسی جانور سے جماع کرے تو وہ ضرور جان سے مارا جائے اور تم اس جانور کو بھی مار ڈالنا۔ اور اگر کوئی عورت کسی جانور کے پاس جائے اور اس سے ہم صحبت ہو تو اس عورت اور جانور دونوں کو جان سے مار ڈالنا۔ (احبار: ۲۰/۱۵۔۱۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، ہند)

ساری دنیا سے سزائے موت کے خاتمہ کی تحریک چلانے والو! پہلے اپنی کتاب بائبل کو دنیا سے مٹاؤ اس کے بعد ہی آپ کا قدم کامیابی کی چوکھٹ تک پہونچ سکتا ہے۔ ورنہ دنیا کو اظہار رائے کی یہ آزادی تو ضرور حاصل ہوگی کہ وہ آپ کو ایک ''دوغلی قوم'' کے نام سے یاد کرے۔

ارتداد کی سزا سنگساری

اسلام نے ارتداد اختیار کرنے والوں کے لئے یہ سزا متعین کی ہے کہ اسے اسلام کے متعلق اس کے ذہن میں پیدا ہونے والے شبہات کو دور کیا اور اسے اسلام پہ مجبور کیا جائے۔ اگر اسلام کی طرف پلٹ آئے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔ (**البحر الرائق: کتاب المرتدین**) اسی طرح جو شخص اسلام کی مقدس ہستیوں کی شان میں ہرزہ سرائی کرے اسے اپنے قول سے رجوع کرنے پہ مجبور کیا جائے۔ اگر وہ رجوع کرے اور معافی مانگے تو ٹھیک، اسے معاف کر دیا جائے۔ لیکن اگر وہ شخص اپنا بیان واپس لینے اور معافی مانگنے سے انکار کرے تو ایسے شخص کو اسلامی حکومت سخت سے سخت اور عبرت ناک سزا دے تا کہ آئندہ کوئی ایسی حرکت کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اس حکم میں مسلم و کافر دونوں شامل ہیں اور احادیث و سیر کی کتابوں میں اس کی صدہا مثالیں موجود ہیں۔ (**قاضی عیاض: کتاب الشفا**) ہوسکتا ہے یورپ کے روشن خیال باشندوں اور ان کے مقلدین کو اسلام کا یہ حکم اظہار رائے کی آزادی پہ حملہ معلوم ہو۔ اسی لئے ہم اس حکم کی تاویل و توجیہ میں اپنے قلم کی روشنائی نہ خرچ کر کے ''کنجوسی'' سے کام لیتے ہوئے بائبل سے صرف اتنا ہی نقل کرنے کی اجازت چاہیں گے:

بنی اسرائیل کی ایک عورت نے ایک غیر اسرائیلی مرد سے شادی رچائی۔ اسے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ نوجوانی میں اس لڑکے کی کسی اسرائیلی سے کہا سنی ہوگئی۔ اس جھگڑے کے دوران اس لڑکے نے کچھ ایسے جملوں کا استعمال کیا جن سے (یہود و نصاریٰ کے مذہب کے مطابق) کفر کی بو آتی تھی۔ لوگ اسے پکڑ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے حکم خدا کے نزول تک حوالات میں بند رکھنے کا حکم دیا۔ کچھ دیر بعد دربار الٰہی سے اس شخص کے متعلق ایک نہایت تفصیلی حکم نازل ہوا:

Take that man out of the camp. everyone who heard him curse shall put his hands on the man's head to testify that he is guilty, and then whole community shall stone him to death. Then tell the people of Israel that anyone who curses God must suffer the cosequencen and be put to death. Any Israeli or any forieghner living in Israel who curses the Lord shall be stoned to death by the whole community. (Leviticus 24/10-16, Publsihed by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اس لعنت کرنے والے کو لشکر گاہ کے باہر نکال کر لے جا اور جتنوں نے اسے لعنت کرتے سنا وہ سب اپنے اپنے ہاتھ اس کے سر پر رکھیں اور ساری جماعت اسے سنگسار کرے۔ اور تو بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ جو کوئی اپنے خدا پر لعنت کرے اس کا گناہ اسی کے سر لگے گا۔ اور وہ جو خداوند کے نام کفر بکے ضرور جان سے مارا جائے۔ ساری جماعت اسے قطعی سنگسار کرے۔ خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی جب وہ پاک نام پر کفر بکے تو وہ ضرور جان سے مارا جائے''۔
(احبار: ۲۴/۱۰۔۱۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اسی طرح جو بنی اسرائیل کے خدا کے سوا کسی اور کی پوجا کرے اس کے لئے بھی

بائبل میں ''سنگساری'' کا ہی حکم ہے۔ ملاحظہ ہو:

Suppose you hear that in one of your towns some man or woman has sinned against the Lord & broken his covenant by worshiping & serving other gods or the sun or the moon or the stars, contrary to the Lord's commond. If you hear such a report, then investigate it thoroughly. if it is true that this evil thing has happened in Israel, Then take the person outside the town & stone him to death. (Deuteronomy 17/2-7, Publsihed by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور اگر تیرے درمیان تیری بستیوں میں جن کو خداوند تیرا خدا تجھ کو دے کہیں کوئی مرد یا عورت ملے جس نے خداوند تیرے خدا کے نزدیک یہ بدکاری کی ہو کہ اس کے عہد کو توڑا ہو۔ اور جا کر اور معبودوں کی یا سورج یا چاند یا اجرامِ فلک میں سے کسی کی پرستش کی ہو۔ اور یہ بات تجھ کو بتائی جائے اور تیرے سننے میں آئے تو تو جانفشانی سے تحقیق کرنا اور اگر یہ ٹھیک ہو اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ اسرائیل میں ایسا مکروہ کام ہوا۔ تو تو اس مرد یا عورت کو جس نے یہ برا کام کیا ہو باہر پھاٹکوں پر لے جانا اور ان کو ایسا سنگسار کرنا کہ وہ مر جائیں۔ (استثناء: ۱۷/۷۔۱۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

بے حیا عورت کا ہاتھ کاٹا جائے

عیسائی محققین کی نظر میں ہاتھ کاٹنے کی سزا ایک غیر انسانی اور بے ہودہ حرکت ہے۔ ۹۔۲۰۰۸ء میں جب ایران میں ایک چور کا ہاتھ کاٹا گیا تو یورپی میڈیا اور مستشرقین نے اسلام کو ایک ظالم و جابر اور انسانیت دشمن مذہب بنا کر پیش کیا۔ انہوں نے اسے کافی اچھالا اور اسلام مخالف ماحول کو مزید گرم بنانے کی بھرپور کوشش کی۔ ویسے ان کی مذہبی کتاب

بائبل میں بھی اس طرح کی سزائیں بکھری پڑی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

جب دو شخص آپس میں لڑتے ہوں اور ایک کی بیوی پاس جا کر اپنے شوہر کو اس آدمی کے ہاتھ سے چھڑانے کے لئے جو اسے مارتا ہو اپنا ہاتھ بڑھائے اور اس کی شرمگاہ کو پکڑ لے تو:

show her no mercy; cut off her hand. (Deuteronomy 25/11, Publsihed by The Bible Society of India, Bangalore, India)

تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالنا اور ذرا ترس نہ کھانا۔ (استثناء: ۲۵/۱۱، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

ذرا تعبیر کی شدت اور حکم کا تأکد تو دیکھئے کہ سزا دیتے وقت ترس کو کنارہ لگانے دینے کا حکم دیا۔ بلکہ انگریزی اقتباس میں تو ترس کو دور کرنے کا حکم پہلے دیا پھر اس کے بعد یہ بیان کیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جرموں کی سزا کے نفاذ کے وقت جرم کی شناعت دیکھی جاتی ہے نہ کہ مروت ورواداری کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اگر جرم کی سزا کی تعیین کے وقت دفعہ ہلکی سے ہلکی لگانے کی کوشش جائے گی تو پھر امن کے بجائے قتل وغارت ہی کی بانسری بجے گی۔

اس اقتباس سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوگئی کہ ہاتھ کاٹنے کا جو حکم اسلام نے دیا ہے وہ یورپ کے ان پروفیسرز کے نقطۂ نگاہ سے بھی ظالمانہ اور سنگدلانہ سزا نہیں ہے۔ ورنہ ان کی مقدس کتاب اس کا حکم نہ دیتی۔ اور اگر اس نے یہ حکم دے دیا ہے تو وہ ''انصاف پسند'' اور ''غیر جانبدار'' محققین پہلے بائبل کو مٹانے کی تحریک چلاتے اور اس میں کامیابی کے بعد اسلام کی مقدس کتابوں کی طرف اپنی توجہ مبذول کرتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اپنی ساری ''غیر جانبداری'' اور ''انصاف پسندی'' کو صرف اسلام ہی کے خلاف استعمال کیا جس

سے ان کی مصنوعی ''انصاف پسندی'' کا چہرہ بھی بے نقاب ہو جاتا ہے۔

کوہ سینا کو چھونے کی سزا سنگساری

And be ready against the third day: for the third day the LORD will come down in the sight of all the people upon mount Sinai. And thou shalt set bounds unto the people round about, saying, Take heed to yourselves, that ye go not up into the mount, or touch the border of it: whosoever toucheth the mount shall be surely put to death: There shall not an hand touch it, but he shall surely be stoned, or shot through; whether it be beast or man, it shall not live: when the trumpet soundeth long, they shall come up to the mount. (Exodus: 19/11-13, King James Version)

ترجمہ: اور تیسرے دن تیار رہیں کیوں کہ خداوند تیسرے دن سب لوگوں کو دیکھتے دیکھتے کوہِ سینا پر اترے گا۔ اور تو لوگوں کے لئے چاروں طرف حد باندھ کر ان سے کہہ دینا کہ خبردار تم نہ اِس پہاڑ پر چڑھنا اور نہ اس کے دامن کو چھونا۔ جو کوئی پہاڑ کو چھوئے ضرور جان سے مار ڈالا جائے۔ مگر اسے کوئی ہاتھ نہ لگائے بلکہ لا کلام سنگسار کیا جائے یا تیر سے چھیدا جائے خواہ وہ انسان ہو خواہ حیوان وہ جیتا نہ چھوڑا جائے اور جب نرسنگا دیر تک پھونکا جائے تو وہ سب پہاڑ کے پاس آ جائیں۔ (خروج: ۱۹/۱۱-۱۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اگر بالفرض جبل سینا کو چھونے سے زمین و آسمان کی تباہی کا خطرہ تھا اور اس کے مرتکب شخص کے لئے عبرتناک سزا کا تعین ضروری تھا تو بھی سزائے موت کی کوئی بھی آسان صورت متعین کی جا سکتی تھی مگر سزائے موت کی سب سے درد انگیز اور (عصر حاضر کے

دانشوروں کے بقول) انسانیت شکن صورت سزا سنگساری اور تیر اندازی کے ذریعے قتل کو متعین کیا گیا۔ ذرا بتایئے تو سہی کہ ان حالتوں میں حقوق بشری کی پامالی ہوئی یا نہیں......؟؟؟

اگر تھوڑی سے عقل لگاتے اور دنیا بھر میں رائج تعزیراتی قوانین کی حکمتوں پہ غور کر لیتے تو شاید اسلام کے ''تعزیراتی نظام'' پہ تنقید کرنے کی محنت نہیں کرنی پڑتی۔

مختلف جرائم اور ان کی سزائیں

He that smiteth a man, so that he die, shall be surely put to death. And if a man lie not in wait, but God deliver him into his hand; then I will appoint thee a place whither he shall flee. But if a man come presumptuously upon his neighbour, to slay him with guile; thou shalt take him from mine altar, that he may die. And he that smiteth his father, or his mother, shall be surely put to death. And he that stealeth a man, and selleth him, or if he be found in his hand, he shall surely be put to death. And he that curseth his father, or his mother, shall surely be put to death. (Exodus: 21/12-17, King James Version)

ترجمہ: اور اگر کوئی کسی آدمی کو ایسا مارے کہ وہ مر جائے تو وہ قطعی جان سے مارا جائے۔ پر اگر وہ شخص گھات لگا کر نہ بیٹھا ہو بلکہ خدا ہی نے اسے اس کے حوالہ کر دیا ہو تو میں ایسے حال میں ایک جگہ بتا دوں گا جہاں وہ بھاگ جائے۔ اور اگر کوئی دیدہ و دانستہ اپنے ہمسایہ پر چڑھ آئے تا کہ اُسے مکر سے مار ڈالے تو تُو اسے میری قربان گاہ سے جدا کر دینا تا کہ وہ مارا جائے۔ اور جو کوئی اپنے باپ یا اپنی ماں کو مارے وہ قطعی جان سے مارا جائے۔ اور جو کوئی کسی آدمی کو چُرائے خواہ وہ اسے بیچ ڈالے خواہ وہ اس کے ہاں ملے وہ قطعی مار ڈالا جائے۔ اور جو اپنے

باپ یا اپنی ماں پر لعنت کرے وہ قطعی مار ڈالا جائے۔ (خروج: ۱۲/۲۱ـ ۱۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

شاید اب تو قرآن حکیم کی آیت مبارکہ: "وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ" اے دانشمندو! تمہارے لئے (قتل و جراحات کے معاملے میں) قصاص میں ہی زندگی ہے"۔ (سورۃ البقرۃ: ۱۷۹) کا مفہوم کامل سمجھ میں آ گیا ہوگا۔ اور اگر نہ آیا ہو تو بھی ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا کیوں کہ ہمارے پاس "دوستوں کی عقل" پہ ماتم کرنے کے لئے بالکل وقت نہیں ہے۔

سینگ مارنے والے بیل کو سنگسار کرنے کا حکم

If an ox gore a man or a woman, that they die: then the ox shall be surely stoned, and his flesh shall not be eaten; but the owner of the ox shall be quit. But if the ox were wont to push with his horn in time past, and it hath been testified to his owner, and he hath not kept him in, but that he hath killed a man or a woman; the ox shall be stoned, and his owner also shall be put to death. If there be laid on him a sum of money, then he shall give for the ransom of his life whatsoever is laid upon him. Whether he have gored a son, or have gored a daughter, according to this judgment shall it be done unto him. If the ox shall push a manservant or a maidservant; he shall give unto their master thirty shekels of silver, and the ox shall be stoned. (Exodus: 21/28-32, King James Version)

ترجمہ: اگر بَیل کسی مرد یا عورت کو ایسا سینگ مارے کہ وہ مر جائے تو وہ بَیل ضرور سنگسار کیا

جائے اور اس کا گوشت کھایا نہ جائے لیکن بَیل کا مالک بے گناہ ٹھہرے۔ پَر اگر اس بیل کی پہلے سے سینگ مارنے کی عادت تھی اور اس کے مالک کو بتا بھی دیا گیا تھا تو بھی اس نے اسے باندھ کر نہیں رکھا اور اس نے کسی مرد یا عورت کو مار دیا ہو تو بیل سنگسار کیا جائے اور اس کا مالک بھی مارا جائے۔ اور اگر اس سے خون بہا مانگا جائے تو اسے اپنی جان کے فدیہ میں جتنا اس کے لئے ٹھہرایا جائے اتنا ہی دینا پڑے گا۔ خواہ اس نے کسی کے بیٹے کو مارا ہو یا بیٹی کو اسی حکم کے موافق اس کے ساتھ عمل کیا جائے۔ اگر بیل کسی کے غلام یا لونڈی کو سینگ سے مارے تو مالک اس غلام یا لونڈی کے مالک کو تیس مثقال روپے دے اور بیل سنگسار کیا جائے۔
(خروج: ۲۱/۲۸-۳۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

لیجئے! اب معاملہ حقوق انسانی کی پامالی سے بڑھ کر حماقت تک جا پہونچا۔ بیل کے سینگ مارنے سے اگر کوئی شخص مر جائے تو بیل ہی کو سنگسار کیا جائے۔ یہ تعزیراتی قوانین کی حکمت کے خلاف ہے۔ تعزیراتی قوانین کے مقاصد کیا ہیں وہ ذیل میں پڑھئے:

انسان تنہا زندگی نہیں گذار سکتا ہے۔ اسے اپنے ہم نوعوں کی صحبت اور ان کی ہم نشینی کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ بنی آدم کا معاملہ ایسا ہے کہ وہ اجتماعی زندگی گذارنے کے ضرورت مند ہیں۔ اور جب چند لوگ ایک ساتھ جمع ہوں تو ان میں کچھ نہ کچھ اختلاف کا ہونا فطری ہے۔ قانون کی ضرورت اس لئے پڑتی ہے کہ تمام لوگ ایک متفقہ نظام کے تحت اپنی زندگی گذاریں اور ایک شخص دوسرے کے معاملات میں مداخلت نہ کرے۔ آئین سازی کے مقاصد کو مختصر طور پر ان الفاظ میں بھی بیان کیا جا سکتا ہے:

(۱) قانونی سازی کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ ملک کو منظّم، پُر امن اور فساد و شرارت انگیزی سے پاک رکھا جائے۔ تعزیراتی قوانین اس طرح مرتب کئے جائیں کہ آئین و قانون کی شق شہریوں کو زیادہ سے زیادہ پُر امن بنے رہنے پر مجبور کرے۔ انسان اکراہ و اضطرار کے بغیر

ارتکاب جرم کا تصور بھی ذہن میں نہ لائے۔

(۲) آئین میں سزاؤں کے ذکر کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مظلوم کو انصاف ملے اور اس کے اندر یہ احساس زندہ رہے کہ اس کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ ہے۔

(۳) قانون میں حدود و تعزیرات کی تعیین کا سب سے اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ سزائیں دوسروں کے لئے عبرت و نصیحت ہوں۔ سزاؤں کو سن کر اور حدود کے نفاذ کو دیکھ کر تمام لوگ سہم جائیں اور آئندہ جب ان کے اندر کبھی اس طرح کے جرم کا خیال آئے تو وہ تصور کو حقیقت کا روپ دینے سے قبل سینکڑوں بار تدبر و تفکر سے کام لیں۔ اس طرف ہمیں قرآن حکیم کی رہنمائی بھی ملتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ''. اے دانشمندو! تمہارے لئے (قتل وجراحات کے معاملے میں) قصاص میں ہی زندگی ہے''۔ (سورۃ البقرۃ: ۱۷۹)

اور ایک دیگر مقام پہ جو ارشاد فرمایا اس میں یہ حکمت اور کھل کر سامنے آجاتی ہے:

وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِيْنِ اللّٰهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ''. (سورۃ النور: ۲)

اور اگر تم آخرت پہ کامل ایمان رکھتے ہو تو اللہ کے دین کے معاملے میں ان پر (سزا نافذ کرتے ہوئے) تمہیں کسی طرح کا رحم نہ آئے۔ اور انہیں سزا دیتے وقت مسلمانوں کا ایک جم غفیر موجود رہے''۔

اور اسی طرح قرآن حکیم کی اس حکمت کی موافقت بائبل میں بھی ملتی ہے:

Because they must get rid for evil he brought into the community, *<u>everyone in Israel will be afaird when they hear how he was punished.</u>* (Deuteronomy: 21/21, Published by American Bible Society, New York)

کیوں کہ انہوں نے ان برائیوں کے سبب سماج میں کافی پراگندگی پھیلائی ہے، تو تم اس کی تطہیر کا کام بھی انہی کے خون سے انجام دو، تا کہ یہ خبر سن کر (اور ان کا حشر دیکھ کر) تمام اسرائیلی (ان برائیوں کے ارتکاب سے) خوف کھانے لگیں"۔

ان مقاصد میں سب سے اہم اور بنیادی مقصد عبرت پذیری (دوسرے کا انجام دیکھ کر نصیحت حاصل کرنا) ہے کہ دوسرے لوگ یہ منظر دیکھ کر اور اس کے بارے میں سن کر ڈر جائیں گے اور اس طرح کے جرم کا ارتکاب کرنے سے پرہیز کریں گے۔ کم از کم بائبل کا یہ اقتباس بھی (بائبل کے ناقل یا محرف کے) ذہن میں رہتا تو اس مقام پہ ہمیں (بیل کو سنگسار کرنے کا) حکم دیکھنے کو نہیں ملتا کہ بیل کو سنگسار کرنے میں یہ حکمت مفقود ہے۔ کیوں کہ جانور اس طرح کے منظر کو دیکھ کر کسی طرح کی عبرت حاصل کرنے کے اہل نہیں ہیں۔

اس پیرگراف میں دوسرا حکم یہ ہے کہ اگر مالک کو اس بات کا علم تھا کہ اس کا بیل سینگ مارتا ہے اور اس نے پھر بھی اس کو باندھ کر نہیں رکھا اور اس بیل نے کسی کو ہلاک کر دیا تو مالک ہی کو سنگسار کیا جائے۔ شاید ان پڑھ ہندوستانیوں نے بائبل کے اسی حکم کو دیکھ کر انگریزوں کے دور حکومت میں یہ قاعدہ اور مقولہ بنایا ہوگا: کھیت کھائے گدھا، مار کھائے چرواہا"۔

اس پیراگراف میں تیسرا حکم یہ ہے کہ اگر مالک خون بہا (دیت) دینا چاہے (جو عقل اور اسلام کے عین موافق ہے) تو اس کے لئے جتنا فدیہ ٹھہرایا جائے اسے اتنا دینا پڑے گا۔ ہمارے مطابق یہی ایک حکم معاشرے کے خرمن امن کو خاکستر بنانے کے لئے کافی ہے۔ دیت کی مقدار خواہ کتنی بھی ہو مگر وہ شریعت کی جانب سے متعین ہونی چاہئے (جیسے اسلام نے سو اونٹ متعین کی ہے۔ **ابن ماجہ، ابو داؤد، نسائی، ترمذی، مصنف عبد الرزاق: کتاب الجنایات**) تا کہ فریقین میں نزاع نہ ہو۔ مگر کیا کہئے بائبل کی

تالیف ہی اس مقصد کے پیش نظر کی گئی ہے کہ دنیا سے امن کو مٹایا جائے اور فساد و تخریب کاری کو بڑھاوا دیا جائے (اس کے دلائل آپ باب سوم میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ عنبر مصباحی)

مسیحی اس بات کے مدعی ہیں کہ ان کا مذہب جس قدر انسان اور انسانیت کی عزت و ناموس اور ان کی جان و مال کی حفاظت کرتا ہے اس کے مثل احکام دنیا کے دیگر مذاہب بالخصوص اسلام میں مفقود ہیں۔ مساوات کا جو حکم مذہب مسیحی میں ہے اس کی مثل دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ مگر اس مقام پر پہونچ کر اس دعوی کے غبارے سے ہوا نکل جاتی ہے کیوں کہ اس اقتباس میں غلام اور لونڈی کی دیت صرف اور صرف تیس مثقال روپئے متعین کئے گئے ہیں جبکہ اسلام یہ کہتا ہے کہ اگر کسی نے کسی کے غلام یا لونڈی کو قتل کر دیا تو قصاص میں اسے بھی قتل کیا جائے اور اگر مالک دیت لینے پر راضی ہو تو لے لے۔ (مختصر القدوری، کتاب الجنایات: ۲۰۳) اور بیل کو سنگسار کرنے میں کونسی حکمت کارفرما ہے تو یورپ و امریکہ کے اعلیٰ دماغ اور سائنس داں مسیحی ہی بتا سکیں گے......؟؟؟

عید فسح کے موقع پر خمیری روٹی کھانے کی سزا سماجی مقاطعہ

Seven days shall ye eat unleavened bread; even the first day ye shall put away leaven out of your houses: for whosoever eateth leavened bread from the first day until the seventh day, that soul shall be cut off from Israel. And in the first day there shall be an holy convocation, and in the seventh day there shall be an holy convocation to you; no manner of work shall be done in them, save that which every man must eat, that only may be done of you. And ye shall observe the feast of unleavened bread; for in this selfsame day have I brought your armies out of the land of

Egypt: therefore shall ye observe this day in your generations by an ordinance for ever. In the first month, on the fourteenth day of the month at even, ye shall eat unleavened bread, until the one and twentieth day of the month at even. Seven days shall there be no leaven found in your houses: for whosoever eateth that which is leavened, even that soul shall be cut off from the congregation of Israel, whether he be a stranger, or born in the land. (Exodus: 12/15-19, King James Version)

ترجمہ: سات دن تک تم بے خمیری روٹی کھانا اور پہلے ہی دن سے خمیر اپنے اپنے گھر سے باہر کر دینا اس لئے کہ جو کوئی پہلے دن سے ساتویں دن تک خمیری روٹی کھائے وہ شخص اسرائیل میں سے کاٹ ڈالا جائے گا۔ اور پہلے دن تمہارا مقدس مجمع ہو اور ساتویں دن بھی مقدس مجمع ہو۔ ان دونوں دنوں میں کوئی کام نہ کیا جائے۔ سوا اس کھانے کے جسے ہر ایک آدمی کھائے۔ فقط یہی کیا جائے۔ اور تم بے خمیری روٹی کی یہ عید منانا کیوں کہ میں اسی دن تمہارے جتھوں کو ملک مصر سے نکالوں گا۔ اس لئے تم اس دن کو ہمیشہ کی رسم کر کے نسل در نسل ماننا۔ پہلے مہینے کی چودھویں تاریخ کی شام سے اکیسویں تاریخ کی شام تک تم بے خمیری روٹی کھانا۔ سات دن تک تمہارے گھروں میں کچھ بھی خمیر نہ ہو۔ کیوں کہ جو کوئی کسی خمیری چیز کو کھائے وہ خواہ مسافر ہو خواہ اس کی پیدائش اُسی ملک کی ہو اسرائیل کی جماعت سے کاٹ ڈالا جائے گا۔
(خروج: ۱۲/۱۵۔۱۹، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

واضح ہو کہ سماجی مقاطعہ (**Social Boycott**) بھی ایک نہایت سخت سزا ہے۔ انسان ایک سماجی جانور ہے جو تنہا نہیں رہ سکتا ہے۔ کسی دانشور نے ایسے ہی نہیں کہہ دیا ہے کہ دشمن کو ہلاک کرنے کی آسان صورت یہ ہے کہ اس کے دوستوں کو اس سے جدا کر دو،

تجرد و تنہائی سے تنگ آ کر وہ خودکشی کر لے گا''۔ فسح کے ایام میں خمیری روٹی کھانے سے کسی شخص کی جان و مال یا عزت و آبرو کو کوئی نقصان نہیں پہونچے گا مگر سزا اتنی سخت کہ انسانیت کانپ اٹھے۔ کیا یہی حقوق انسانی کی حفاظت ہے......؟؟؟

سوتیلی ماں سے زنا کی سزا موت

And the man that lieth with his father's wife hath uncovered his father's nakedness: both of them shall surely be put to death; their blood shall be upon them. (Leviticus: 20/11, King James Version)

ترجمہ: اور جو شخص اپنی سوتیلی ماں سے صحبت کرے اُس نے اپنے باپ کے بدن کو بے پردہ کیا۔ وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں۔ ان کا خون ان ہی کی گردن پر ہوگا۔ (احبار: ۲۰/۱۱، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

بہو سے زنا کی سزا موت

And if a man lie with his daughter in law, both of them shall surely be put to death: they have wrought confusion; their blood shall be upon them. (Leviticus: 20/12, King James Version)

ترجمہ: اور اگر کوئی شخص اپنی بہو سے صحبت کرے تو وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں۔ انہوں نے اَوندھی بات کی ہے۔ ان کا خون ان ہی کی گردن پر ہوگا۔ (احبار: ۲۰/۱۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

امید ہے کہ ان اقتباسات کو پڑھنے کے بعد مستشرقین اور اسلام دشمن مسیحی حضرات اپنی زبان و قلم کو بند کر لیں گے۔ اور اگر اب بھی باز نہ آئے تو اظہار رائے کی آزادی کے حق

(جس کا نی دلیل کے سہارے مسیحی حکمراں گستاخانِ رسالتﷺ کا دفاع کرتے ہیں) کا استعمال کرتے ہوئے ہم انہیں ان کے اعمال و کردار کے مطابق دو چار ''القاب'' دے ہی سکتے ہیں۔

نذر کیا ہوا لڑکا قتل کیا جائے

None devoted, which shall be devoted of men, shall be redeemed; but shall surely be put to death. (Leviticus: 27/29, King James Version)

ترجمہ: اگر آدمیوں میں سے کوئی (خدا کے لئے) مخصوص کیا جائے تو ان کا فدیہ نہ دیا جائے۔ وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ (احبار: ۲۹/۲۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

بائبل کی اس آیت پہ آج سے تین چار ہزار سال قبل کے ''عقل دوست'' انسان عمل کرتے رہے ہوں تو ''دوسری بات'' ہے، مگر ہم اتنا ضرور جانتے ہیں کہ آج کا مہذب اور ترقی یافتہ انسان اس اقتباس کو ہرگز لائق عمل نہیں گردان سکتا ہے۔ بلکہ بائبل کی عقل دشمنی اور لہونوشی کے جرم کو ثابت کرنے کے لئے ہمیں مزید کسی دلیل کی حاجت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔

اب تفنن طبع کی خاطر آپ اور بالخصوص بائبل پرستوں کی خدمت میں ہم بائبل سے ایک نہایت ہی عجیب وغریب سزا کو پیش کرتے ہیں۔ شاید ایک پاگل کی عقل بھی اس سزا کی مواقفت نہ کرے۔ ایسے تو بائبل میں اس طرح کے اقتباسات بکھرے پڑے ہیں جو ہم ایشائی کم عقلوں کی ''چھوٹی عقل دانی'' میں نہیں سماپاتی ہے۔ شاید یورپ کے اعلیٰ سائنس داں ہی انہیں بہتر طریقے سے سمجھ سکتے ہیں مگر ہم یہاں پر صرف اس سزا کو تحریر کریں گے جن کا تعلق ہمارے عنوان سے ہے۔

آسیب زدگی کی سزا سنگساری

اگر ہمارے یا آپ کے رشتہ دار، ملاقاتی، یا شناسائی پہ آسیب کا اثر ہوتا ہے یا اسے جن اپنی گرفت میں لے لیتا ہے تو ہم آپ اس کے علاج ومعالجہ کی تدبیر اختیار کرتے ہیں اور ہماری یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس سے یہ بلا دفع ہوجائے۔ ہم دوائی اور دعا تعویذ ہر طرح کی حکمتوں کا سہارا لیتے ہیں۔ لیکن اگر آپ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں تو آپ کو اس طرح کی تدابیر اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ بائبل میں آسیب زدہ افراد کے "عظیم جرم بے گناہی" کی "سزا" یہ متعین کی گئی ہے کہ اسے موت دی جائے۔

Any man or woman who consults the spirits of the dead, any person who does this is responsible for his death. (Levitticus: 20/27, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور وہ مرد یا عورت جس میں جن ہو یا وہ جادوگر ہو تو وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ ایسوں کو لوگ سنگسار کریں۔ اُن کا خون ان ہی کی گردن پر ہوگا۔ (احبار: ۲۰/۲۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

کہیے حضور! اسلام نے اگر مجرموں کے لئے سنگساری کی سزا متعین کردی تو یہ انسانیت کے خلاف اور اسلام بشریت کا دشمن ہوگیا۔ اور آپ کی مقدس کتاب ایک نہیں ہزاروں بے قصوروں کے لئے سنگساری کی سزا سنا رہی ہے تو پھر آپ کا مذہب کیسے انسانیت دوست ہوگیا......؟؟؟

اگر کسی کو بھوت پریت یا جن پکڑ لے تو اس میں اس بے چارے کا کیا قصور ہے جو اس کے لئے سزائے موت نہیں بلکہ اس کی اعلیٰ اور نہایت سخت ترین قسم سنگساری سنائی جا رہی ہے۔

سزاؤں کی حکمتیں

اوران تمام سزاؤں کی حکمت وعلت بیان کرتے ہوئے کہا گیا:

Because they must get rid for evil he brought into the community, everyone in Israel will be afaird when they hear how he was punished.(Deuteronomy 21/21, Published by American Bible Society New York)

کیوں کہ انہوں نے ان برائیوں کے سبب سماج میں کافی پراگندگی پھیلائی ہے، (تواس کی تطہیر کا کام بھی انہی کے خون سے انجام دیا جائے) تاکہ یہ خبرسن کراوران کا حشر دیکھ کرتمام اسرائیلی (ان برائیوں کے ارتکاب سے) خوف کھانے لگیں"۔

کیابائبل کا یہ اقتباس قرآن حکیم کی اس آیت کا مفہوم نہیں ہے: "وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰأُولِي الْأَلْبَاب" اے دانشمندو! تمہارے لئے قصاص میں ہی زندگی ہے"۔(سورۃ البقرۃ: ۱۷۹)

اسلامی حدود وتعزیرات عقل سلیم کی نظر میں

ساحل پہ بیٹھ کراور ظاہر نظر سے دیکھا جائے تو حدود وعقوبات عقل مخالف اور ہوش وخرد سے بیگانگی پہ دال محسوس ہوتے ہیں۔ مرنے والا مرچکا ہے اب اس کے بدلے میں قاتل کوقتل کردیا جائے یا اسے دس بیس سال کے لئے قید خانے میں ڈال دیا جائے تو بھی وہ زندہ نہیں ہوسکے گا۔ اب ایسے میں ایک انسان کو بلا وجہ قتل کرنا کہاں کی دانشمندی ہے......؟؟ مگر جب دانشمندی کے سمندر میں اتر کر غور کیا جائے تو یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ سطح ساحل سے جو لایعبا بہ شیئ نظر آتی تھی وہ حقیقت میں سیپ ہے جس میں حفاظت انسانی کے قیمتی موتی پنہاں ہیں۔ اگر قتل و جراحات کی سزائیں نہ ہوں اور شرارت پسندوں کولوگوں کی عزت

وآبرو اوران کی جان ومال سے کھیلنے کی چھوٹ دے دی جائے تو پھر دنیا سے شرافت اور شریف ناپید ہوجائیں گے ۔ اور یہ دنیا صرف امن مخالفوں کا آشیانہ رہ جائے گا۔ آئین وقانون اورصدق وامانت اورانسانیت وآدمیت نام کی ہرشیئی کا نام ونشان مٹ جائے گا۔اوراگر جرم کی سزا شدید ترین ہوتو نظام حکومت بھی چست ہوگا اور ہرطرف امن امان کا ہی دوردورہ ہوگا۔

۲۰۰۲ء میں لال کرشن اڈوانی جب ہندوستان کے وزیرداخلہ اورنائب وزیراعظم دونوں عہدوں پر براجمان تھے۔اس وقت راجدھانی دہلی میں عصمت دری کا ایک سیلاب سا آگیا۔ پورے ملک میں کافی ہنگامہ برپا تھا۔ ملکی اورغیرملکی میڈیا ہندوستانی حکومت کوتھوتھو کررہی تھی۔تو وزیرداخلہ مسٹراڈوانی نے قرآنی حکمتوں کوسامنے رکھتے ہوئے خواتین کی عصمت پہ ڈاکہ ڈالنے والوں کے لئے حکومت سے ''سزائے موت'' کا قانون بنانے کی مانگ کی تھی۔

ہندوستان میں گذشتہ تین چار ماہ سے آنرکلنگ (Honour Killing) یعنی غیرت وحمیت کے نام پرقتل کا معاملہ کافی زوروں پہ ہے۔سماجی غیرت کے نام پرآئے دن نوجوان جوڑوں کونشانہ بنایاجارہا اوران کا قتل کیا جارہاہے۔ ماہ اپریل ۲۰۱۰ء میں پہلے آنرکلنگ معاملے میں سنوائی کرتے ہوئے ہریانہ کی ایک ذیلی عدالت نے مجرموں کوموت کی سزاسناتے ہوئے یہ تبصرہ کیا:

اس طرح کے واقعات کوروکنے اورانسانی جانوں کی حفاظت کے لئے اسی طرح کی سخت سزائیں کارآمد ہوسکتی ہیں ورنہ ہمارے سماج کے شرپسند عناصر مزید بے لگام ہوکرمعاشرے اورملک کا سارا سکون غارت کردیں گے اورقومی نظام درہم برہم ہوکررہ جائے گا۔

اسی سال فروری کے پہلے عشرے میں ہندوستان کی معروف ریاست کیرلا میں

ایک ٹرین کے اندر ایک لڑکی کی عصمت دری کے بعد اس کا قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے تناظر میں لوک سبھا (ایوان بالا) میں اپوزیشن لیڈر کے عہدے پہ فائز محترمہ سشما سوراج کا احساس کچھ اس طرح کے الفاظ میں تھا: ''زانیوں کو صرف سزائے موت ہی ملنی چاہئے''۔

(روزنامہ ''قومی تنظیم''، پٹنہ، بہار، ہند۔ ۱۲؍فروری ۲۰۱۱ء)

اسلامی آئین وقوانین اور حدود وحکمت، بائبل، عقل سلیم اور دانشوروں کے عین مطابق ہیں۔ ''اَلْفَضْلُ مَاشَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ'' حق وہ ہے جو دشمنوں کے بھی سر چڑھ کر بولے۔

عنبر مصباحی

۱۰؍ربیع النور ۱۴۳۲ھ / ۱۵؍فروری ۲۰۱۱ء بروز سہ شنبہ

باب سوم

دہشت گردی کا داعی کون؟؟؟

قرآن......؟؟؟یا بائبل
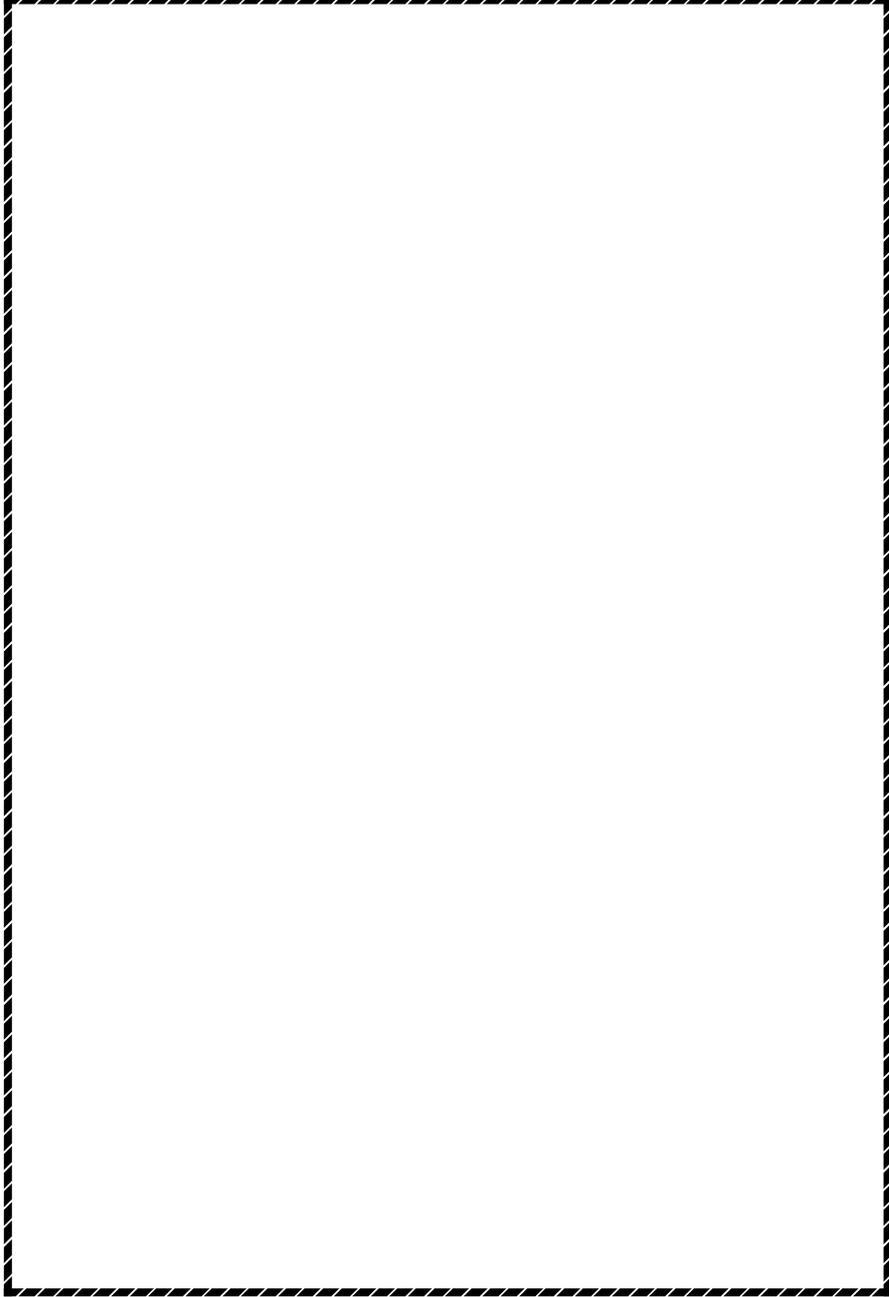
۸/ستمبر ۲۰۱۰ء کی شب دہلی سے میرے بھانجہ عزیزم نجم الثاقب کا فون آیا۔اس نے سلام ودعا کے بعد کہا: ماموں جان! آپ کو معلوم ہے جس دن ہم اور آپ عید منا رہے ہوں گے اس دن دنیائے عیسائیت کا ایک سپوت ٹیری جونز آپ اور تمام مسلمانانِ عالم کو ایک ''تحفہ'' بطوری عید پیش کرے گا۔ ۴/دن بعد یعنی ۱۱/ستمبر کو نیویارک کے عالمی تجارتی مرکز (World Trade Center) کے ٹاوروں پہ دہشت گردانہ حملے کی نویں برسی کے موقع پر قرآن حکیم کے ایک نسخے کو جلایا جائے گا''۔صبح اٹھ کر جب اخبار پہ نظر پڑھی تو اس خبر کے ساتھ پاکستان کے کچھ سیاست دانوں کا لفظی احتجاج اور وہائٹ ہاؤس کے ترجمان رابرٹ گبز اور افغانستان میں امریکی جنرل ڈیوڈ پیٹریاس کا یہ مطالبہ بھی پڑھنے کو ملا جس میں انہوں نے اس پادری کو یہ کہہ کر منصوبہ ترک کرنے کو کہا تھا کہ اس سے بیرونِ ملک امریکی مفادات کو نقصان پہونچے گا۔انہیں دنیا کے سوا سو کروڑ مسلمانوں کے جذبات کا خیال نہیں ہے اور صرف اپنے مفادات پہ نظر ہے۔

اب تک جو لوگ مسلمانوں کا قتل عام کر رہے تھے اب ان کی ہمت اتنی بڑھ گئی ہے کہ وہ اسلام کی مقدس کتاب قرآن حکیم کو جلانے کی بات کر رہے ہیں۔اپنے اس منصوبے پہ وہ کبھی بھی عمل کریں یا نہ کریں مگر یہ اعلان خود اپنے اندر ایک ناقابل برداشت جسارت لئے ہوا ہے۔امریکی ریاست فلوریڈا کے World Dove out reach center کے اس ''شریف پادری'' نے اپنے اس اعلان کے ذریعے دنیا کو یہ پیغام دینے کی کوشش کی ہے کہ ۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء کو ہوئے دہشت گردانہ حملہ کے ذمہ دار قرآن حکیم، مذہب اسلام، اس کی تعلیمات اور مسلمان ہیں۔وہ خاص نائن الیون کی برسی کے موقع پر اس طرح کے اشتعال انگیز اقدامات کے ذریعے یہودیوں اور عیسائیوں سمیت تمام مذاہب عالم کے پیروکاروں کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ نائن الیون کے حادثہ کے ذمہ دار پیغمبر اسلام ﷺ اور

ان کے متبعین ہیں۔ اس کے اس نا قابل برداشت اعلان کے بین السطور سے یہ مفہوم بھی مترشح ہوتا ہے کہ عالمی امن کی راہ میں سب سے بڑا روڑا اسلام، قرآن اور مسلمان ہیں۔ عیسائیت کے یہ لائق سپوت اس دنیا کے باشندوں کو یہ سبق دینا چاہتے ہیں کہ قرآن اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹادو جہانِ رنگ و بو حسین سے حسین تر ہوجائے گا۔ اس پادری نے دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے سامنے خود کو نمونہ (Ideal) کے طور پر پیش کرتے ہوئے انہیں اس بات پہ ابھارا ہے کہ دنیا کے ہر گوشے میں قرآن جلاؤ اور مسلمان مٹاؤ کی ایک تحریک شروع کردی جائے۔ اپنے اس اعلان کے ذریعے ٹیری جونز نے قرآن حکیم اور اسلام کو موجودہ دہشت گردی کا منبع قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ اسی لئے پہلے ہم اسلام کے حکم جہاد کی مکمل توضیح پیش کریں گے پھر امن کے ان ٹھیکیداروں کو آئینہ دکھایا جائے گا۔

اسلام کے حکم جہاد کا تقدس

اسلام کے آغاز سے ہی مشرکین تیر آزمانے کے فارمولے پہ گامزن رہے مگر پیغمبر اسلام ﷺ اور ان کے جاں نثار رفقاان کے سامنے اپنے جگر کو پیش کرتے رہے۔ کفار نے سماجی مقاطعہ کیا۔ خوردنی اشیاء کو روک کر درختوں کی چھال اور پتیوں کو بطور غذا استعمال کرنے پہ مجبور کیا۔ مسلمانوں پہ پتھریں برساتے رہے۔ ان کی راہوں میں کانٹے بچھاتے رہے مگر اسلام کے نام لیوا ہمہ دم یہی صدا لگاتے رہے: **لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ**" تمہارے لئے تمہارا دین اور ہمارے لئے ہمارا دین (ہم تمہیں اسلام کے لئے مجبور نہیں کرتے ہیں تو تم بھی ہم پر ظلم نہ ڈھاؤ) (**سورۃ الکافرون: ٦**) لیکن ستم کی زنجیروں میں کڑیاں بڑھتی ہی رہیں۔ مسلمانوں کے صبر کا پیمانہ بھی لبالب ہورہا تھا اور ظلم اپنی انتہا کو پہونچ رہا تھا مگر حکم الٰہی یہی آرہا تھا: **فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ**"۔ اے رسول ﷺ! آپ حسن وخوبی کے ساتھ ان

سے درگذر فرماتے رہیں'' (**سورۃ الحجر: ۸۵**) اور ''**وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ**'' آپ مشرکوں سے اعراض کا معاملہ جاری رکھیں''۔(**سورۃ الحجر: ۹۴**) لیکن مشرکین عرب نے بھی ستم کی شمشیروں سے مسلمانوں کو صفحۂ روزگار سے مٹانے کا نامرادعزم کر رکھا تھا۔ وہ ہر قیمت پہ مسلمانوں کو اس دنیا سے نیست ونابود کردینے پہ تلے تھے۔ مکہ کی ستم گر لہروں میں طغیانی کے تسلسل کو دیکھ کر مسلمانوں نے ساحل میں عافیت سمجھتے ہوئے مدینہ کی طرف ہجرت اختیار کی مگر واہ رے ستم گروں کا ولولہ کہ انہوں نے مدینہ کی طرف مسلمانوں کے ہجرت کر جانے کے باوجود اپنی ستم شرست تلواروں کو نیام میں ڈالنا گوارا نہیں کیا۔ وہ مدینہ میں بسے مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنانے کی تاک میں لگے رہے اور اپنی ستم رانیوں کا سلسلہ جاری رکھا تو اللہ عز وجل نے یہ حکم دیا کہ اگر مشرکین جنگ کی ابتدا کریں تو ان سے مدافعانہ جنگ کی تمہیں اجازت ہے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

فَاِنْ قَاتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْاهُمْ''۔ اگر وہ تم سے جنگ کریں تو تم ان کا جواب دو''۔(**سورۃ البقرۃ : ۲۶۱**) حکم جہاد دیتے وقت بھی اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو بے لگام نہیں چھوڑا بلکہ ایک حد مقرر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: **وَقَاتِلُوْاهُمْ حَتّٰى لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنُ الدِّيْنُ لِلّٰهِ**''۔(**سورۃ البقرۃ: ۱۹۳**)''ان سے جہاد کی اجازت اسی وقت تک ہے جب تک کہ فتنہ کا خاتمہ اور اسلام کے ماننے والوں کی فتح نہ ہو جائے''(فتح کے بعد بے قصوروں کے ساتھ قتل وقتال کا بازار گرم کرنے کی اجازت تمہیں ہرگز نہیں دی گئی ہے۔) اسلام نے امن پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے دشمنوں کو اصلاح کا مزید موقع دیا اور حکم جہاد میں مزید نرمی لاتے ہوئے بیان فرمایا کہ اگر اب بھی سرکشی کے خوگر افراد امن وسلامتی کو اپنا کر صلح کے خواہاں ہو جائیں۔ تمہارے سامنے صلح کا عریضہ پیش کریں تو تم اپنے ہاتھوں کو روک لو اور ان سے صلح اختیار کرو۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: **فَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ**

فَاجۡنَحۡ لَهَا" ۔اگر وہ صلح کی طرف آمادگی ظاہر کریں تو تم بھی ان کے ساتھ صلح وشانتی کا رویہ اختیار کرو"۔(سورۃ الانفال: ٦١)

رأفت وتیسیر کی اتنی فروانی کے باوجود اگر کوئی شخص عفو ودرگذر کے بحر میں غسل طہارت کرنے سے انکار کرے اور اسلام کی چٹان سے ٹکرا کر خودکشی کرنے پہ بہ ضد ہو تو پھر معاشرہ کے ایسے ناسوروں کے لئے حکم عام یہی ہے: فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَيۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ" ۔ایسے فتنہ سرشت افراد کو جہاں پاؤ ان کی سرکوبی کرو"۔(سورۃ التوبۃ: ٥) لیکن اگر فتنہ برپا کرنے والے حکمرانِ مملکت یا سردارانِ قبائل ہوں اور ان کی قوم ومملکت کے افراد بھی ان کی اتباع میں مسلمانوں کے استیصال میں کوشاں ہوں تو پھر اپنے دفاع میں اس ملک اور قبیلہ کی بستی پہ حملہ کرنے کی اجازت ہے، لیکن وہاں بھی یہ عام حکم نہیں ہے کہ اس ملک اور قبیلے کے ہر فرد کو قتل کرنے کی اجازت عامہ دی گئی ہے بلکہ اس میں ان ہی لوگوں کو قتل کرنے کی اجازت دی گئی ہے جو ضرر رساں ہوں۔ جو لوگ لشکر اسلام اور مسلمانوں کے لئے بے ضرر ہوں، انہیں قتل کرنے کو اسلام نے ایک عظیم جرم گردانا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے خیبر کی طرف ایک سریہ روانہ فرمایا تو انہیں یہ حکم دیا کہ وہ عورتوں اور بچوں کو ہرگز قتل نہ کریں: عَنۡ اُبَيِّ بۡنِ كَعۡبٍ، عَنۡ عَمِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِيۡنَ بَعَثَهٗ اِلٰى اِبۡنِ اَبِى الۡحَقِيۡقِ بِخَيۡبَرَ نَهٰى عَنۡ قَتۡلِ النِّسَاءِ وَالصِّبۡيَانِ " ۔"ابی بن کعب اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے انہیں ابن ابی حقیق کی طرف خیبر روانہ کیا تو ارشاد فرمایا: عورتوں اور بچوں کو ہرگز قتل نہ کیا جائے"۔(مجمع الزوائد: ٥/ ٣١٥)

اس حدیث میں تو صرف عورتوں اور بچوں کا ذکر ہے مگر دوسری حدیث میں مزدوروں اور غلاموں کے قتل کی بھی ممانعت وارد ہے۔ امام احمد ایوب سے روایت کرتے ہیں: سَمِعۡتُ رَجُلًا يُحَدِّثُ عَنۡ اَبِيۡهِ قَالَ بَعَثَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً كُنۡتُ

فِیْہِ فَنَھَانَا اَنْ نَقْتُلَ الْعُسَفَاءَ وَالْوُصَفَاءَ "۔"ایک آدمی نے مجھ سے اپنے باپ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سریہ بھیجا جس میں وہ بھی شامل تھے، آپ ﷺ نے اس سریہ کو مزدوروں اور غلاموں کو قتل کرنے سے منع فرمادیا"۔(مجمع الزوائد: ۵/۳۱۵)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی حدیث میں مزید مستثنیات کا ذکر ہے۔اس میں راہبوں اور بوڑھوں کو بھی شامل کیا گیا ہے:کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا بَعَثَ جُیُوْشَہُ قَالَ: اُخْرُجُوْا بِاسْمِ اللّٰہِ تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ، لَاتَغْدِرُوْا، وَلَاتَغُلُّوْا، وَلَا تُمَثِّلُوْا، وَلَاتَقْتُلُوْ الْوِلْدَانَ، وَلَااَصْحَابَ الصَّوَامِعِ، وَفِیْ رِوَایَۃٍ: وَلَااِمْرَأَۃً وَّلَاشَیْخًا" رواہ احمد وابویعلیٰ والبزاز والطبرانی۔"جب نبی کریم ﷺ اپنا فوجی دستہ جہاد کے لئے روانہ کرتے تو ارشاد فرماتے: اللہ کے نام کے ساتھ روانہ ہو جاؤ، ان ہی لوگوں سے جہاد کرو جو خدا کے باغی ہیں۔کسی کے ساتھ فریب اور دھوکہ نہ کرو،لوگوں کی شکل نہ بگاڑو، بچوں، راہبوں،عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو"۔(مجمع الزوائد: ۵/۳۱۵)

بے قصور شخص کی معمولی تکلیف بھی پیغمبر اسلام ﷺ کو بے چین کر دیتی تھی چنانچہ امام مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت کیا ہے: اِنَّ اِمْرَأَۃً وُّجِدَتْ فِیْ بَعْضِ مَغَازِیِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَقْتُوْلَۃً فَاَنْکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصِّبْیَانِ "۔"پیغمبر اسلام ﷺ کے کسی غزوہ میں ایک عورت میدان جنگ میں مقتول پائی گئی تو نبی کریم ﷺ نے اسے سخت ناپسند کیا اور عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمادیا"۔(صحیح مسلم ۲/کتاب الجھاد) اسی معنیٰ کی ایک دیگر حدیث بھی امام مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔

اسلام نے یہاں تک حکم دیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے دشمنوں کے بھی قتل سے احتراز کیا جائے۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِي بَعْضِ اَمْرِهٖ قَالَ: بَشِّرُوْا وَلَاتُنَفِّرُوْا، وَيَسِّرُوْا وَلَاتُعَسِّرُوْا" ۔جب پیغمبر اسلام ﷺ کسی کو جنگ کے لئے ارسال کرتے تو اسے یہ نصیحت کرتے: جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو آسانیاں پہنچاؤ، نفرت نہ دلاؤ، ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، سختی نہ کرو'۔(**صحیح مسلم ۲/کتاب الجہاد**)

حضرت ابوموسیٰ ہی سے مروی ایک دیگر حدیث میں وہ اپنے اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یمن کی جانب بھیجے جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: فَقَالَ : يَسِّرَا، وَلَاتُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا، وَلَاتُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا، وَلَاتَخَالَفَا"۔"نبی کریم ﷺ نے ان سے اور حضرت معاذ سے فرمایا: جہاں تک ہو سکے لوگوں کے ساتھ نرمی کرو، حتی المقدور ان کے ساتھ سختی کا رویہ برتنے سے احتراز کرو، انہیں خوشی پہونچاؤ، نفرت نہ دلاؤ، آپس میں اتحاد رکھو اور اختلاف سے دور بھاگو'۔(**صحیح بخاری: ۲/۲۲۲، صحیح مسلم: ۲/کتاب الجہاد**)

اسلام نے یہ حکم ہرگز نہیں دیا کہ اندھا دھند تلواریں چلاؤ اور آنکھیں موندھ کر دشمنوں پر تیروں کی بارش کر دو۔جس ملک یا بستی پہ حملہ کرو اس کے ہر ہر فرد کو صفحۂ روزگار سے مٹا دو۔دشمن ملک اور دشمن قبیلہ کے تمام اشخاص کے سر کو تن سے جدا کر دو، بلکہ اسلام نے مستثنیات کی ایک لمبی فہرست پیش کی ہے۔اپنے ماننے والوں کو یہ حکم دیا کہ وہ کسی بھی صورت میں ان مستثنیٰ افراد کو قتل نہ کریں۔جب تک وہ بے ضرر سے موذی نہ بن جائیں ان کے ساتھ مشفقانہ رویہ جاری رکھو۔پیغمبر اسلام ﷺ کے خلیفۂ اول امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یزید بن ابوسفیان کی قیادت میں ایک دستہ شام کی طرف جہاد کے

لئے روانہ فرمایا تو انہیں مخاطب کرتے ہوئے یہ نصیحت فرمائی:

اِنِّیْ مُوْصِیْكَ بِعَشَرِ خِلَالٍ: لَاتَقْتُلُوْا اِمْرَأَةً، وَلَاصَبِيًّا، وَلَاكَبِيْرًا هَرَمًا، وَلَاتَقْطَعُوْا شَجَرًا مُثْمِرًا، وَلَاتَخْرِبَنَّ عَامِرًا، وَلَاتَعْقِرَ شَاةً وَلَابَعِيْرًا اِلَّالِمَأْكَلَةٍ، وَلَاتَفْرُقَنَّ نَخْلًا، وَلَاتُحَرِّقَنَّهُ، وَلَاتَغْلُلْ، وَلَاتَجْبُنْ". رواه البيهقي وغيره عن ابن عمران الجوزاني ۔"میں تمہیں دس چیزوں کی نصیحت کرتا ہوں: (۱)عورت (۲) بچے اور (۳) بوڑھے کو قتل نہ کرنا (۴) کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا (۵) کسی بستی کو آگ نہ لگانا (۶) بکریوں اور اونٹوں کو صرف کھانے کے لئے کاٹنا (۷) کھیتوں اور نخلستانوں کو برباد نہ کرنا (۸) اور نہ انہیں آگ لگانا (۹) کسی کو دھوکہ نہ دینا (۱۰) بزدلی نہ دکھانا"۔(حافظ جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء : ۷۶، مصنف عبد الرزاق، رقم الحدیث: ۹۳۷۵)

یہ دنیا انیسویں صدی تک اس جاہلانہ اور سنگدلانہ روایت پہ قائم رہی ہے کہ جب بھی کسی قوم کو کسی ملک پہ فتح نصیب ہوتی ہے تو فاتح دستہ کا امیر مفتوح قوم کے سردار اور حاکم کا سر کاٹ کر اپنے حکمرانوں کو ہدیہ اور تحفہ کے طور پر بھیجتا۔ کوئی بھی شریف النفس انسان اپنے دشمنوں کی لاش کے ساتھ بھی یہ پُر مذلت حرکت پسند نہیں کرے گا۔ اسلام نے بھی اس جیسی بہیمانہ حرکتوں کو سخت ناپسند کیا ہے اور اس کو سختی سے منع کیا ہے۔ امام بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تخریج کی ہے کہ حضرت عمرو بن عاص اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں شام کے بطریق کے کٹے ہوئے سر کے ساتھ مدینہ منورہ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بارگاہ میں بھیجا۔ جب وہ بطریق کا سر لئے دربار خلافت میں حاضر ہوئے تو ابوبکر صدیق نے سخت ناگواری کا اظہار فرمایا۔ عقبہ بن عامر نے عرض کیا:

يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! فَاِنَّهُمْ يَصْنَعُوْنَ ذٰلِكَ بِنَا، قَالَ: اَفَيَسْتَنَانِ بِفَارَس

وَالرُّوْمِ، لَایُحْمَلُ اِلَیَّ رَاْسٌ، اِنَّمَا یَکْتَفِیْ الْکِتَابُ وَالْخَبَرُ"۔ "یاخلیفۃ رسول اللہ ﷺ! وہ بھی تو ہمارے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ (پھر ہم کیوں نہ ان سے اسی طرح کا سلوک برتیں؟) ابوبکر صدیق نے ارشاد فرمایا: کیا میرے وہ کمانڈر (عمرو بن عاص اور شرحبیل بن حسنہ) روم وفارس کی اقتدا کو پسند کرتے ہیں؟؟ آج کے بعد پھر کبھی میرے پاس سر کاٹ کر نہ بھیجا جائے۔ خط وکتابت اور خبر رسانی ہی کافی ہیں"۔ (**حافظ جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء : ۷۸**)

اور آخر میں دنیا کی قدیم ترین عیسائی درسگاہ اور موجودہ دنیا کی معتبر ترین یونیورسٹی آکسفورڈ کا بھی نظریہ بھی سن لیں کہ وہ اسلام کے حکم جہاد سے کیا سمجھتے ہیں دہشت گردی یا امن پسندی؟ Oxford Learner's Dictionary میں جہاد کے دو معانی بتائے گئے ہیں: (۱) نفس کو مذہبی اور اخلاقی اقدار کی پابندی پر مجبور کرنا۔ اور دوسرا معنی یہ بتایا گیا ہے:

"A holy war fought by Muslims to defend Islam"

ایک مقدس جنگ جو مسلمان اسلام کے دفاع میں لڑتے ہیں"۔

بائبل کی امن پسندی کا فسانہ

ایک طرف قرآن حکیم اور اسلام کے حکم جہاد کے تقدس کو ذہن کے نہاں خانے میں محفوظ رکھئے اور پھر بائبل کی امن پسندی کا فسانہ دیکھئے۔ قرآن حکیم نے صرف اور صرف سرکشوں کے خلاف تلوار اٹھانے کا حکم دیا۔ پہلے ایک بار نہیں بلکہ بار بار ان پیکر ظلم و جفا کفار عرب کو عفو و درگذر کا لباس فاخرہ پہناتا رہا مگر عددی قوت کے غرور میں چور مشرکین عرب و دیگر قبائل عرب کو وہ لباس عزت راس نہیں آرہا تھا۔ وہ مسلسل جگر آزمائی کو ایک کمزوری سمجھتے ہوئے تیر آزماتے رہے۔ ان حالات میں اسلام نے ان کے خلاف جہاد کا حکم دیا۔ ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ جنگ صرف محاربین سے کی جائے۔ جو لوگ مسلمانوں کے خون کے پیاسے

نہیں ہیں، ان کے ساتھ امن کا سلوک کیا جائے۔ امن پسند شہریوں، مزدوروں، غلاموں، عورتوں، ضعیفوں، بچوں، کھیت کھلیانوں، نخلستانوں اور باغوں سے کسی بھی طرح کی چھیڑ چھاڑ نہ کی جائے۔ اگر دورانِ جنگ بھی دشمن صلح کی پیش کش کریں تو (حکمت، مصلحت اور ان کے ریکارڈ کو مدنظر رکھتے ہوئے) ان کی سابقہ غلطیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے فراخدلی کا مظاہرہ کیا جائے اور انہیں بخش دیا جائے۔ ہر صورت میں ان کی عزت و آبرو کا خیال رکھا جائے۔ مگر امن عالم کے ٹھیکیدار عیسائیوں کی کتابِ مقدس ''بائبل'' ان تمام اصول انسانیت سے عاری اور برہنہ نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی حقوق کی پامالی اور کشت وخون کے ننگے ناچ پہ بائبل نے ناگواری کا ایک جملہ بھی نہیں ادا کیا بلکہ انسانی ہمدردی کے برعکس بائبل اپنے صفحات پہ انسانیت اور انسانوں کی تڑپتی ہوئی لاشوں پہ رقص کناں نظر آتا ہے۔

پہلی شہادت

بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جتنی بھی جنگیں کی ہیں، ان کے پاس ان کے جواز کی کوئی علت موجود نہیں ہے۔ البتہ ان میں سے معدودے جنگ کے جواز کے لئے وہ یہ لنگڑی لولی دلیل دے سکتے ہیں کہ مخالف قوم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واضح الفاظ میں یہ پیغام صلح دیا تھا کہ وہ صرف بنی اسرائیل کو گذرگاہ دیدیں، ہمارے افراد ان سے کسی طرح کا تعرض نہیں کریں گے اور امن وشانتی کے ساتھ گذر جائیں گے، مگر اس کے باوجود انہوں نے بنی اسرائیل کو اپنے ملک سے گذرنے کی اجازت نہیں دی تھی اس لئے انہوں نے ان سے جنگ کی۔ تاہم یہ کانی دلیل بھی قابل قبول نہیں ہے اس کی تین وجہیں ہیں:

(۱) بنی اسرائیل کتنی سرکش، باغی اور فتنہ پرور قوم ہے۔ یہ خود ان کے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کی زبانی سنئے:

I know how stubborn and rebellious you and the rest of

the Israelites are, you have rebelled against the Lord while I have been alive, and it will only get worse after I am gone. (Deuteronomy 31/27, Published by American Bible Society, New York, America)

''میں تمہاری اور بنی اسرائیل کے دیگر لوگوں کی بغاوت وسرکشی سے اچھی طرح واقف ہوں۔ میری زیست میں ہی تم لوگوں نے خدا کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تو میرے بعد تمہاری بد کاریاں اور شرارت انگیزی کس حد تک ہوں گی یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے''۔

ایک دوسرے مقام پہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی تعریف اس انداز میں فرماتے ہیں:

He prayed, "Lord, If you really are pleased with me, I pray that you will go with us, It is true that these people are sinful & rebellious, but forgive our sin & let us be your people. (Exodus 34/9, Published by American Bible Society, New York, America)

تب موسیٰ نے جلدی سے سر جھکا کر سجدہ کیا۔ اور کہا اے خداوند اگر مجھ پر تیرے کرم کی نظر ہے تو اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ ہمارے بیچ میں ہوکر چل گو یہ قوم گردن کش ہے اور تو ہمارے گناہ اور خطا کو معاف کر۔ (خروج: ۳۴/۹، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور)

یہ تو ان کے پیغمبر کی گواہی تھی کہ بنی اسرائیل سرکشی، فتنہ انگیزی اور بغاوت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اب لگے ہاتھوں ان کے خدا کی بھی شہادت ملاحظہ فرمالیں:

I know how stubborn these people are, now don't try to stop me, I am angry with them, & I am going to destory them. (Exodus 32/9-10, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ میں اس قوم کو دیکھتا ہوں کہ یہ گردن کش قوم ہے۔ اسی لئے تو

مجھے اب چھوڑ دے کہ میرا غضب ان پر بھڑکے اور میں ان کو بھسم کر دوں۔ (خروج: ۳۲/ س ۹-۱۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

جن کی سرکشی اور شرارتوں سے خود ان کے نبی اور خدا بھی نالاں ہوں انہیں کوئی بھی حاکم اپنی سرحدوں میں داخل ہونے یا اپنے ملک سے گذرنے ہی کیوں دے گا۔ کیوں وہ اپنے سر ایک ''عظیم مصیبت'' مول لے گا۔ دیکھئے ان کے خدا بھی جو بائبل میں متعدد جگہ یہ کہتے ہوئے نظر آئے کہ ساری دنیا میں تم ہی میری محبوب قوم ہو، اپنی محبت پہ پچھتاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہ خود موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے اپنی اس محبت سے جو انہوں نے بنی اسرائیل سے کی تھی رہائی کی بھیک مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں:

The Lord said to Moses & Aron: how much longer are these wicked people going to complain against me? I have heard enough of these complaints. (Numbers 14/26, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور خداوند نے موسیٰ اور ہارون سے کہا: میں کب تک اس خبیث گروہ کی جو میری شکایت کرتی رہتی ہے برداشت کروں؟ بنی اسرائیل جو میرے برخلاف شکایتیں کرتے رہتے ہیں میں نے وہ سب شکایتیں سنی ہیں۔ (گنتی ۲۶/۱۴-۲۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور)

آہ! کتنا بے بس اور مظلوم خدا ہے جو اپنی تخلیق سے پناہ مانگ رہا ہے۔ (العیاذ باللہ) اپنی ہی ایجاد ستم بن گئی۔

بنی اسرائیل کی سرکشی کی حد یہی نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے خدا اور رسولوں کو بھی اپنی شرارت سے پریشان کر رکھا تھا بلکہ مسیح علیہ السلام کے بقول: انہوں نے بے شمار انبیائے کرام کو قتل کر دیا۔ (انجیل لوقا ۴۵/۱۴-۵۱، مطبوعہ بنگلور، ہند) اور خدا کے اس پیغمبر کو جنہوں نے انہیں فرعون اور مصریوں کے غلامی سے نجات دلائی تھی، انہیں بھی سنگسار کر دینا چاہا تھا۔

(خروج: ۱۷/۴، مطبوعہ بنگلور، ہند) اب آپ ہی بتائیں ایسی قوم کو گذرگاہ نہ دینا دانشمندی اور انسانیت کے عین مطابق ہے یا نہیں؟؟

(۲) ہر ملک اپنا فیصلہ خود کرنے کو آزاد ہے۔ ہوسکتا ہے اس کے نزدیک کوئی ایسی حکمت یا مصلحت رہی ہو جس کی بنیاد پہ اس نے بنی اسرائیل کو راستہ دینے سے انکار کردیا ہو۔ مزید یہ کہ بنی اسرائیل جیسی فتین قوم کو کوئی بھی ہوشمند شخص اپنے پڑوس سے ہو کر بھی گذرنے نہیں دینا چاہے گا۔

(۳) بنی اسرائیل کے نبی موسیٰ کا یہ وعدہ کہ وہ امن وسکون کے ساتھ گذر جائیں گے، قابل اعتبار نہیں کیوں کہ انہوں نے کچھ ہی مدت قبل مصر سے بھاگتے وقت اپنی قوم کو یہی کہا تھا کہ وہ قبطیوں سے ان کے سونے چاندی کے زیورات اور کپڑے عاریۃً مانگ لیں اور پھر ان کے تمام زیورات وملبوسات اپنے ساتھ لے کر مصر سے نکل جائیں۔ (خروج: ۱۲/۳۵-۳۶، مطبوعہ بنگلور، ہند)۔ جب وہ دھوکہ دے کر قبطیوں کے زیورات اور کپڑے لے کر بھاگنے کی ترغیب خود اپنی قوم کو خفیۃً دے چکے ہیں تو پھر ان کی بات کا کیا اعتبار۔

ان امور کو مدنظر رکھ کر مندرجہ ذیل اقتباس کو پڑھئے:

بنی اسرائیل کے خدا نے ان کے پیغمبر موسیٰ اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ مدیانیوں پہ حملہ کریں کیوں کہ جب انہوں نے موآبیوں سے گذرگاہ مانگی تو موآبیوں نے راستہ دینے سے انکار کردیا تھا اور بنی اسرائیل کی طرف سے ممکنہ کسی بھی خطرے کے سد باب کے لئے مدیانیوں کے دعوت دی اور وہ حاضر ہوگئے تھے۔ بہر حال اسرائیلیوں نے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست فاش دیدی اور ان کے تمام مردوں کو قتل کردیا۔ ایک بھی زندہ نہیں رہا۔ اور پھر اس کے آگے کیا ہوا یہ بائبل کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

The Israelites captured every woman & child, then led away the Midianites' cattle & sheep, & took everything

else that belonged to them, they also burned down the Midianite towns & villages, Israel's soldiers gathered togather everything they had taken from Midianites, including the captives & animals. (Numbers 31/1-12, Published by American Bible Society)

اور بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتوں اور ان کے بچوں کو اسیر کیا۔ اور ان کے چوپائے اور بھیڑ بکریاں اور مال واسباب سب کچھ لوٹ لیا۔ اور ان کی سکونت گاہوں کے سب شہروں کو جن میں وہ رہتے تھے اور ان کی سب چھاؤنیوں کو آگ سے پھونک دیا۔ اور انہوں نے سارا مال غنیمت اور سب اسیر کیا انسان اور کیا حیوان ساتھ لئے۔ (گنتی: ۳۱/۱۔۱۲)

لیکن جنگ یہیں ختم نہیں ہوئی کہ انہوں نے مدیانیوں کے تمام مردوں کو قتل کر دیا۔ ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا۔ ان کے شہروں اور بستیوں کو آگ لگا دی بلکہ ان سب کے بعد بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔ ذرا غور سے پڑھیں اور امن عالم کے ٹھیکیداروں کے آباؤ اجداد، ان کے پیغمبر بلکہ خود ان کے خدا کی ''امن افشانی'' کا انوکھا منظر دیکھئے کہ ان کے پیغمبر موسیٰ نہایت غضب میں آتے ہیں اور بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے ''ارشاد'' فرماتے ہیں:

you must to death every boy & all the woman who have ever had sex, but don't kill the young woman who have never had sex. (Numbers 31/13-18, Published by American Bible Society, New York, America)

ان بچوں میں جتنے لڑکے ہیں سب کو مار ڈالو اور جتنی عورتیں مرد کا منہ دیکھ چکی ہیں ان کو قتل کر ڈالو۔ لیکن ان لڑکیوں کو جو مرد سے واقف نہیں اور اچھوتی ہیں اپنے لئے زندہ رکھو۔ (گنتی: ۳۱/۱۳۔۱۸، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

ذرا شریفوں کی شرافت تو دیکھئے کہ انہوں نے مدیان کے تمام مردوں کو قتل کر دیا۔ ان

کی عورتوں اور بے سہارا بچوں کو غلام اور لونڈی بنالیا۔ کل مال و دولت کو لوٹ لیا مگر ستم پسندوں نے یہ بھی گوارا نہیں کیا کہ ان بے قصور مظلوموں پہ ظلم کا سلسلہ روک دیا جائے۔ اگر بالفرض مجرم تھے بھی تو صرف کچھ افراد، نہ کہ پوری قوم مگر قتل سارے افراد کو کر دیا گیا۔ بلکہ انہوں نے عالمی امن کی قرارداد پہ دستخط تلوار کی نوک سے کرتے ہوئے بچوں اور عورتوں کو بھی صفحۂ عالم سے نیست و نابود کر دیا۔ اگر انہوں نے دوشیزاؤں کو زندہ چھوڑ دیا تو اس کا کریڈٹ بھی عیسائیوں کے آباؤ واجداد کی امن پسندی کو نہیں بلکہ ان کی ''انوکھی شہوت پرستی'' کو جاتا ہے۔ اس طرح کے جنگی اصول شاید بائبل کے علاوہ کہیں اور نظر نہیں آئیں گے یہی وجہ ہے کہ بائبل ''اس دنیا'' اور خصوصاً عیسائیوں کے غلبے والے اس زمانے کی سب سے مقدس کتاب ہے۔ اور ''عالمی امن'' کا سب سے بڑا علم بھی اسی کے ہاتھ میں لہراتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور چوں کہ اس طرح کے اصول سے قرآن حکیم خالی ہے۔ اس نے صرف جنگجوؤں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے اسی لئے وہ یہود و نصاریٰ اور ان کے ہمنواؤں کی نظر میں دہشت گردی کا داعی بن گیا اور امن عالم کو اس بات سے مشروط کر دیا گیا کہ اسے صفحۂ روزگار سے جلد از جلد مٹا دیا جائے۔

دوسری شہادت

یشوع کی وفات کے بعد یوں ہوا کہ بنی اسرائیل نے خداوند سے پوچھا کہ ہماری طرف سے کنعانیوں سے جنگ کرنے کو پہلے کون چڑھائی کرے؟ خداوند نے کہا کہ یہوداہ چڑھائی کرے۔ اور دیکھو یہ ملک میں نے اس کے ہاتھ میں کر دیا ہے؟ (قضاۃ: ۱/۱۔۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ یہوداہ اور اس کا لشکر منجانب خدا بنی اسرائیل کی طرف سے حملہ کرنے کے لئے نامزد کئے گئے، اور ان کی نامزدگی بھی خدا کے ''خصوصی حکم'' سے ہوئی تو آیئے ذرا دیکھیں کہ انہوں نے کس طرح خدا کے ''خصوصی حکم'' سے دنیا میں ''امن''

پھیلایا۔ پڑھئے اور سر دھنئے:

The men of Judah attacked Jerusalem & captured it, they killed it's people & set fire to the city. (Judges 1/8, published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور بنی یہوداہ نے یروشلم سے لڑکر اسے لے لیا اور اسے تہ تیغ کر کے شہر کو آگ سے پھونک دیا۔ (قضاۃ: ۱/۸، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

جب خدا کی طرف سے اجازت مل ہی گئی ہے تو پھر کون انہیں اقوام عالم کو مٹانے سے روک سکتا ہے۔ یروشلم کے بعد انہوں نے حبرون اور دبیر پہ دھاوا بول دیا اور ان بے چاروں کو ایں جہانی سے آنجہانی بنا دیا۔

اتنا ہنگامہ اور قتل وقتال کا بازار گرم کر کے بھی ان کے بازو شل نہیں ہوئے تو انہوں نے اپنی ''امن افشانی'' کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے ''مقدس تلواروں'' کا رخ ان کنعانیوں کی طرف موڑ دیا جو صفت شہر میں رہتے تھے۔ ملاحظہ ہو ان کی کتاب مقدس کتنے مبارک الفاظ میں اس ''دہشت گردی'' کو ''خراج عقیدت'' پیش کرتی ہے:

Judah's army helped the Simon's army attack the canaanites who lived at Zephath, they compeletely destoryed the town & renamed it Hormah. (Judges 1/17, Published by American Bible Society, New York, America)

اور یہوداہ اپنے بھائی شمعون کو ساتھ لے گیا اور انہوں نے ان کنعانیوں کو جو صفت میں رہتے تھے مارا اور شہر کو نیست ونابود کر دیا۔ سو اس شہر کا نام حُرمہ کہلایا۔ (قضاۃ: ۱/۱۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

خدا کے ''خصوصی حکم'' سے رواں ہوئی اسرائیلیوں کی دہشت گردی کا باب یہیں بند

نہیں ہو رہا ہے بلکہ بیت ایل پر بھی چڑھائی کر دی اور:

killed everyone in the city. (Jugdes 1/22-26, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

انہوں نے شہر کو تہ تیغ کیا۔ (قضاۃ: ۱/ ۲۲۔۲۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور)

تمام باشندوں کو قتل کرنا اور شہروں کو آگ لگا دینا امن عالم کے ٹھیکیدار U.N.O (اقوام متحدہ) کے خصوصی اور اہم رکن ممالک کے حکمرانوں اور ان کے آباؤ واجداد کا ہی شوق اور شیوہ ہو سکتا ہے۔ کم فہم قوم مسلم تو اس طرح کے شاندار تاریخی کارنامے انجام دینے سے عاجز و قاصر ہے۔ دہشت گردی کی خوگر قوم مسلم تو اس طرح کی ''اعلیٰ تہذیب وثقافت'' کی بو سے نا آشنا ہے۔ ''عالمی امن'' کا یہ بے نظیر فارمولہ عیسائی سائنس دانوں کے آباؤ واجداد کے اعلی اور سائنسی دماغ کی ہی ایجاد ہو سکتی ہے۔ اور چوں کہ مسلمانوں کی مذہبی کتاب قرآن حکیم اس طرح کی ''پُر امن سائنسی تعلیمات'' نہیں دیتی ہے پھر کیوں نہ اسے جلا کر اور دنیا سے مٹا کر سارے جہاں کو امن وآشتی کا پیغام دیا جائے۔

شرم وحیا کو بحر اٹلانٹک میں بہا دینے والو! اسلام کے تقدس پہ کیچڑ اچھالنے سے پہلے ذرا اپنے گھر کا جائزہ لے لیجئے پھر آپ دوسروں پہ اپنی امن پسندی کا سبق تھوپئے گا تو لطف ہی کچھ اور آئے گا۔

تیسری شہادت

بنی اسرائیل کو ''ان کے خدا'' نے پوری دنیا سے چن کر محبوب کر لیا ہے۔ اسی لئے ان کی محبت ان کے خدا کے دل میں کافی زیادہ اور اندر تک پیوست ہے۔ اس نے انہیں مصر میں فرعون کے ظلم وستم اور قبطیوں کی غلامی کی چکی میں پستے ہوئے دیکھا تو اس کا دل تڑپ اٹھا۔ اس نے انہیں مصریوں کی غلامی اور ان کے جور و جفا سے نجات دیتے ہوئے وہاں سے

فلسطین کی طرف کوچ کر جانے کا حکم دیا مگر پریشانی کی بات یہ تھی کہ وہاں بھی چند قومیں پہلے سے آباد تھیں۔ وہ صدیوں سے وہاں سکونت پذیر تھیں۔ کیا وہ اتنی آسانی سے اپنے ملک میں اسرائیلیوں کو رہنے کی اجازت دیں گے؟ کوئی بھی حکمراں اپنے ملک اور اپنی سرزمین میں دوسری قوم کو بسنے کی ہرگز اجازت نہیں دے گا۔ اگر دو چار سو یا دو چار ہزار افراد ہوں تو از راہِ ہمدردی انہیں پناہ دی بھی جا سکتی ہے مگر جب پناہ گزینوں کی تعداد دس بارہ لاکھ سے متجاوز ہو (گنتی: ۱/۲۰-۴۶، مطبوعہ بنگلور، ہند) تو پھر ہمدردی دکھانا تھوڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ مزید یہ کہ اگر پناہ کے طالب شرفاء ہوں تو آدمی جذبۂ انسانیت و ہمدردی میں سرشار ہو کر پناہ دینے کا فیصلہ کر بھی سکتا ہے مگر جو قوم سرکشی، فتنہ انگیزی اور تخریب کاری میں اپنا جواب نہیں رکھتی ہو اسے پناہ دے کر کوئی بھی ملک یا قبیلہ اپنی تباہی و بربادی کو دعوت دینا پسند نہیں کرے گا۔ آپ عیسائیوں کے آباؤ واجداد کی شرافت کے چند اقتباسات پڑھ ہی چکے ہیں۔ جس قوم کے پیغمبر اور خدا کو بھی انسانی لہو کا فوارہ محبوب ہو، اسے کوئی بھی ذی ہوش اپنے یہاں قیام اور بود و باش کی اجازت نہیں دے سکتا ہے۔ اب ایسی صورت میں فلسطین میں ان اسرائیلیو ں کے قیام اور ان کی سکونت کی ایک ہی راہ باقی رہ جاتی ہے اور وہ ہے تلوار۔ اگر بات تلوار اور غاصبانہ قبضے تک ہی ہوتی تو بھی ہم اپنے قلم کی روشنائی سے ان صفحات کو سیاہ نہ کرتے مگر بنی اسرائیل کو ان کے خدا نے جو حکم دیا وہی ایک حکم اس امر کی شہادت کے لئے کافی ہے کہ بائبل اور اس کے متبعین دہشت گردی کے سب سے بڑے داعی و خوگر اور امن عالم کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ ملاحظہ ہو، بائبل کے ان صفحات سے قلم کی سیاہی کی بجائے مظلوموں کے لہو کی سرخی جھانک کر انصاف کا مطالبہ کرتی ہوئے نظر آتی ہے:

The Lord your God will bring you into the land which you are going to accupy, and he will drive many nations out of it, As you advance he will drive out seven nations

larger & more powerful than you: the Hittites, the Girgashites, the Amorites, the Canaanites, the Perizites, the Hivites, and the Jebusites, when the Lord your God place these people in your power & you defeat them you must put them all to death, don't make any alliance with them or show them any mercy. (Deuteronomy 7/1-3, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

جب خداوند تیرا خدا تجھ کو اس ملک میں جس پر قبضہ کرنے لئے تو جارہا ہے پہنچا دے اور تیرے آگے سے ان بہت سی قوموں کو یعنی حِتّیوں اور جرجاسیوں اور اموریوں اور کنعانیوں اور فرزّیوں اور حِوّیوں اور یبوسیوں کو جو ساتوں قومیں تجھ سے بڑی زور آور ہیں نکال دے۔ اور جب خداوند تیرا خدا ان کو تیرے آگے شکست دلائے اور تو ان کو مار لے تو تو ان کو بالکل نابود کر ڈالنا۔ تو ان سے کوئی عہد نہ باندھنا اور نہ ان پر رحم کرنا۔ (استثناء ۷/۱-۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اسلام تو حکم دیتا ہے کہ: فَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا" اگر وہ صلح کی طرف آمادگی ظاہر کریں تو تم بھی ان کے ساتھ صلح و شانتی کا رویہ اختیار کرو"۔ (**سورۃ الانفال: ٦١**) مگر بائبل کا حکم یہ ہے: تو ان کو بالکل نابود کر ڈالنا۔ تو ان سے کوئی عہد نہ باندھنا اور نہ ان پر رحم کرنا۔

ایک طرف اسلام کے حکم جہاد کے تقدس کو رکھئے اور دوسری طرف بائبل پرستوں کے خدا کے اس حکم کو۔ پھر آپ ہی بتائیں کہ آگ کی عدالت میں مجرم بنا کر پیش کئے جانے کے لائق کون ہے؟؟ قرآن؟؟؟ یا بائبل؟

لیکن ابھی بھی ان کے خدا کا حکم پورے طور پر پیش نہیں ہوا ہے بلکہ اس میں کچھ باقی رہ گیا ہے۔ اسے بھی سنئے اور پھر عیسائیوں کو ان کی "امن افشانی" پہ جی کھول کر داد دیجئے:

So then tear down thier altars, break thier sacred stone pillars in pieces, cut down the symbols of thier Goddes Asherah, and burn thier Idols. (Deuteronomy 7/5, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

بلکہ تم ان سے یہ سلوک کرنا کہ ان کے مذبحوں کو ڈھا دینا۔ ان کے ستونوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا اور ان کی یسیرتوں کو کاٹ ڈالنا اور ان کی تراشی ہوئی مورتیں آگ میں جلا دینا۔
(استثناء: ۷/۵، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

یہ ایک حکم نہیں بلکہ نسل انسانی کو مٹانے کا ایٹم بم ہے۔ کیا کہیں قرآن یا اسلام کی دیگر مقدس کتابوں میں یہ حکم ہے کہ: تم دشمنوں کو بالکل نابود کر ڈالنا۔ تم ان سے کوئی عہد نہ باندھنا اور نہ ان پر رحم کرنا۔ ان کے مذبحوں کو ڈھا دینا۔ ان کے ستونوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا اور ان کی یسیرتوں کو کاٹ ڈالنا اور ان کی تراشی ہوئی مورتیں آگ میں جلا دینا۔......؟؟

غیر قوموں کے افراد اور ان کی عبادت گاہوں سے اس طرح کے سلوک روا رکھنے کی اجازت اس جیسے باطل مذاہب ہی دے سکتے ہیں۔ اسلام بھی اگر غیر مسلموں کے قتل عام اور ان کی عبادت گاہوں میں تخریبی کاروائی کا داعی ہوتا تو آج ہندوستان میں اسی کروڑ ہندو اور لاکھوں مندر نظر نہیں آتے۔ اسپین اور پرتگال جو آٹھ صدیوں تک مسلمانوں کے زیر نگیں رہے ہیں وہاں سے اسلام پسندوں کا بالکلیہ خاتمہ نہ ہوتا۔ مسلمانوں کی آنکھوں میں تنکا نہ ہوکر بھی عیسائیوں کو نظر آتا ہے مگر اپنی آنکھوں کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

اتنا سخت حکم دینے کے باوجود ان کے خدا کو اطمینان نہیں ہوا تو آدھا صفحہ آگے چل کر ایک بار پھر اسی حکم کو دہراتے ہوئے کہا:

Destory every nation that the Lord your God places in your power, and don't show them any mercy. (Deuteronomy 7/16, Published by The Bible Society of

India, Bangalore, India)

اور تو ان سب قوموں کو جن کو خداوند تیرا خدا تیرے قابو میں کر دے گا نابود کر ڈالنا۔ تو ان پر ترس نہ کھانا۔ (استثناء: ۷/۱۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

ذرا تعبیر کی شدت وتاکید اور دہشت گردی تو ملاحظہ کیجئے۔ پہلے کہا: ان کو بالکل نابود کر ڈالنا۔ تو ان سے کوئی عہد نہ باندھنا اور نہ ان پر رحم کرنا''۔ اسی عبارت سے قتل عام کا حکم تاکیدا ثابت ہو رہا تھا مگر پھر ان کے خدا کو یہ خیال آیا کہ کہیں یہ لوگ میرے اس حکم کو فراموش نہ کر دیں۔ انہیں کسی پہ رحم آ جائے اور جذبۂ انسانیت ومروت انہیں تعمیل حکم سے روک دے اور انسانی خون پینے کی میری پیاس باقی رہ جائے اسی لئے پھر فرمایا: اور تو ان سب قوموں کو جن کو خداوند تیرا خدا تیرے قابو میں کر دے گا نابود کر ڈالنا۔ تو ان پر ترس نہ کھانا''۔

آپ ہم سے اتفاق کریں یا نہ کریں ہم تو ''اس جذبۂ امن پسندی'' اور ان کے خدا کی ''خونخواری'' کو ''خراج تحسین'' اور ''نذرانۂ عقیدت'' پیش کرتے ہیں۔

اقوام متحدہ اور اس کے محافظ وپاسبان امریکہ ویورپ نے یہ ڈھنڈورا پیٹا اور خوب پیٹا کہ ہم اظہار دین ومذہب کی آزادی کے سب سے بڑے علمبردار اور پرچارک ہیں۔ ان ممالک کی حکومت اور ان کے گرجا گھروں نے ساری دنیا میں اس بات کی خوب تشہیر کی کہ ہماری مقدس کتاب بائبل امن عالم کی سب سے زیادہ وکالت کرتی ہے۔ دین ومذہب اور اظہار رائے کی جو آزادی اس نے دی ہے اسکی مثال کہیں اور نہیں ملتی ہے۔ مگر یہ صرف ایک فسانہ جسے کبھی بھی حقیقت کے طور پر دنیائے عیسائیت ثابت نہیں کر سکتی ہے۔ دولت اور طاقت کے بل بوتے پر قائم کیا گیا یہ شیش محل بائبل کی اس طرح کی آیات سے ٹکرا کر چکنا چور ہو جاتا ہے۔

چوتھی شہادت

بنی اسرائیل کے پیغمبر داؤد کے زمانے میں ساؤل نامی ایک شخص ان کا بادشاہ تھا۔ داؤد علیہ السلام کی بہادری اور قوم کی ان سے محبت و جاں واری کو دیکھ کر اس حکمراں کو ان سے حسد ہونے لگی۔ اس نے یہ منصوبہ بنایا کہ اس طرح ان کو قتل کرایا جائے کہ وہ قتل بھی ہو جائیں اور میری ذات پہ کوئی آنچ بھی نہ آئے۔ اس نے یہ پلان بنایا کہ انہیں فلستیوں کے ہاتھوں قتل کرادیا جائے۔ اس نے اپنے خادموں کی معرفت داؤد کو یہ پیغام بھیجا کہ بادشاہ انہیں اپنا داماد بنانا چاہتا ہے اور مہر دین میں صرف دوسو فلستیوں کی کھلڑیاں مانگتا ہے۔ اب آگے کیا ہوا یہ بائبل کی زبانی سنئے:

David & his men went & killed 200 Philistines, He took their foresikns to the king, & counted them all out to him, so that he might became his son-in-law so Saul had to give his daughter Michal in marriage to David. (1Samuel 18/17-27, published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

داؤد اٹھا اور اپنے لوگوں کو لے کر گیا اور دوسو فلستی قتل کر ڈالے اور داؤد ان کی کھلڑیاں لایا اور انہوں نے ان کی پوری تعداد میں بادشاہ کو دیا تا کہ وہ بادشاہ کا داماد ہو اور ساؤل نے اپنی بیٹی میکل اسے بیاہ دی۔ (سموئیل اول ۱۸/۱۷۔۲۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور)

شادی کرنا اور اس میں مہر ادا کرنا ایک اچھی بات ہے۔ یہ شریفوں کی علامت ہے کہ خواہشات نفسانی نکاح کر کے اور مہر دے کر پوری کرے۔ عیسائیوں کے پیغمبر کے اس جذبے کو ہم بھی سلام کرتے ہیں کہ انہوں نے جائز طریقے سے انسانی ضرورت پوری کی ورنہ اگر وہ چاہتے تو دوسرا طریقہ بھی اپنا سکتے تھے (جیسا کہ انہوں نے اپنی آئندہ زندگی میں اس

دوسرے طریقے'' کا سہارا لیا بھی تھا۔ سموئیل ثانی: ۲/۱۱۔۲۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند) مگر اپنی شادی کے لئے دوسولوگوں کو قتل کر کے ان کی کھلڑیاں مہر دین میں ادا کرنا کون سی قابل افتخار تعلیم ہے؟؟ اپنی ایک خوشی کو پانے کے لئے دوسولوگوں کو شاہراہِ حیات سے ہٹادینا اقوام متحدہ کے کس اصول سے مباح ہے؟؟ یقین جانئے! ہم ہرگز اس واقعہ کو قابل توجہ نہیں سمجھتے۔ ہم اسے ایک پاگل یا ایک عام اسرائیلی کی کرتوت سمجھ کر صرف نظر کرتے ہوئے گذر جاتے مگر جب آپ داؤد کی حیثیت اور ان کے رتبے کو سامنے رکھ کر اس کا تجزیہ کریں گے تو شرم سے آنکھیں جھک جائیں گی۔ بائبل میں اس بات کا بیان کثرت سے وارد ہے کہ داؤد نبی (عبرانیوں: ۳۲/۱۱، مطبوعہ بنگلور، ہند) اور بنی اسرائیل کے خدا کے نہایت مطیع وفرماں بردار تھے:

So tell my servant David that I, the Lord Almighty, say to him, 'I took you from looking after sheep in the fields and made you the ruler of my people, Isreal, I have been with you wherever you have gone and I have defeated all your enemies as you advanced, I will make you as famous as the greatest leaders in the world. (1Chronicles 17/6-8, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

پس تو میرے بندہ داؤد سے یوں کہنا کہ رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ میں نے تجھے بھیڑ سالے میں سے جب تو بھیڑ بکریوں کے پیچھے پیچھے چلتا تھا لیا تاکہ تو میری قوم اسرائیل کا پیشوا ہو۔ اور جہاں کہیں تو گیا میں تیرے ساتھ رہا اور تیرے سب دشمنوں کو تیرے سامنے سے کاٹ ڈالا ہے اور میں روئے زمین کے بڑے بڑے آدمیوں کے نام کے مانند تیرا نام کردوں گا۔ (تواریخ اول: ۱۷/۷۔۸، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، انڈیا)

یہ صاحب جہاں کہیں بھی گئے ان کے ساتھ بنی اسرائیل کا خدا بھی تھا تو یقیناً انہوں نے ہی ان دوسو فلستیوں کے قتل کی اجازت دی تھی۔ اور جب انوکھا مہر دین (دوسو کھلڑیاں) بادشاہ ساؤل کو سونپا گیا تو اس میں اس خدا کی بھی رضا شامل تھی۔ اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ جس مذہب کے خدا اور نبی ایسے ہوں وہ دہشت گردی اور دہشت گردوں کا سب سے بڑا منبع اور سرچشمہ ہوگا۔

پانچویں شہادت

بنی اسرائیل کے خدا نے ان کے پیغمبر یشوع سے کہا: دیکھ میں نے یریحو کو اور اس کے بادشاہ اور زبردست سورماؤں کو تیرے ہاتھ میں کر دیا ہے سو تم سب جنگی مرد شہر کو گھیر لو اور ایک دفعہ اس کے چوگرد گشت کرو"۔ "لہو نوش خدا" کا حکم تھا تو پھر اسرائیلی کیسے باز آ سکتے تھے۔ اور پھر یہ کہ اس قوم کو قتل وقتال میں مزہ ہی کچھ اور آتا تھا۔ جب کوئی قتل وقتال کے لئے نہیں ملتا تو وہ خدا کی طرف سے فرستادہ اپنے پیغمبروں کو ہی قتل کر دیتے تھے۔ جس کی شہادت خود مسیح نے بھی دی ہے۔ (انجیل لوقا: ۱۱/۴۵۔۵۱، مطبوعہ ہند) اور تو اور جب میدان تیہ میں انہیں کوئی اور مارنے کاٹنے کو نہیں ملا تو انہوں نے اپنے سب سے جفاکش رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہی سنگسار کر دینا چاہا تھا (خروج: ۱۷/۴، مطبوعہ ہند) اب ایسی خونخوار قوم کو جب اذن الٰہی مل جائے تو پھر جس بستی اور ملک سے وہ گذر جائے وہاں کا منظر ہی بدل جائے۔ انہوں نے ویسا ہی کیا جیسی آپ ان سے توقع وابستہ کئے ہوں گے۔ انہوں نے خوب جی جان لگا کر جنگ کی اور شہر کو فتح کر لیا۔ اب آیئے بائبل کے الفاظ میں آگے کی کہانی دیکھیں:

With thier swords they killed everyone in the city, men & women, young & old, They also killed the cattle, sheep, and donkeys. (Joshua 6/21, Published by The Bible Society

of India, Bangalore, India)

اور انہوں نے ان سب کو جو شہر میں تھے کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بڈھے کیا بیل کیا بھیڑ کیا گدھے سب کو تلوار کی دھار سے بالکل نیست کر دیا۔ (یشوع: ۲۱/۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اب تک تو ان اسرائیلیوں کی تلوار سے حضرت انسان ہی قتل ہوتے آ رہے تھے مگر اب ان کے سیف وسنان کی ملاقاتیں جانوروں سے بھی ہونے لگی ہیں۔ اب تک صرف انسانی حقوق کی پامالی کی جارہی تھی مگر اب تو ان کی تلواریں استسقا کی مریض نظر آتی ہیں۔ واضح رہے کہ جانوروں کو کھانے کے لئے ذبح کرنا کوئی غلط اقدام نہیں ہے۔ ان کی تخلیق کے مقاصد میں ایک اہم مقصد یہی ہے کہ انسان اپنے ہم نوعوں کو کاٹ کر کھانے سے احتراز کرے اور ان جانوروں کو کھانے کے کام لائے مگر کچھ لوگوں کا ذوق ہی بدل جائے تو اسے کیا کہئے۔ اگر جانوروں کو کھانے کے لئے بھی ذبح کرنا ایک غلط قدم ہوتا تو بائبل (احبار: باب ۱۱ کامل) میں حلال وحرام جانوروں کی ایک لمبی فہرست نہیں دی گئی ہوتی۔ مزید یہ کہ اگر جانوروں کو کھانے اور قربانی کے لئے بھی ذبح کرنا نادرست ہوتو پھر عیسائیوں سے یہ مطالبہ کرنے میں ہم حق بجانب ہوں گے کہ وہ بائبل میں شامل سفر اللاویین کو یوم حقوق جانور Animals Day (اگر ہوتو، ورنہ منتخب کر لیا جائے۔) کے موقع پر آگ لگا کر اپنی امن پسندی کا پہلا اور ''ناقص ثبوت'' پیش کریں (کیوں کہ کامل امن پسندی تو اس وقت ثابت ہوگی جب پورے بائبل کو جلائیں گے۔)

جب شہر کے تمام باشندے قتل کر دیئے گئے۔ وہاں کے جانوروں تک کو نیست ونابود کر دیا گیا تو پھر اس شہر کا مصرف ہی کیا باقی رہ جاتا ہے۔ وہاں بلا وجہ پرندے آ کر ان گھروں پر قبضہ کر لیں گے لہذا مناسب ہے کہ سارے شہر کو جلا دیا جائے۔ یہ کام بھی انہوں

نے بخوبی کر دکھایا۔ ملاحظہ ہو:

Then they set fire to the city & burnt it to the ground, along with everyone in it except the things made of gold, silver, bronze, and Iron, which they took and put in the Lord's treasury. (Joshua 6/24)

پھر انہوں نے اس شہر کو اور جو کچھ اس میں تھا سب کو آگ سے پھونک دیا اور فقط چاندی اور سونے کو اور پیتل اور لوہے کے برتنوں کو خداوند کے گھر کے خزانے میں داخل کر دیا۔ (یشوع: ۲۴/۶، مطبوعہ ہند)

شہر کے تمام باشندوں کو قتل کر کے شہر کو آگ لگانے کے متعلق قلم کو حرکت دینے اور کچھ کہنے میں ایک طرح کی گستاخی ہی ہوگی۔ عیسائی دنیا میں سب سے بڑے امن خواہ اور جمہوریت کے پرچارک ہیں۔ ان سے ایک لمحے کے لئے یہ بھی نہیں دیکھا جاتا ہے کہ کوئی انسان اپنی رائے کے اظہار یا حق رائے دہی سے محروم کر دیا جائے۔ وہ حقوق انسانی کے سب سے بڑے محافظ ہیں پھر ان امن پسند اور پیس اسپریڈرس (Peace Spreaders) کے سامنے حقوق انسانی کا معاملہ اٹھانا چھوٹا منہ بڑی بات ہوگی۔ بائبل کے اسی اقتباس سے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف لڑی جانے والی جنگ کی حقیقت بھی سامنے آگئی۔ امریکہ اور اس کے حلیفوں کے بقول: نیویارک کے عالمی تجارتی منڈی پہ حملہ افغانی مسلمانوں نے کیا تھا۔ جس میں تین ہزار گوروں کی جانیں رائیگاں چلی گئیں۔ لیکن اس کے انتقام میں امریکہ نے تقریبا پینتیس لاکھ افغانی، عراقی اور پاکستانی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی۔ حقیقت یہی ہے کہ نہ وہ حملہ مسلمانوں نے کیا اور نہ اس کی ذمہ داری کسی بھی طرح ان پر عائد ہوتی ہے (جیسا کہ مختلف غیر جانب دار ایجنسیوں اور تحقیقاتی ٹیموں نے اپنی اپنی تحقیقات میں ذکر کیا ہے۔) بلکہ یہ سارا کھیل مسلمانوں کے معدنی ذخائر پہ قبضے اور اسلام دشمنی کی بھڑاس

نکالنے کے لئے کھیلا گیا ہے۔

چھٹی شہادت

بنی اسرائیل کے ''جنگجو خدا'' نے یشوع سے کہا: خوف نہ کھا اور ہراساں نہ ہو۔ سب جنگی مردوں کو ساتھ لے اور اٹھ کر عی پر چڑھائی کر دے۔ دیکھ میں نے عی کے بادشاہ اور اس کی رعیت اور اس کے شہر اور اس کے علاقہ کو تیرے قبضے میں کر دیا ہے۔ اور اس کے بادشاہ سے وہی کرنا جو تو نے یریحو اور اس کے بادشاہ سے کیا ہے۔ (یعنی عی میں اسی طرح ''خون آشام جھنڈا'' لہرانا جس طرح یریحو میں ''انسانی خون کے سمندر میں قتل وغارت کی کشتی میں بیٹھ کر عالمی امن کا جھنڈا'' تم نے لہرایا تھا۔) بنی اسرائیل جیسی قوم کو جب مار دھار کا اذن الٰہی فتح کی بشارت کے ساتھ مل جائے تو پھر ان کے سیف وسنان کی نوک زباں سے یہی صدا آتی ہے:

میں کہاں رکتا ہوں عرش وفرش کی آواز سے — مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حد پرواز سے

انہوں نے گھات لگا کر عی کے شہریوں کو اپنے جال میں پھنسایا۔ یشوع نے کچھ لوگوں کو گھات میں پہاڑیوں میں بٹھا دیا اور بقیہ لشکر کو لے کر شہر پر حملہ کر دیا۔ عی والے بھی دفاع کے لئے نکل پڑے۔ جب عی والوں کو نکلتے ہوئے دیکھا تو اسرائیلی پسپائی اختیار کرنے لگے۔ پیچھے ہوتے ہوتے جب اسرائیلی انہیں شہر سے کافی دور لے گئے تو گھات میں بیٹھے فوجی دستہ نے پہلے ان کے شہر کو جلایا اور پھر آ گے عی کے ان شہریوں کا کیا حشر ہوا یہ بائبل کی زبانی سنئے:

Meanwhile, the other Israelite soldiers had came from town and attacked the men of Ai from the rear, the Israelites captured the king of Ai & brought him to

Joshua, They also chase the rest of the men of Ai into the desert and killed them, the Israelites army went back to Ai and killed everyone there. (Joshua 8/22-24, Published by American Bible Society New York, America)

اور وہ دوسرے بھی ان کے مقابلے کو شہر سے نکلے سو وہ سب کے سب اسرائیلوں کے بیچ میں جو کچھ اِدھر اور کچھ تو ادھر تھے پڑ گئے انہوں نے ان کو مارا یہاں تک کہ کسی کو باقی چھوڑا نہ بھاگنے دیا۔ اور وہ عی کے بادشاہ کو زندہ گرفتار کر کے یشوع کے پاس لائے اور جب اسرائیلی عی کے سب باشندوں کو میدان میں اس بیابان کے درمیان جہاں انہوں نے ان کا پیچھا کیا تھا قتل کر چکے اور وہ سب تلوار سے مارے گئے یہاں تک بالکل فنا ہو گئے تو سب اسرائیلی عی کو پھرے اور اسے تہ تیغ کر دیا۔ (یشوع: ۸/ ۲۲۔۲۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور)

اگر بائبل کی امن پسندی کا سارا افسانہ سپرد قرطاس کروں تو شاید اس کے لئے ہزار صفحات بھی کم پڑ جائیں گے۔ یہ فسانہ شب ہجر کی طرح دراز ہے۔ مزید یہ کہ امن کی جو تعلیمات بائبل میں تلوار اور لہو کی مدد سے لکھی گئی ہے ان ''پُر امن تعلیمات'' کو میں اپنے معمولی قلم سے نقل کرنے میں بائبل کی توہین سمجھتا ہوں اس لئے مقالے کو سمیٹتے ہوئے آخری اقتباس نقل کرتا ہوں۔ انصاف پسندوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

ساتویں شہادت

بنی اسرائیل کے پیغمبروں کا حال انسانوں سے بالکل الگ ہے۔ وہ یہ جانتے ہی نہیں ہیں کہ انسان کے اندر ایک جبلت رحم نام کی بھی رکھی گئی ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اتنا شاندار کارنامہ انجام دیا ہے کہ وہ ''آب زر'' جیسی ''حقیر روشنائی'' سے نہیں بلکہ انسانی لہو سے لکھنے کے قابل ہے۔ بائبل میں ان کی ''سیرت مبارکہ'' کے شاندار کارناموں کو چند الفاظ

میں سمیٹتے ہوئے ہماری اور آپ کی آسانی کے لئے ان الفاظ میں تلخیص کر دیا گیا ہے:
جن بادشاہوں کو یسوع اور بنی اسرائیل نے مارا اور جن کے ملک کو یشوع نے اسرائیلیوں کے قبیلوں کو ان کی تقسیم کے مطابق میراث کے طور پر دیدیا وہ یہ ہیں: کوہستانی ملک اور نشیب کی زمین اور میدان اور ڈھلانوں میں اور بیابان اور جنوبی قطعہ میں حتّی اور اموری اور کنعانی اور فرزّی اور حوّی اور یبوسی قوموں میں سے: (۱) ایک یریحو کا بادشاہ۔ (۲) ایک عی کا بادشاہ جو بیت ایل کے نزدیک واقع ہے۔ (۳) ایک یروشلم کا بادشاہ۔ (۴) ایک حبرون کا بادشاہ۔ (۵) ایک یرموت کا بادشاہ۔ (۶) ایک لکیس کا بادشاہ۔ (۷) ایک عجلون کا بادشاہ۔ (۸) ایک جزر کا بادشا۔ (۹) ایک دبیر کا بادشاہ۔ (۱۰) ایک جدر کا بادشاہ۔ (۱۱) ایک حُرمہ کا بادشاہ۔ (۱۲) ایک عراد کا بادشاہ۔ (۱۳) ایک لبناہ کا بادشاہ۔ (۱۴) ایک عدُلّام کا بادشاہ۔ (۱۵) ایک مقیدہ کا بادشاہ۔ (۱۶) ایک بیت ایل کا بادشاہ۔ (۱۷) ایک تفوح کا بادشاہ۔ (۱۸) ایک حفر کا بادشاہ۔ (۱۹) ایک افیق کا بادشاہ۔ (۲۰) ایک نشرون کا بادشاہ۔ (۲۱) ایک مدون کا بادشاہ۔ (۲۲) ایک حصور کا بادشاہ۔ (۲۳) ایک سمرون مرون کا بادشاہ۔ (۲۴) ایک اکشاف کا بادشاہ۔ (۲۵) ایک تعنک کا بادشاہ۔ (۲۶) ایک مجدّو کا بادشاہ۔ (۲۷) ایک قادس کا بادشاہ۔ (۲۸) ایک کرمل کے یقنعام کا بادشاہ۔ (۲۹) ایک دور کی مرتفع زمین کے دور کا بادشاہ۔ (۳۰) ایک گوئیم کا بادشاہ جو جنجال میں تھا۔ (۳۱) ایک ترضہ کا بادشاہ۔ یہ سب اکتیس بادشاہ تھے۔ (یشوع: ۱۲/۷-۲۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اس سیف کی حدت و تیزی بھی دیکھئے کہ انہوں نے ان اکتیس ممالک اور شہروں کے تمام باشندوں کو گدھ کی خوراک بنا دیا مگر جبینِ انسانیت پہ کبھی ایک قطرہ عرق بھی نمودار نہیں ہوا۔ یہاں بشری حقوق کی پامالی نہیں ہوئی۔ سفر یشوع کے صفحات پہ مندرجہ ذیل جملے اور تعبیرات حشرات الارض کی طرح رینگتے ہوئے نظر آتے ہیں:

The Lord let them capture the town & it's king, they killed the king & vereyone else. اور انہوں نے (بہ تائید ایزدی) اسے سر کر کے اسے اور اس کے بادشاہ اور اس کی سب بستیوں اور وہاں کے سب لوگوں کو تہ تیغ کیا۔

اب ہوسکتا ہے جونز صاحب اور عیسائیت کے دیگر مبلغین یا خیر خواہ یہ کہیں کہ یشوع کے ذریعے کی جانے والی دہشت گردانہ کارروائیاں ملک گیری مہم کا حصہ تھیں نہ کہ کوئی مذہبی اور مقدس عمل۔ اس کے جواب میں ہم ایشائی اور غیر سامی کیا کہہ سکتے ہیں۔ خاص کر عیسائیوں کے غلبے والے اس زمانے میں عیسائیت پہ تنقید ایک نا قابل معافی اور لائق گردن زنی جرم ہوسکتا ہے۔ ہاں! اگر وہ اظہار رائے کی آزادی دیں تو اپنی بات بھی نہ کہہ کر ان کی کتاب مقدس بائبل کا یہ اقتباس نقل کر دوں:

The Lord had given his Commands to his servant Moses, Moses had given them to Joshua, and Joshua obeyed them, He did everything that the Lord had commanded Moses. (Joshua: 11/15, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

جیسا خداوند نے اپنے بندہ موسیٰ کو حکم دیا تھا ویسا ہی موسیٰ نے یشوع کو حکم دیا اور یشوع نے ویسا ہی کیا اور جو جو حکم خداوند نے موسیٰ کو دیا تھا ان میں سے کسی کو اس (یشوع) نے بغیر پورا کئے نہیں چھوڑا۔ (یوشع: ۱۱/۱۵، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

مزید ابھی میں نے چند سطر قبل جو اقتباس نقل کیا ہے اس کے انگریزی نسخے میں اس بات کی صراحت ہے کہ وہاں جو کچھ بھی ہو رہا تھا اس میں ان کے خدا کا حکم شامل تھا۔ ملاحظہ ہو:

The Lord let them capture the town & it's king, they killed the king & vereyone else. (Joshua 10/32, Published by American Bible Society New York, America)

خدا نے شہر اور اس کے بادشاہ پہ انہیں غلبہ دیا تو انہوں نے بادشاہ سمیت تمام شہریوں کو موجود سے معدوم بنا دیا‘‘۔

جب خود اپنی مذہبی کتاب دہشت گردی کی تاریخ اور غیر مہذبانہ واقعات سے پر ہے تو پھر آپ کس منہ سے اسلام کو دہشت گردی کا مذہب قرار دیتے ہیں؟ قرآن کی آیات میں سرکشوں کے قتل کا حکم تو آپ کو دہشت گردی کے شیوع کا باعث نظر آتا ہے مگر ان لاکھوں بے گناہ بوڑھوں، بچوں، عورتوں اور جوانوں کا خون نظر نہیں آتا جن کے لہو کی سرخی بائبل کے صفحات سے آپ کے آباؤ اجداد کے خلاف انصاف کا مطالبہ کرتی ہے؟؟ حضور! جملہ حقوق آتش بجق بائبل ہی محفوظ رکھئے۔

عنبر مصباحی

۲؍شوال المکرّم ۱۴۳۱ھ، مطابق 12؍ستمبر 2010ء۔

باب چہارم
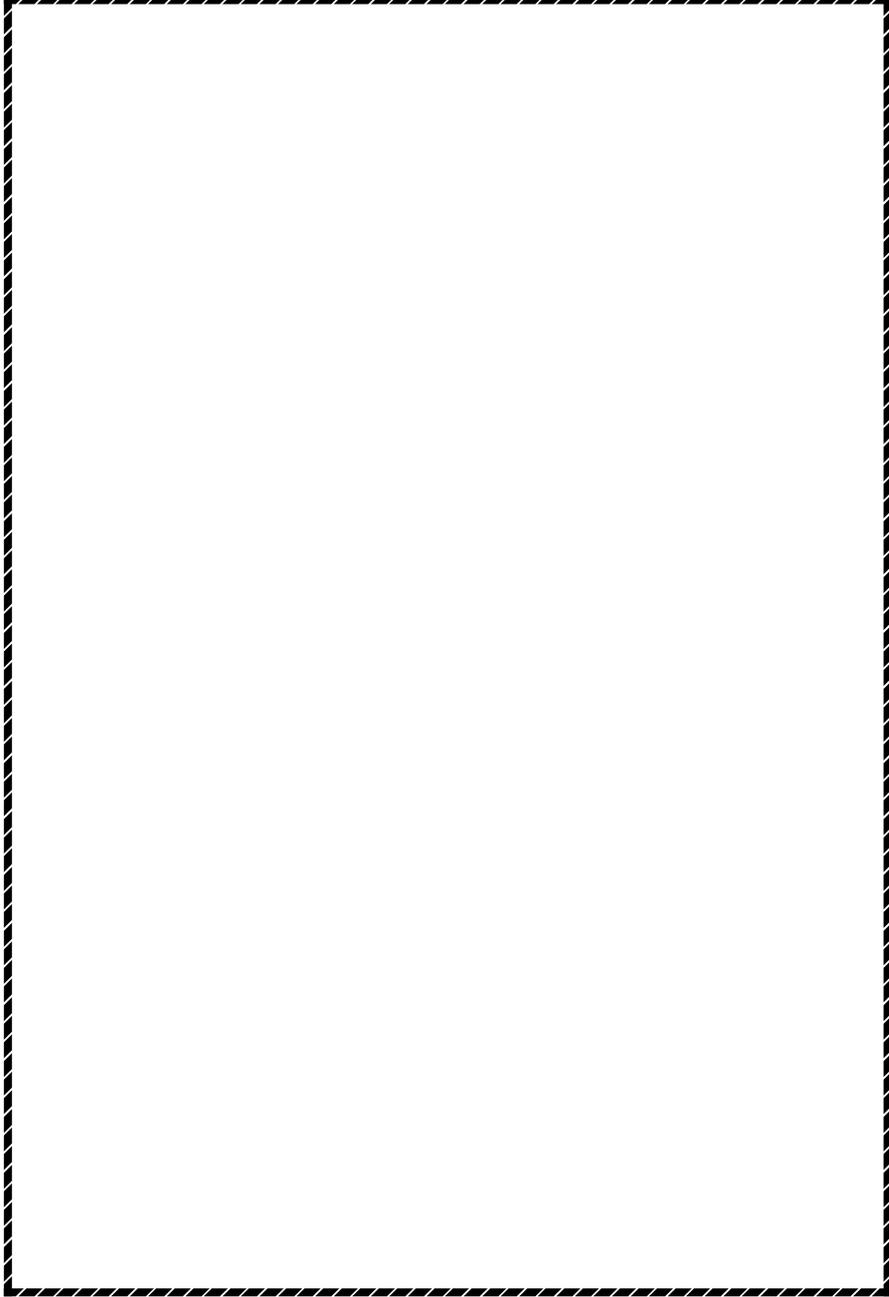
اصحاب محمد ﷺ اور حواریین مسیح کے ایمان وایقان کا ایک تقابلی مطالعہ

بچپن سے سنتا آرہا ہوں کہ درخت اپنے پھل و پھول سے پہچانا جاتا ہے اور درخت کی حفاظت وصیانت بھی ان کے پھلوں کے افادے کے بقدر ہی کی جاتی ہے۔ چنانچہ جس کے نزدیک جو پھل اہم ہوتا ہے وہ اس کے پودوں کی دیکھ ریکھ اسی حساب سے کرتا ہے۔ اس پر خوب محنت ومشقت کرتا اور اسے طرح طرح سے سنوارنے سجانے میں دن ورات کے چین وسکون کو ایک کردیتا ہے۔ کڑاکے کی سردی اور سخت گرمی ولُو کی پرواہ کئے بغیر وہ اس کی سینچائی میں مشغول رہتا ہے۔ درخت اگر اچھا پھل لاتا ہے تو بہتر ورنہ اس کی جڑیں کاٹ کر اکھاڑ پھینکتا ہے۔

یہی مقولہ دیگر امور کے متعلق بھی کہا جاتا ہے چنانچہ مدارس ویونیورسٹیز کی معرفت وشہرت ان کے فرزندوں کی علمی قابلیت اور ان کے ذمہ دارانہ افعال وکردار سے مربوط ہوتی ہے۔ کیا جامع از ہر مصر، دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف، جامعہ نعیمہ مرادآباد، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، جامعہ امجدیہ گھوسی، دارالعلوم حمد اشاہی اور دیگر مدارس کو شہرت وناموری ان کے ابناء کی بے مثال صلاحیت اور ان کے عمدہ اخلاق وخصائل کے بغیر حاصل ہوگئی ہے......؟؟؟

پھل وپھول اور فارغین کو دیکھ کر ہی لوگ بوستانوں اور علمی گلستانوں کی جودت وعمدگی اور ان کی اہمیت کا اندازہ لگاتے اور انہیں اعترافی نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

جب ہم تاریخ عالم پہ نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں موجودہ دور کی دو بڑی قومیں (۱) مسلمانوں اور (۲) عیسائیوں کے درمیان عقیدے کی ایک لمبی خلیج حائل نظر آتی ہے۔ عیسائی جہاں مسیح علیہ السلام کو خدا سے کمتر درجہ دینے کو تیار نہیں ہیں۔ وہ مسیح علیہ السلام کو نہ یہ کہ محمد ﷺ سے افضل قرار دیتے ہیں بلکہ وہ پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت ورسالت کے بھی منکر ہیں۔ وہیں دوسری جانب قوم مسلم پیغمبر اسلام محمد ﷺ کو مسیح علیہ السلام سے افضل قرار دیتی ہے اور وہ عیسائیوں کے مسیح سے متعلق نظریۂ الوہیت کی سختی سے تردید کرتی ہے۔ وہ مسیح علیہ السلام کو خدا

کا ایک برگزیدہ پیغمبر و رسول مانتی ہے اور بس۔ لیکن آج ہمارے قلم نے محکمۂ آثار قدیمہ کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے بائبل کے کھنڈرات میں چھپے حقائق کو سپرد قرطاس کرنے کا عزم کیا ہے۔ ہم نے مسیح علیہ السلام اور پیغمبر اسلام محمد ﷺ کی ذاتی خصوصیات اور ان کے فضائل وکمالات سے ہٹ کر ایک الگ طرح کی تحقیق پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم شجر و ثمر کی تمثیل کو سامنے رکھتے ہوئے اصحاب محمد ﷺ اور حواریین مسیح علیہ السلام کے ایمان و اعتقاد کی قوت کا ایک تقابلی جائزہ سپر دِ قرطاس کرتے ہیں کیوں کہ خود مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

A healty tree bears good fruit, but a poor tree bears bad fruit, A healty tree can not bear bad fruit, & a bad tree can not bear good fruit, & any tree that does not bear good fruit is cut down & thrown in the fire, so then you will know the *falseprophets* by what they do. (Matthew 7/17-20, Pubished by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور برا درخت برا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت برا پھل نہیں لا سکتا ہے نہ برا درخت اچھا پھل لا سکتا ہے۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس ان کے پھلوں سے تم ان (جھوٹے مدعیانِ نبوت۔ انگریزی اقتباس کا حقیقی ترجمہ یہی ہے۔ عنبر مصباحی) کو پہچان لوگے۔ (انجیل متّی ۷/۱۷۔۲۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

ایک دوسرے مقام پہ ارشاد فرماتے ہیں:

A good tree produces only good fruit, & a bad tree produces bad fruit, You can tell what a tree is like. (Matthew 21/33, Published by American Bible Society New York, America)

یا تو درخت کو بھی اچھا کہو اور اس کے پھل کو بھی اچھا یا درخت کو بھی بُرا کہو اور اس کے پھل کو بھی برا کیونکہ درخت پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ (انجیل متی: ۳۳/۱۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اور ایک دیگر مقام پہ ارشاد فرماتے ہیں:

A healty tree does not bear bad fruit, nor does a poor tree bear good fruit, every tree is known by the fruit it bears, you do not pick figs from thorn bushes or gather graps from bramble bushes. (Luke 6/43-44, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

کیوں کہ کوئی اچھا درخت نہیں جو برا پھل لائے اور نہ کوئی برا درخت ہے جو اچھا پھل لائے۔ ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ کیوں کہ جھاڑیوں سے انجیر نہیں توڑتے اور نہ جھڑبیری سے انگور۔ (انجیل لوقا: ۶/ ۴۳۔۴۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اور بائبل میں یحییٰ علیہ السلا کا قول حق ان الفاظ میں مذکور ہے:

Every tree that does not produce good fruit will be chopped down and thrown into fire. (Matthew 3/10, Luke 3/9, Published by American Baible Society, New York)

پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ (انجیل متی: ۱۰/۳، انجیل لوقا: ۹/۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اب مسیح اور یحییٰ علیہما السلام کے انہیں اقوال کی روشنی میں ہم صحابۂ کرام اور ''رسولان عیسائیت'' یعنی حواریینِ مسیح کے ایمان و ایقان کی بلندی کا ایک تقابلی جائزہ پیش کرتے ہیں۔ اس پورے مقالے میں تمام موازناتی تحریریں عیسائیوں کے نبی یحییٰ اور ان

کے خدا مسیح کے ان ہی ''مقدس اقوال'' کی ''عدالت'' میں بطور استغاثہ پیش کی جائیں گی۔

پہلا موازنہ

واقعۂ معراج اور صدیق اکبر کا ایمان

پیغمبر اسلام ﷺ اپنی چچازاد بہن ام ہانی کے گھر تشریف فرما تھے۔ اللہ عزوجل کے فرستادہ فرشتہ جبرئیل امین علیہ السلام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! اللہ رب العزت آپ کو اپنے قرب خاص میں ''لامکاں'' بلا رہا ہے۔ آج آپ ان مقامات کی سیر فرمائیں گے جنہیں کسی انسان کو دیکھنا تو دور، ان کا تصور بھی انسانی ذہن سے ماوراء ہے''۔

نبی کریم ﷺ جبرئیل امین کے ہمراہ بُراق پہ سوار ہوئے اور پلک جھپکنے سے بھی کم مدت میں یہ دونفری قافلہ مسجد اقصیٰ فلسطین پہونچ گیا۔ وہاں پیغمبر اسلام ﷺ نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو اپنی اقتدا میں نماز ادا کرنے کی سعادت بخشی۔ پھر وہاں سے وہ مختصر سی جماعت سات آسمانوں سے گزر کر بیری کے اس درخت تک پہونچی جو تمام خلائق کی آخری حد ہے اور جسے سدرۃ المنتہیٰ کہا جاتا ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچ کر جبرئیل امین کی رفاقت بھی داغِ مفارقت دینے پہ مجبور نظر آئی اور پھر اس مقام سے آگے نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لے گئے جس کے متعلق قرآن حکیم نے "قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى" کی تعبیر اختیار فرمائی ہے۔ جب نبی کریم ﷺ پانچ وقتوں کی نماز کا بے مثل اور انمول تحفہ لے کر سفر معراج سے واپس تشریف لائے اور کفار مکہ کے سامنے بیان فرمایا تو انہوں نے سرکشی دکھائی اور ماننے سے انکار کر دیا۔ مشرکین کو واقعۂ معراج ایک ایسا عنوان ہاتھ آیا جسے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کر کے وہ

(اپنے گمانِ فاسد میں) انہیں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے برگشتگی پہ آمادہ کر سکتے تھے۔
مشرکین کا ایک وفد دوڑتے ہوئے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہونچا اور بولا:
اے ابوبکر! تمہارے دوست محمد ﷺ بالکل عجیب وغریب اور عقل کے خلاف باتیں کرتے ہیں ۔وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رات کے مختصر سے حصے میں فلسطین اور آسمانوں کی سیر کی ہے۔ بلکہ وہ تو اس سے بھی آگے جانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔کیا کوئی انسان وہاں تک رسائی حاصل کرسکتا ہے؟ اور وہ بھی اتنی قلیل مدت میں؟ کیا تمہاری عقل اسے تسلیم کرسکتی ہے؟؟؟

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

کیا حقیقۃً انہوں نے ایسا کہا ہے؟؟

مشرکین بولے:

ہاں! انہوں نے ایسا ہی کہا ہے۔تم مکہ میں کسی سے بھی یہ بات پوچھ سکتے ہو۔

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

اگر انہوں نے ایسا کہا ہے تو سچ ہی کہا ہے۔میں ساری دنیا کے لئے اسے ناممکن مانتا ہوں مگر اپنے حبیب محمد ﷺ کے لئے اس میں کوئی استحالہ نہیں دیکھتا''۔

مسیح کی قدرت پہ حواریین کا ایمان

نبی کریم ﷺ کی قدرت پہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کی قوت کے ذکر کے بعد ہم مسیح علیہ السلام کی ''قدرت'' پہ ان کے شاگردوں کے ایمان کی قوت کو قلم بند کرتے ہیں:۔

مسیح علیہ السلام نے شہر گلیل سے نکل کر ایک پہاڑ کا رخ کیا۔آپ اور آپ کے حواریین پہاڑی پر جا کر بیٹھ گئے۔جب انہوں نے نیچے کی جانب نگاہ کی تو انہیں معتقدین کی ایک عظیم تعداد عازم محبت نظر آئی۔مسیح علیہ السلام نے یہ منظر دیکھ کر فلپس کو مخاطب کیا اور

استفسار فرمایا:

Where can we buy enough food to feed all these people?" he said this to test Philip; actually he already knew what he would do, Philip answered: for everyone to have even a little, it would take more than two hundred silver coins to buy enough food, another of his dicsiples, Andrew who was Simon Peter's brother, said: there is a boy here who has five loaves of barely bread & two fish, but they will certainly not be enough for all these people". (JOHN 6/4-9, Published by The Bibel Society of India, Bangalore, India)

ہم ان کے کھانے کے لئے کہاں سے روٹیاں مول لیں؟ مگر اس نے اسے آزمانے کے لئے یہ کہا تھا کیوں کہ وہ آپ جانتا تھا کہ میں کیا کروں گا۔ فلپس نے اسے جواب دیا کہ دوسو دینار کی روٹیاں ان کے لئے کافی نہ ہوں گی کہ ہر ایک کو تھوڑا سا مل جائے؟ اس کے شاگردوں میں سے ایک نے یعنی شمعون پطرس کے بھائی اندریاس نے اس سے کہا: یہاں ایک لڑکا ہے جس کے پاس جو کی پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں مگر یہ اتنے لوگوں میں کیا ہیں ؟ (انجیل یوحنا: ۶/۴-۹، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

انجیل لوقا کے الفاظ یہ ہیں:

جب دن ڈھلنے لگا تو ان بارہ نے آکر اس (مسیح) سے کہا کہ بھیڑ کو رخصت کر کہ چاروں طرف کے گاؤں اور بستیوں میں جا لگیں اور کھانے کی تدبیر کریں کیوں کہ ہم یہاں ویران جگہ میں ہیں۔ (۹/۱۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اور انجیل مرقس کے الفاظ میں:

جب دن ڈھل گیا تو اس کے شاگرد اس کے پاس آ کر کہنے لگے یہ جگہ ویران ہے اور دن بہت ڈھل گیا ہے۔ ان کو رخصت کرتا کہ چاروں طرف کی بستیوں اور گاؤں میں جا کر اپنے لئے کچھ کھانے کو مول لیں۔ (۲۶/۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

واہ رے ایمان اور مہمان نوازی! بھیڑ کو دیکھ کر ان کے حلق کا پانی خشک ہو رہا تھا کہ مسیح علیہ السلام کے پاس جا کر ان کو رخصت کرنے کی صدا تکرار کے ساتھ لگانے لگے۔ ایک لمحے کے لئے بھی دل میں یہ خیال نہیں آیا کہ جب مسیح ''خدا'' ہیں تو ان کے لئے اس ویرانے میں کھانے کا انتظام کر دینا کوئی تعجب خیز بات یا امر محال نہیں ہے۔ بلکہ دولت ایمان سے خالی قلوب بے ایمانی کے سانچے میں ڈھلتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

اگر مسیحی حضرات اجازت دیں تو میں مسیح علیہ السلام کے مندرجہ ذیل اقوال کی روشنی میں کچھ عرض کروں:

یا تو درخت کو بھی اچھا کہو اور اس کے پھل کو بھی اچھا یا درخت کو بھی بُرا کہو اور اس کے پھل کو بھی برا کیونکہ درخت پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ (انجیل متی: ۳۳/۱۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اور ایک دیگر مقام پہ ارشاد فرماتے ہیں:

کیوں کہ کوئی اچھا درخت نہیں جو برا پھل لائے اور نہ کوئی برا درخت ہے جو اچھا پھل لائے۔ ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ کیوں کہ جھاڑیوں سے انجیر نہیں توڑتے اور نہ جھڑ بیری سے انگور۔ (انجیل لوقا: ۴۳/۶-۴۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور اس کی تصدیق بھی پھل دیکھ کر ہی کی جاتی ہے۔ جھاڑیوں سے انگور نہیں ملتے اور جھوٹے خدا سے ہدایت نہیں۔

اگر مسیح کی الوہیت خود ان کے رسولوں کو بھی ایمان کامل نہیں دے سکی تو کیوں نہ ان کی الوہیت کو باطل قرار دیا جائے......؟؟؟

اب دونوں واقعات کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کریں! ایک نبی (محمد ﷺ) کے صحابی کو تو اپنے نبی کی قدرت پہ پورا ایمان ہے کہ میرے نبی ﷺ کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔ اگر وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے کروڑوں میل کا سفر شب بھر میں یا اس سے بھی کم وقت میں طے کیا ہے تو وہ صحیح کہہ رہے ہیں۔ ان کے لئے اس طرح کے امور میں عدمِ امکان کا شبہہ بھی غلط ہے۔ وہ تو اتنے بااختیار ہیں کہ ناممکن اور محال چیزیں ان کے در پہ حاضر ہو کر اپنے امکان ووقوع کے لئے دامن پھیلاتی اور مرادیں پاتی ہیں۔ میرا ایمان ان کی قدرت اور ان کے اختیار میں نقص یا شبہۂ نقص کو بھی گوارا نہیں کرسکتا ہے۔ لیکن دوسری تصویر کا منظر یہ ہے کہ (عیسائی عقیدے کے مطابق) خود خدا کے ہم نشیں اور حوارئین ورُسُل کو اپنے خدا کے لئے بھی وہ چیز ناممکن نظر آرہی ہے جو ایک انسان اور پیغمبر اسلام محمد ﷺ نے غزوۂ تبوک اور غزوۂ خندق کے موقع پر پل بھر میں کر دکھایا۔

ایک طرف فلپس اور اندریاس کے اس جواب کو ذہن کی تختی پر محفوظ رکھئے اور پھر غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق) کے اس واقعے کو پڑھئے:

۵ھ میں کفار مکہ اور یہود نے خفیہ معاہدہ اور باہمی اتحاد سے مدینہ منورہ سے نومولود اسلامی حکومت اور مسلمانوں کے استیصال کی خاطر ایک پلان بنایا۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ مشرکین مکہ اچانک شہر قدس مدینہ منورہ پہ یلغار کریں گے اور یہود اندرونی کاروائی انجام دیں گے۔ حسب معاہدہ کفار کا لشکر جرار مدینہ کی طرف کوچ کرنے لگا۔ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کو اطلاع ملی تو آپ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ تمام مشوروں میں معمر صحابی حضرت سلمان فارسی کی رائے قبول کرلی گئی۔ ان کے مشورے کے مطابق مسلمان مدینہ کے

اردگرد خندق کھودنے میں مصروف ہوگئے تاکہ کفار کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا موقع ہی نہ مل سکے۔ سخت بھوک و پیاس اور فاقہ کشی کی وجہ سے ان کے بطن اور پشت کی قربت کافی بڑھ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ بھی تین دنوں کے فاقہ کے ساتھ خندق کنی میں مشغول تھے۔ اور اسلام کے یہ اولین مجاہدین رجز یہ اشعار کو ہی اپنی غذا بنائے ہوئے تھے۔ اور مسلسل گرسنگی کے باعث پیٹ میں پیدا ہوئے خلا کو پتھروں سے پُر کئے تھے۔ نبی کریم ﷺ اور ان کے اصحاب کی اس حالت کو دیکھ کر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لے گئے اور اپنی اہلیہ سے کہا: شریکِ حیات! میری روح محمد عربی ﷺ کی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔ نبی کریم ﷺ نے تین روزہ فاقہ کی وجہ سے اپنے شکم مبارک پہ پتھر باندھ رکھا ہے۔ اگر کچھ ہوسکے تو تیار کرو۔ وفا سرشت اہلیہ نے عرض کیا: اے میرے سرتاج! گھر میں کچھ آٹا اور ایک بکری ہے۔ میں کھانا تیار کرتی ہوں اور آپ جاکر نبی کریم ﷺ کو بلا لائیں۔ حضرت جابر گئے اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ میں نے آپ کے لئے کھانے کا اہتمام کیا ہے اور آپ چل کر غریب خانے کو دولت کدہ میں تبدیل فرمادیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کہا کہ وہ لوگوں میں عام ندا کردے کہ آج جابر کے گھر تمام فدایانِ شمع محمدی ﷺ کی دعوت ہے۔ اعلان کرنے والا جب یہ اعلان کرنے لگا تو حضرت جابر کے چہرے پہ ایک رنگ آیا اور گزر گیا۔ ایک لمحے کے لئے ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ جو کھانا میرے گھر تیار کیا جارہا ہے وہ تو صرف چار پانچ لوگوں کو کفایت کرے گا۔ اگر یہ تمام اصحابِ محمد ﷺ میرے گھر تشریف لے گئے تو میری عزت کا جنازہ نکل جائے گا لیکن ایمان کی تلوار نے اگلے ہی لمحے اس وسوسے کی گردن اڑادی اور دل میں فوراً یہ عقیدہ جاگزیں ہوگیا کہ میں نے صرف نبی کریم ﷺ کی دعوت کی ہے اور ان کے طعام کا انتظام کیا ہے اور بقیہ افراد کو نبی محتشم ﷺ بلا کر لے جارہے ہیں۔ ان کے لئے انتظام بھی وہی فرمائیں گے۔ ان کے لئے

کوئی بعید نہیں ہے کہ وہ پردۂ غیب سے ان کے لئے انتظام فرمادیں۔ حسب اعلان پیغمبر اسلام ﷺ حضرت جابر بن عبداللہ کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: جابر! آٹا اور گوشت کو میرے پاس لاؤ'' حضرت جابر گھر کے اندرونی حصے میں تشریف لے گئے اور اپنی اہلیہ سے فرمایا: دیکھو آج آسمان ہدایت کے مہ کامل اپنے تمام ستاروں کے ساتھ ہمارے گھر تشریف فرما ہیں اور انہوں نے آٹا اور گوشت طلب فرمایا۔ اضطراب کی کوئی بات نہیں ہے ہم نے انہیں دعوت دی ہے اور انہوں نے اپنے اصحاب کو۔ ہم ان کا انتظام کریں گے اور وہ اپنے اصحاب کے لئے انتظام فرمارہے ہیں۔ ایمان کامل سے بھرپور صحابیہ نے وہ سامان اٹھا کر اپنے شوہر کے حوالے کیا اور حضرت جابر نے اسے لاکر نبی محترم ﷺ کی بارگاہ میں پیش فرمادیا ۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ان میں لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر اس کھانے سے تمام اصحاب محمد ﷺ نے خوب سیر ہو کر کھایا، مدتوں کا فاقہ مٹایا اور وہ کھانا تمام محلّہ والوں میں تقسیم کیا گیا اور پھر بھی بچ گیا۔ اور حضرت جابر کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ بچا ہوا کھانا اصل کھانے سے زیادہ تھا''۔ (صحیح البخاری: ۵۸۸/۲ کتاب المغازی)

بائبل کے مذکورہ اقتباس اور حضرت جابر کے واقعہ میں یہ بات مشترک ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ اور مسیح علیہما الصلاۃ والسلام دونوں نے کم کھانے میں زیادہ لوگوں کو کھلانے کا عظیم معجزہ دکھایا۔ مگر فرق ہم نشینوں کے ایمان کے وجود وعدم کا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے نبی کے لئے یہ بات ناممکن نظر نہیں آئی کہ چند لوگوں کے کھانے سے ہزاروں اشخاص کو شکم سیر فرمادیں مگر مسیح علیہ السلام کے حوارین کو یہ بات محال نظر آئی کہ ان کا ''خدا'' اتنے کم کھانے میں ایک عظیم بھیڑ کو کھلا سکے۔ سچ کہا ہے مسیح علیہ السلام نے:

A healty tree bears good fruit, but a poor tree bears bad fruit, A healty tree can not bear bad fruit, & a bad

tree can not bear good fruit, & any tree that does not bear good fruit is cut down & thrown in the fire, so then you will know the *falseprophets* by what they do. (Matthew 7/17-20, Published by The Bible Society of Inidia, Bangalore, India)

اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور برا درخت برا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت برا پھل نہیں لاسکتا ہے نہ برا درخت اچھا پھل لاسکتا ہے۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس ان کے پھلوں سے تم ان (جھوٹے مدعیان نبوت۔) {انگریزی اقتباس کا حقیقی ترجمہ یہی ہے۔عنبر مصباحی} کو پہچان لوگے۔ (انجیل متی: ۷/۱۷۔۲۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اب ہم مسیحی حضرات سے مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسی قول کی روشنی میں اصحاب محمد ﷺ اور حوار یین مسیح کے ایمان کا ایک غیر جانب دارانہ جائزہ لیں اور پھر ان کا ''دل منصف'' جو بھی فیصلہ دے گا ہم اسے بسر و چشم تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ کیا ان اقتباسات کی روشنی میں یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ اچھا درخت پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت ہے جس سے اچھے اور میٹھے پھل حاصل ہوئے اور بُرا درخت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کا دعویٰ ہے۔ اسے بلفظ دیگر یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کا یہ قول یہ فیصلہ دینے پر مجبور ہے کہ مذہب اسلام ایک سچا اور حقیقی مذہب ہے جب کہ مذہب مسیحی ایک اختراعی دین ہے۔ اور اگر مسیحی حضرات کو ایسا لگتا ہے کہ ان اقتباسات کی روشنی میں دین اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کی حقانیت ثابت نہیں ہوتی ہے تو بائبل میں مذکور مسیح علیہ السلام کے یہ اقوال کذب و مفتریٰ اور فریب ہیں۔ اور ایسی صورت میں نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔

اور حوار یین کے متعلق بائبل میں مذکور ہے:

At that time Jesus went up a hill to pray & spent the whole night there praying to God, when day came, he called his dicsiples to him & chose twele of them; who he named apostles: Simon {who he named peter} & his brother Andrew; James & John, Philip & Bartholomew, Matthew & Thoms, James son of Alfhaeus, & Simon {who he called the Patriot}, Judas son of James & Judas Iscriot, who became the traitor. (Luke 6/12-16, published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور ان دنوں میں ایسا ہوا کہ وہ پہاڑ پر دعا کرنے کو نکلا اور خدا سے دعا کرنے میں ساری رات گذاری۔ جب دن ہوا تو اس نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر ان میں سے بارہ چن لئے اور ان کو رسول کا لقب دیا۔ یعنی شمعون جس کا نام اس نے پطرس بھی رکھا اور اس کا بھائی اندریاس اور یعقوب اور یوحنا اور فلپس اور برتلمائی۔ اور متی اور توما اور حلفی کا بیٹا یعقوب اور شمعون جو زیلوتیس کہلاتا تھا۔ اور یعقوب کا بیٹا یہوداہ اور یہوداہ اسکریوتی جو اس کا پکڑوانے والا ہوا۔ (انجیل لوقا: ۱۲/۶۔۱۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اب ہم مسیح علیہ السلام کے قول کی روشنی میں جب ان حواریین کی رسالت کو دیکھتے ہیں تو بات صاف ہو جاتی ہے کہ جن رسولوں کو اپنے خدا کی قدرت پہ ایمان نہیں ہے وہ کیا کسی قوم کی رہبری کا فریضہ انجام دے سکیں گے......؟؟

اور حق یہ ہے کہ نہ مسیح خدا ہیں اور نہ ان کے یہ حواریین رُسُل۔ بلکہ مسیح کی الہیت بھی اختراعی اور ان رسولوں کی رسالت بھی جھوٹی (آنے والی سطروں میں ان جعلی رسولوں کے "عظیم اور بے نظیر کارناموں" کو بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ عنبر مصباحی)۔ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِمَّايَكْسِبُوْنَ".

مزید برآں اس خدا کی خدائی تو دیکھئے کہ اس کے حواریین و رُسل انہیں خدا بھی مان رہے ہیں اور مجبور و بے بس بھی۔ کیا کوئی عاجز و مجبور بھی خدا ہو سکتا ہے......؟؟؟

شاید یہ تاریخ کا پہلا واقعہ ہوگا جہاں ایک شیئ کی خدائیت کے ساتھ اس کی بے بسی کا عقیدہ بھی رکھا گیا ہو۔

جن لوگوں نے اقانیم ثلثہ کے جز ولاینفک کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس ''مجسم خدا'' کے دست و پا کو بوسہ دیا اور ان کے عظیم معجزوں کو دیکھا، اس کی طرف سے رسول بنائے گئے، انہیں اس خدا کی قدرت پہ بھی ایمان نہیں ہے تو پھر جن لوگوں نے اسے دیکھا اور نہ ہی اس کے ہاتھوں کا بوسہ لیا وہ اگر اس ''مجبور خدا'' کی قدرت والہیت کا انکار کریں تو انہیں بائبل کے کس صحیح قابل قبول اصول سے مجرم گرداننا درست ہوگا......؟؟؟

دوسرا موازنہ

بلال حبشی کا ایمان

نبی کریم ﷺ نے چالیس سال کی عمر میں اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اور اہل مکہ کو توحید کی دعوت دی تو مکہ کے بہت سے باشندے آپ کے جانی دشمن ہو گئے۔ وہ لوگ جو آپ کو امین و صادق کہتے نہیں تھکتے تھے وہ آپ کے اور آپ کے صحابہ کے خون کے پیاسے بن گئے۔ اس طرح دعوت کے ابتدائی سالوں میں ایمان لانے والوں کی تعداد قلیل ہی رہی۔ جن قلیل افراد نے اپنے دل کے گلشن کو گلابِ ایمان سے معطر کیا ان پر کفار و مشرکین ستم گر بجلیاں گرارہے تھے۔ ظلم و جفا کی آہنی زنجیریں اسلام پسندوں کے سینے اور ان کی پشتوں پہ برس رہی تھیں۔ شیدائے اسلام کی رگوں سے بہنے والا خون اسلام کی سینچائی و سیرابی کے کام آرہا تھا اور پروانۂ محمدی ﷺ اپنے لہو سے کونپلِ اسلام کو تقویت پہونچا رہے تھے۔ حضرت بلال حبشی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کا سنگ دل آقا انہیں عشق مصطفوی ﷺ کی سزا دے رہا تھا۔ ان کے دل میں معطر گلابِ محبت کو ستم کی تمازت میں مرجھانے کی کوشش کی جارہی تھی۔ گرم پتھروں پہ لٹا کر ان کے ایمان وایقان کا امتحان لیا جارہا تھا اور انہیں اسلام سے انحراف پر آمادہ کرنے کے لئے ہر حربہ آزمایا جارہا تھا لیکن قربان جائیے اس سیاہ لعل (Black Diamond) پہ جنہوں نے ہر ستم تو گوارا کرلیا مگر اپنے عشق رسول ﷺ کی چمک کو کم ہونے نہیں دیا اور بالآخر کافروں کی آنکھیں اس کی دمک سے خیرہ ہوگئیں اور اللہ عزوجل نے انہیں وہ عظیم اجر عطا فرمایا کہ آج کروڑوں دلوں کی دھڑکنیں ان کے نام پہ تیز ہوجاتی ہیں اور ان کے تذکرے امت مسلمہ کی مردہ روح کے لئے حیات نو کے پیامبر معلوم ہوتے ہیں۔

وقتِ مصیبت پطرس (Peter) کا مسیح کی شناسائی سے انکار

ایک طرف بلال حبشی کے صبر ومحبت کے اس منظر کو نگاہوں کے سامنے رکھئے اور دوسری طرف مسیح علیہ السلام کے شاگرد خاص پطرس (Peter) جن سے مسیح کو اتنی زیادہ محبت تھی کہ پطرس ان کے سینے پر ٹیک بھی لگا لیا کرتے تھے (انجیل یوحنا: ۱۳/ ۲۳۔۲۵، ۲۱/ ۲۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند) ان کے ایمان کی قوت کو ملاحظہ فرمائیں:

مسیح علیہ السلام کی ولادت کے وقت سے ہی یہودی ان کی جان کے دشمن بنے ہوئے تھے۔ یہودی ربی اور کاہن ان کی گرفتاری اور ان کے قتل کے درپے تھے اور موقع کی تاک میں لگے ہوئے تھے۔ آخر کار ایک مدت دراز کے بعد انہیں وہ لمحہ میسر آ ہی گیا جب انہوں نے سازشوں کے تانے بن کر انہیں (بائبل اور عیسائی عقیدے کے مطابق۔ قرآن اور اسلام کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہے۔) گرفتار کرنے میں کامیابی حاصل کرلی۔ جب وہ بھیڑ مسیح علیہ السلام کو گرفتار کر کے سردار کاہن کے دیوان خانہ لے جارہی تھی تو پطرس بھی ان کے پیچھے

چلتے ہوئے اس حویلی میں داخل ہو گئے۔ وہاں پہونچ کر پطرس کی نگاہ ایک جماعت پہ پڑی جو آگ تاپنے میں مشغول تھی، وہ بھی وہیں ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ اب آگے کا واقعہ بائبل کی زبان سے:

Peter was siting outside in the courtyard when High Priest's servant woman came to him & said: "you too were with Jesus of Galilee" But he denied it in front of them all " I don't know what are you talking about" he answered, & went on out to the entrance of the courtyard, Another servant woman saw him & said to the men threre, " he was with Jesus of Nazareth", again peter denied it & answered," I swear that I don't know that man!", after a little while the men standing there came to Peter " Of course you are one of them" they said, after all, the way you speak gives you away, then peter said, " I swear that I am telling the truth! My God punsih me if I am not! I do not know that man!" (Matthew 26/69-74, Published By The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور پطرس صحن میں بیٹھا تھا کہ ایک لونڈی نے اس کے پاس آکر کہا تو بھی یسوع گلیلی کے ساتھ تھا۔ اس نے سب کے سامنے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں نہیں جانتا تو کیا کہتی ہے۔ اور جب وہ ڈیوڑھی میں چلا گیا تو دوسری نے اسے دیکھا اور جو وہاں تھے ان سے کہا یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا۔ اس نے قسم کھا کر پھر انکار کیا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا۔ تھوڑی دیر بعد جو وہاں کھڑے تھے انہوں نے پطرس کے پاس آکر کہا بے شک تو بھی ان میں سے ہے کیوں کہ تیری بولی سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اس پر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں اس

آدمی کو نہیں جانتا۔ (انجیل متیٰ: ۲۶/۶۹۔۷۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

ذرا انکار کی قوت وتاکید تو ملاحظہ کیجئے کہ حلفیہ اور لعنیہ انکار کیا جارہا ہے۔ ابھی مسیح علیہ السلام گرفتار ہی ہوئے تھے ان کا فیصلہ نہیں ہوا تھا مگر پطرس صرف گرفتاری کے خوف سے بچنے کے لئے مسیح کی شناسائی اور ان کی صحبت کا بھی انکار کردیا۔ جتنی قوت مسیح کی صحبت ومعرفت کے انکار میں صرف کی ہے اگر ان کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوتا تو ان کا طرز عمل یہ نہیں ہوتا۔

شاید اپنے حوارین کے اسی منافقانہ رویہ کو دیکھتے ہوئے مسیح علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا:

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا اور کوئی بات تمہارے لئے نا ممکن نہ ہوگی۔'' (انجیل متی: ۲۱/۲۱۔۲۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

آیئے ذیل میں ہم مذہب مسیحی میں پطرس کا مقام ومرتبہ بھی دیکھ لیں:

(۱) مذہب عیسائیت میں پطرس مسیح علیہ السلام کے ایک رسول کے طور پر مانے اور تسلیم کئے جاتے ہیں۔ مذہب مسیحی کے رسولوں کی فہرست میں پطرس کا نام بھی شامل ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ وہ رسول ہیں بلکہ ان تمام رسولانِ عیسائیت میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ذہن پر بار نہ ہو تو اس اقتباس کو دوبارہ ملاحظہ فرمالیں:

اور ان دنوں میں ایسا ہوا کہ وہ پہاڑ پر دعا کرنے کو نکلا اور خدا سے دعا کرنے میں ساری رات گذاری۔ جب دن ہوا تو اس نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر ان میں سے بارہ چن لئے اور ان کو رسول کا لقب دیا۔ یعنی شمعون جس کا نام اس نے پطرس بھی رکھا اور اس کا بھائی

اندریاس اور یعقوب اور یوحنا اور فلپس اور برتُلمائیؔ اور متی اور توما اور حلفی کا بیٹا یعقوب اور شمعون جو زیلوتیس کہلاتا تھاؔ اور یعقوب کا بیٹا یہوداہ اور یہوداہ اسکر یوتی جو اس کا پکڑوانے والا ہواؔ (انجیل لوقا: ۱۲/۶-۱۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

(۲) پطرس کا ہر لفظ اور ہر کلمہ عیسائیوں کے نزدیک الہام خداوندی اور مقدس ہے۔ ان کے الفاظ اٹل اور واجب العمل ہیں چنانچہ ان کے دو خطوط کو بائبل میں شامل کر کے ''الہامی کتابوں'' کا درجہ دیا گیا ہے۔ (پطرس کا پہلا اور دوسرا عام خط جو بائبل میں شامل ہیں، باب نمبر ۱، آیت نمبر ۱)

(۳) جب حواریین کی ایک کثیر تعداد رسول ہی ٹھہری تو پھر ان کا دیگر انبیاء سے افضل ہونا کیونکر بعید ہوسکتا ہے۔ چنانچہ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق مسیح علیہ السلام کے تمام حواریین بشمول پطرس انبیائے کرام سے افضل ہیں۔ ان کی آنکھیں دیگر انبیاء کرام کی آنکھوں سے افضل۔ ان کے کان دیگر انبیائے کرام کے گوشہائے مبارک سے افضل۔ انجیل متیٰ میں ہے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

As for you, how fortunate you are! your eyes see & your ears hear, I assure you that many prophets & many of God's people wanted very much to see what you see, but they could not, & to hear what you hear, but they did not. (Matthew 12/16-17, Luke 10/23-24, Publsihed by The Bible Society of India, Bangalore, India)

مبارک ہیں تمہاری آنکھیں اس لئے کہ وہ دیکھتی ہیں اور (مبارک ہیں) تمہارے کان اس لئے کہ وہ سنتے ہیںؔ کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بہت سے نبیوں اور راستبازوں کو آرزو تھی کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو دیکھیں مگر نہ دیکھا اور جو باتیں تم سنتے ہو سنیں مگر نہ سنیںؔ (انجیل متیّٰ:

۱۶/۱۳-۱۷،۱۷، انجیل لوقا: ۲۳/۱۰-۲۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

(۴) عیسائی عقیدے کے مطابق مسیح علیہ السلام کے حوارییں اتنے شریف، پاک باز، معصوم اور نیک طینت ہیں کہ کل بروز قیامت اللہ تعالیٰ انہیں منصف وجج کے عہدے پر مامور فرمائے گا۔ وہ انصاف کی کرسی پہ بیٹھ کر بنی اسرائیل کے اعمال اور ان کی کرتوتوں کا فیصلہ فرمائیں گے۔ بائبل میں مذکور ہے کہ پطرس نے مسیح علیہ السلام سے کہا:

We have left every thing & followed you, what will we have?" jesus said to them: you can be sure that when the son of man sits on his glorious throne in the New Age, then you twelve followers fo mine will also sit on thrones, to rule the twelve tribes of Israel. (Matthew 19/ 27-29, Luke 22/30 published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

دیکھ ہم تو سب کچھ چھوڑ کر تیرے پیچھے ہو لئے ہیں۔ پس ہم کو کیا ملے گا؟" یسوع نے ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابنِ آدم (مسیح علیہ السلام نے اپنے لئے یہ کلمہ کم وبیش ستر مرتبہ استعمال کیا ہے۔ انشاء اللہ اس موضوع پر کماحقہ بحث اگلی کسی کتاب میں۔ عنبر مصباحی) نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو، بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کروگے" (انجیل متیٰ: ۱۹/۲۷-۲۹، انجیل لوقا: ۲۲/۳۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

(۵) پطرس کو مذہب مسیحی کا تشریعی منصب عطا کیا گیا۔ تحلیل وتحریم کے سارے اختیارات انہیں دیئے گئے۔ انہیں یہ حق حاصل تھا کہ جس چیز کو چاہے حلال قرار دیں اور جس کو چاہے حرام قرار دیں۔ ان کے زبان کے ہر کلمہ کو فرشتے لوح محفوظ پہ نقش کرتے تھے۔ مسیح علیہ السلام نے از خود پطرس کو زمین وآسمان کی کنجی اور شہنشاہی عطا کی۔ انجیل متیٰ میں ہے کہ مسیح علیہ

السلام نے پطرس کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

I will give you the keys of the kingdom of heaven; *what you prohibit on earth will be prohibited in heaven,* & *what you permit on earth will be permitted in heaven."* (Matthew 16/19, Published by The Bible Society of India, Bangalore)

میں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں تجھے دوں گا اور جو کچھ تو زمین پر باندھے گا آسمان پر بندھے گا {جو کچھ تو زمین پر ناجائز قرار دے گا وہ آسمان پر بھی ناجائز شمار کیا جائے گا۔} اور جو کچھ تو زمین پر کھولے گا وہ آسمان پر کھلے گا۔ {اور جو کچھ تو زمین پر جائز قرار دے گا وہ آسمان پر بھی جائز قرار دیا جائے گا''۔ انگریزی اقتباس کا حقیقی ترجمہ یہی ہے۔عنبر مصباحی} (انجیل متّیٰ: ۱۹/۱۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

ایسا نہیں کہا جاسکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے صرف دینے کا وعدہ کیا ہے، اس اقتباس میں یہ کہاں ہے کہ انہیں یہ منصب عطا بھی ہوا۔ اس پر عرض یہ ہے کہ ہمارا خدا تو سبحان ہے ہی ہمارے رسول کا اخلاق بھی یہ ہے کہ جو وعدہ کیا اسے پورا کیا۔ ہاں! اگر آپ کے خدا شریفوں کی اس علامت سے محروم ہوں تو ہمیں کچھ نہیں کہنا۔ البتہ اتنا پوچھنا ضرور چاہوں گا کہ آخر وہ کیا اسباب تھے جن کی بنیاد پہ مسیح علیہ السلام نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا؟ اگر وعدہ خلافی کا یہ نقص مسیح علیہ السلام کی جانب سے تھا تو پھر ماشاء اللہ ایسے خدا کی خدائی پہ کیا اعتبار؟ اور اگر کوئی نقص پطرس میں پیدا ہو گیا تھا کہ جس کی بنیاد پر مسیح علیہ السلام نے انہیں اس منصب کے لئے نا اہل قرار دیا تو اسے بھی ظاہر کر دیں؟ اور لگے ہاتھوں اس کے ساتھ اس سوال کا جواب بھی مرحمت فرما دیں کہ ایسے غیر معتبر شخص کو رسالت اور تحلیل وتحریم کا کلی اختیار تفویض کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے......؟؟

(٦) جب پطرس کو منصب تشریعی دیا گیا تو اس سے دوسرے حوارین کو ضرور تھوڑی تکلیف

ہوئی ہوگی کہ اسے منصب تشریعی ملا اور ہمیں کچھ نہیں۔ اس کی بھرپائی کے لئے مسیح علیہ السلام نے انہیں منصب تشریعی سے بھی بڑا مقام عطا کیا کہ وہ تو صرف حلال وحرام کے مالک تھے مگر انہیں ''منصب غفور'' پہ فائز کر دیا کہ پطرس کے حلال وحرام کی سرحدوں کو توڑ کر آنے والا تمہارے دامن میں پناہ لے سکتا ہے۔ مسیح علیہ السلام نے بشمولِ پطرس تمام حوارین کو روح القدس عطا فرمایا اور پھر انہیں گناہ بخشنے کا اختیار کامل دے دیا۔ انہیں بلا قید وشرط یہ اختیار دیا کہ آپ جس کے گناہ چاہیں بخش دیں اور جس کے گناہ نہ بخشنا چاہیں نہ بخشیں۔ لوح محفوظ اور اقلام ملائک آپ کے حکم کی اتباع کریں گے۔ ملاحظہ ہو:

Then he breathed on them & said, "recieve the Holy Spirit". If you forgive pepole's sins, they are forgiven; If you do not forgive them, they are not forgiven. (Matthew 20/22-23, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور یہ کہہ کر ان پر پھونکا اور ان سے کہا روح القدس لوؕ جن کے گناہ تم بخشو ان کے بخشے گئے اور جن کے گناہ تم قائم رکھو ان کے قائم رکھے گئےؕ (انجیل یوحنا: ۲۰/۲۲۔۲۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

(۷) پطرس کا نام دنیا اور دین مسیحی کے ان خواص الخواص میں آتا ہے جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان سے اور الیاس علیہما السلام سے ملاقات کی ہے۔ مسیح علیہ السلام پطرس، یعقوب اور یوحنا کو ہمراہ لے کر ایک اونچے پہاڑ پر تنہائی میں لے گئے اور ان کے سامنے مسیح علیہ السلام کی صورت بدل گئی۔ وہ ایک نئی شکل میں ان کے سامنے جلوہ افروز تھے۔ اور اناجیل کے مصنفین کے بقول اس وقت مسیح علیہ السلام کا چہرہ سورج کے مانند چمکنے لگا اور ان کی پوشاک نور کی مانند سفید ہوگئی۔ اب اس کے آگے کیا ہوا وہ بائبل کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

Then the three dicsiples saw Elijah & Moses talking with Jesus, Peter spoke up & said to Jesus: "Teacher, how good it is that we are here!........Then a cloud appeared and recovered them with its shadow and a voice came from the cluod, "this is my own dear son-listen to him!", they took a quick look round but did not see anyone else: only Jesus was with them. (Mark 9/2-8, Matthew 17/1-8, Luke 9/28-36, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور ایلیاہ (الیاس) موسیٰ کے ساتھ ان کو دکھائی دیا اور وہ یسوع کے ساتھ باتیں کرتے تھے۔ پطرس نے اس سے کہا ہمارا یہاں رہنا اچھا ہے (کہ ہم نے وہ دیکھا جو اوروں نے نہیں دیکھا)....... پھر ایک بادل نے ان پر سایہ کرلیا اور اس بادل سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ اس کی سنو۔ اور انہوں نے یکا یک چاروں طرف نظر کی تو یسوع کے سوا اور کسی کو اپنے ساتھ نہ دیکھا۔ (انجیل مرقس: ۹/۲۔۸، انجیل متی: ۱۷/۱۔۸، انجیل لوقا: ۹/۲۸۔۳۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

(۸) جب مسیح علیہ السلام کے حواریین رسول ہوئے۔ لوح محفوظ اور قلم فرشتگاں ان کے تابع وفرماں بردار ٹھہرے تو پھر اسرار الٰہی ان سے کیسے پنہاں رہ سکتے ہیں چنانچہ بائبل کی رو سے حواریین اسرار الٰہی کے رازدار بھی ہیں۔ مسیح علیہ السلام ان ہی حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

The knowledge of kingdom of God has given to you. (Luke 8/10, Mark 4/11, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

تم کو خدا کی بادشاہی کا بھید دے دیا گیا ہے۔ (انجیل لوقا: ۸/۱۰، انجیل مرقس: ۴/۱۱، مطبوعہ دی

بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

(۹) مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریین کے حق میں شیطان کے شر سے حفاظت اور ان کے دلوں کی تطہیر کی خصوصی دعا کی:

I do not ask you to take them out of the world, but I do ask you to keep them safe from *the evil one*..........Dedicate them to your self by means of the truth, your word is truth. (John 17/15-17, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

میں یہ درخواست نہیں کرتا کہ تو انہیں دنیا سے اٹھالے بلکہ یہ کہ اس شریر (شیطان) سے ان کی حفاظت فرما۔......انہیں سچائی کے وسیلے سے مقدس کر۔ تیرا کلام سچائی ہے۔ (انجیل یوحنّا: ۱۷/۱۵۔۱۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

(۱۰) ان تمام مناصب کے ہوتے ہوئے مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریین کو ایک اور خوش خبری دے رکھی تھی کہ کوئی ان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا۔

Everyone will hate you because of me, But not a single hair from your heads will be lost, Stand firm & you will save yourselves. (Luke 21/18-19, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور میرے نام کے سبب سے سب لوگ تم سے عداوت رکھیں گے۔ لیکن تمہارے سر کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ اپنے صبر سے تم اپنی جانیں بچائے رکھو گے۔ (انجیل لوقا: ۲۱/۱۸۔۱۹، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

پطرس کے سامنے مسیح علیہ السلام نے پہلے ہی یہ پیشن گوئی کی تھی وہ وقت مصیبت ان کی شناسائی کا انکار کرے گا مگر پطرس نے اس عزم کا اظہار کیا کہ اس کی جان چلی جائے

تب بھی وہ آپ کی معرفت کا انکار نہیں کرے گا۔ ملاحظہ ہو:

Peter spoke up & said to Jesus, "I will never leave you, even though all the rest do!" Jesus said to Peter, "I tell you that before the cock crows tonight, you will say three times that you do not know me" Peter answered, "I will never say that, even if I have to die with you!" and all the other disciples said the same thing. (Matthew 26/ 34-35, Published by The Bible Society of India, Banglaore, India)

پطرس نے جواب میں اس سے کہا گو سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں گے لیکن میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤں گا۔ یسوع نے اس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ اسی رات مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کرے گا۔ پطرس نے اس سے کہا اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے تو میں تیرا انکار ہرگز نہ کروں گا۔ اور سب شاگردوں نے بھی اسی طرح کہا۔ (انجیل متی: ۲۶/۳۳۔۳۵، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اور مرقس نے اپنی انجیل میں اس وقت کی منظر نگاری ان الفاظ میں کی ہے:

لیکن اس (پطرس) نے بہت زور دے کر کہا اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے تو میں تیرا انکار ہرگز نہ کروں گا۔ اسی طرح اور سب نے بھی کہا۔ (۱۴/۳۱، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

کیا مسیح علیہ السلام کے قول ''درخت کو ان کے پھلوں سے پہچانو'' کی روشنی میں اب بھی ہم یہ کہنے میں حق بہ جانب نہ ہوں گے کہ دین محمدی حق ہے جس کے ادنیٰ پھلوں نے اپنی قوت ایمانی سے یہ ثابت کر دکھایا کہ ان کا درخت بہت مضبوط اور نہایت اچھا ہے۔ جب کہ اس کے برعکس دین مسیحی کے رسولوں کی قوت ایمانی اس کے حسن کے گردِ پا کو بھی پانے سے قاصر ہے۔

تیسرا موازنہ

وقتِ ہجرت علی برفراشِ رسول ﷺ

اعلان نبوت کے بعد سے ہی سرداران قریش اور مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کے دشمن ہو چکے تھے تاہم وہ ابو طالب کی حیات تک قول و گفتار اور سماجی مقاطعہ سے کام لیتے رہے۔ مگر ابو طالب کی وفات کے بعد ان کے ظلم کا دہانہ کھل پڑا اور وہ کھلم کھلا پیغمبر اسلام ﷺ کو ایذا پہونچانے لگے۔ نبی کریم ﷺ ان کی ایذا رسانی کو درگذر فرما دیتے اور ان سے کچھ بھی تعرض نہ فرماتے۔ ان کے ہر ظلم کے جواب میں بس یہی ارشاد فرماتے: لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ "۔ (سورۃ الکافرون: ٦) لیکن آہستہ آہستہ ان کی ستم رانیوں کا سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا گیا اور وہ پیغمبر اسلام ﷺ کے قتل کی سازشیں کرنے لگے۔ اللہ رب العزت کی جانب سے وحی آئی کہ آپ ہجرت کر کے یثرب (مدینہ منورہ) تشریف لے جائیں۔ اہل یثرب آپ کے قدموں تلے پلکیں بچھانے کو بے تاب ہیں۔ حکم ربانی کے نزول کے بعد اب مکہ سے ہجرت فرض بن چکی تھی۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے رفیق ہمدم ابو بکر کو ساتھ لے کر ہجرت کا قصد فرمایا۔ مگر مسئلہ یہ درپیش تھا کہ ہجرت کو مخفی رکھنا تھا اور کچھ لوگوں کی آپ ﷺ کے پاس امانتیں تھیں جن کی ادائیگی نہ کرنا شان انسانیت و رسالت کے خلاف ہے جب کی حالت یہ تھی کہ قریش کے جوان کا شانۂ اقدس کے باہر ننگی تلواریں اور پیغمبر اسلام ﷺ کے قتل کی خواہش لئے منتظر تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ وہ آپ کے بستر نور پہ آج کی شب آرام کریں اور کل صبح تمام امانتیں ادا کر کے مدینہ آجائیں۔ اس وقت کسی بھی شخص کا جواب یہی ہوتا کہ آپ اپنی جان بچا کر مجھے اپنے بستر پر قتل ہونے کے لئے سلا رہے ہیں؟؟ میں آپ کے اس حکم سے اتفاق نہیں رکھتا۔ مگر ایک صحابی رسول ﷺ حضرت علی نے عملاً جو جواب

دیا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس بستر نور پہ سونے کا شرف ملائکہ کو بھی نہیں ملا ہے۔ میں دنیا کی سعید ترین مخلوق ہوں جسے کاشانۂ اقدس کے اندر بستر افضل الرسل ﷺ پر استراحت کا خصوصی حکم بارگاہ الٰہی اور بارگاہ نبوی سے صادر کیا جارہا ہے۔ یہ میری قسمت کی معراج ہے۔ حضرت علی بستر نور پہ لیٹ گئے اور نبی محتشم ﷺ نے ایک مشت خاک اٹھا کر اس پر سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کی اور اسے کفار کی جانب پھینکتے ہوئے ہوا میں اچھال دیا۔ اس خاکِ پاک کی برکت سے کفار کی آنکھیں بے بصارتی کا شکار ہوگئیں اور پیغمبر اسلام ﷺ اپنے جاں نثار صحابی حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ یثرب (مدینہ) کی طرف نکل پڑے''۔

یہ ایک رسول کے صحابی کا ایمان ہے کہ نبی کی جان پہ جاں واری دنیا و آخرت کی سب سے عظیم نعمت ہے۔ حکم نبی پر اگر سر کٹتا ہے تو یہ اس کے لئے سعادت کی بات ہے۔ قسمت کی معراج یہی تو ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے ان کی بارگاہ میں اپنے سر کا نذرانہ پیش کیا جائے۔ اور ایمان کی قوت تو دیکھئے کہ ایک لمحے کے لئے بھی انہیں تردد نہیں ہوا۔ قتل کا خوف کہیں دامن گیر نہیں ہوا۔ ماتھے پر شکنیں تک نمودار نہیں ہوئیں کہ مجھے تلواروں کے سایہ تلے سونے کا حکم کیوں دے رہے ہیں۔ بلکہ ان کے ایمان نے ان کے دل میں ایک ایسے گلشن کی آبیاری کر رکھی تھی کہ جس کے ہر پتے اور گل سے یہی صدا آرہی تھی کہ جب نبی کریم ﷺ کا حکم ہے تو میں یہاں ضرور رکوں گا۔ آسمان کی رفعت اس کے مشتق سے انحراف کرتے ہوئے پستی میں اور زمین کی پستی بلندی میں تبدیل ہو سکتی ہے مگر ان کے الفاظ غلط نہیں ہو سکتے ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ میں کل امانتیں ادا کر کے مدینہ کی جانب ہجرت کر جاؤں اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس بستر نور پہ لیٹ کر میں اتنا مبارک ہو جاؤں گا کہ کل کے روز موت بھی میرے سامنے آنے کے تصور ہی

سے پسینہ پسینہ ہو جائے گی۔

ایک طرف اس تاریخی دستاویز کو دل کے نہاں خانے میں محفوظ رکھئے اور پھر اسے پڑھئے جو دیدۂ عبرت ہے:۔

یہوداہ کا مسیح کو تیس درہم کے عوض یہودیوں کے ہاتھ فروخت کرنا

مسیح علیہ السلام کے شاگردوں کی تعداد ستر سے زیادہ تھی۔ ان میں بھی مسیح علیہ السلام نے کچھ حضرات کو خصوصی ترقی دی تھی اور انہیں ''رسول'' کے منصب جلیل پہ فائز کیا تھا۔ رسولوں کے اسماء کی فہرست اوپر ذکر کی گئی ہے۔ رسولانِ عیسائیت کے اسماء کی فہرست اگر ذہن سے نکل گئی ہو تو اسے ایک بار پھر تازہ کرلیں تاکہ موازناتی تحریر کا لطف کما حقہ آ سکے:

اور ان دنوں میں ایسا ہوا کہ وہ پہاڑ پر دعا کرنے کو نکلا اور خدا سے دعا کرنے میں ساری رات گذاری ۔ جب دن ہوا تو اس نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر ان میں سے بارہ چن لئے اور ان کو رسول کا لقب دیا۔ یعنی شمعون جس کا نام اس نے پطرس بھی رکھا اور اس کا بھائی اندریاس اور یعقوب اور یوحنا اور فلپس اور برتلمائی۔ اور متی اور توما اور حلفی کا بیٹا یعقوب اور شمعون جو زیلوتیس کہلاتا تھا۔ اور یعقوب کا بیٹا یہوداہ اور یہوداہ اسکریوتی جو اس کا پکڑوانے والا ہوا۔ (انجیل لوقا: ۱۲/۶-۱۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اوپر جو خصوصیات حوارییں کی ذکر کی گئی ہیں ان میں یہوداہ تو برابر کے حصہ دار تھے ہی، ان کے علاوہ انہیں ایک اور فضلیت یہ حاصل تھی کہ وہ مسیح علیہ السلام کے خزانے کے امین بھی تھے۔ (انجیل یوحنا: ۲۹/۱۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

جب مسیح تثلیثی مذہب کے خدا ہی ٹھہرے تو ان کے کچھ رسول بھی ہونے چاہئے۔ سو انہوں نے اپنے ''خدائی اختیار'' کا استعمال کرتے ہوئے اپنے ان بارہ شاگردوں کو ''رسالت کے منصب جلیل'' پہ فائز کیا۔ ہمیں اس پہ اعتراض نہیں کہ انہوں نے کیوں ان بارہ

اشخاص کو رسالت سونپی۔ بھلا ہم کون ہیں جو عیسائیوں کے خدا کے تصرفات پہ انگشت نمائی کریں۔ مگر اتنا عرض کرنے کی اجازت تو شاید تمام عقلمندوں کی جانب سے مجھے ہوگی ہی کہ جس شخص کو خدا منصب رسالت تفویض کر کے لوگوں کی رہبری کے لئے مبعوث کرتا ہے وہ اپنے اخلاق و کردار اور خصائل و فضائل میں موجودہ وقت کی تمام اولاد آدم پہ یا کم از کم ہم منصب افراد کے علاوہ بقیہ تمام خلائق پہ فائق ہوتے ہیں اور ہونا بھی چاہئے ورنہ وہ کس منہ سے لوگوں کو حسنات کی ترغیب دیں گے۔ مگر عیسائیت کے ''رسولوں'' کا حال یکسر مختلف ہے۔ وہ کذب، فریب اور رشوت ستانی کے ماہر ہیں۔ انہی ''رسولان عیسائیت'' میں ایک نام یہوداہ اسکر یوتی کا بھی ہے۔ اس نے جو کارنامہ انجام دیا وہ کوئی بھی شریف شخص انجام نہیں دے سکتا ہے چہ جائے کہ ''رسول''۔ ہاں! عیسائیت کے رسولوں کا ایسا شیوہ ہوسکتا ہے۔ وہ ''بے مثل رسول'' خود اپنے ''خدا'' کے ساتھ ہی فریب کرنے لگا۔ بائبل میں ہے:

Judas Iscariot was one of the twele disciples he went to the chief priest & asked: how much will you give me if I help you arrest Jesus? they paid thirty silvers coins, & from then he started looking for a good chance to betry Jesus. (Matthew 26/14-16; Mark 14/10-11; Luke 22/3-6, Published American Bible Society, New York, America)

اس وقت ان بارہ میں سے ایک نے جس کا نام یہوداہ اِسکر یوتی تھا سردار کاہنوں کے پاس جا کر کہا کہ: اگر میں اسے (مسیح کو) تمہارے حوالے کرادوں تو مجھے کیا دوگے؟ انہوں نے اسے تیس روپے تول کر دے دئے: اور وہ اس وقت سے اسے پکڑوانے کا موقع ڈھونڈنے لگا: (متی: ۲۶/۱۴۔۱۶، مرقس: ۱۴/۱۰۔۱۱، لوقا: ۲۲/۳۔۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اگر عیسائی محققین اجازت دیں تو عرض کروں:

یہ کیوں کر ممکن ہو گیا کہ ''خدائے عیسائیت'' نے ایک بدعمل شخص کو منصب رسالت تفویض کر دیا......؟؟؟

ایک رشوت خور اور بدعنوان انسان کو رسول بنا کر لوگوں کی رہبری مقصود تھی یا رہزنی......؟؟؟

اگر ''خدائے عیسائیت'' کو یہ بات معلوم تھی کہ یہوداہ اسکریوتی بے ایمان اور غدار ہے تو پھر انہوں نے ازخود اسے منصب رسالت پہ کیوں فائز کیا......؟؟؟

اور اگر وہ اس کے نفس کی شرارت سے واقف نہیں تھے تو پھر وہ خدا ہی کیسا جو لوگوں کے احوال اور ان کے عواقب کے تعلق سے وصف جہالت سے متصف ہو......؟؟؟

مزید یہ کہ بات اگر صرف خداع کی کوشش تک ہی محدود ہوتی تو کم شناعت تھی مگر خدا بھی فریب کھا گئے۔ آخر وہ خدا ہی کیسا جو ایک انسان کے فریب کا شکار ہو گیا......؟؟؟

ایک ادنیٰ درجے کا بے غیرت شخص بھی جب بے غیرتی کا مظاہرہ کرتا ہے تو کم از کم اپنے ماں باپ، رشتہ داروں اور پیر و مرشد کا گھرانہ چھوڑ کر کہیں اور یہ کارنامہ انجام دیتا ہے مگر عیسائیت کے رسول کا حال اس سے مختلف نظر آ رہا ہے۔ اس نے خود اپنے خدا کو ہی دھوکہ دے دیا۔ اور انہی کی جان تیس دینار کے عوض دشمنوں کے ہاتھوں فروخت کر دی۔ اس موقع سے مجھے شدت کے ساتھ ایک مسخرے کا یہ جملہ یاد آ رہا ہے: چور بھی اپنے آشیانے سے کم از کم دو چار گھر چھوڑ کر چوری کرتا ہے۔ لیکن عیسائیت کے ''رسولوں'' کا حال ''انتہائی شریفوں'' کے اس قاعدہ سے بھی مستثنیٰ ہے۔

سچ کہا ہے مسیح علیہ السلام نے:

A healty tree bears good fruit, but a poor tree bears bad fruit, A healty tree can not bear bad fruit, & a bad tree can not bear good fruit, & any tree that does not bear

good fruit is cut down & thrown in the fire, so then you will know ***the false prophets*** by what they do. (Matthew 7/17-20, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور برا درخت برا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت برا پھل نہیں لاسکتا ہے نہ برا درخت اچھا پھل لاسکتا ہے ۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس ان کے پھلوں سے تم ان (جھوٹے مدعیانِ نبوت ۔ انگریزی اقتباس کا حقیقی ترجمہ یہی ہے۔ عنبر مصباحی) کو پہچان لوگے۔ (انجیل متّٰی: ۷/ ۱۷۔۲۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اگر ہم انگریزی اقتباس میں Prophets کے ساتھ Gods کا بھی اضافہ کرلیں تو عبارت میں جامعیت پیدا ہوجائے گی اور مطلب ہوگا کہ "تم ان کے پھلوں سے ہی ان جھوٹے مدعیانِ الٰہیت ونبوت کو پہچان لوگے"۔ اور جب "خدائے عیسائیت" اچھا پھل (اچھے رسول) لانے سے قاصر رہے تو کیوں نہ انہیں گلشن الوہیت سے کاٹ کر آتشِ عبدیت کے حوالے کردیا جائے......؟؟؟

اور اسی طرح جب رسولان عیسائیت اچھے اعمال پیش کرنے کے سے قاصر رہے تو کیوں نہ انہیں "خیابانِ شرفا" سے کاٹ کر مئے نوشوں، رشوت خوروں اور بدعنوانوں کی جھاڑی میں پھینک دیا جائے......؟؟؟

اور ایک دیگر مقام پہ اسلام کو تقویت پہونچاتے ہوئے مسیح فرماتے ہیں:

کیوں کہ کوئی اچھا درخت نہیں جو برا پھل لائے اور نہ کوئی برا درخت ہے جو اچھا پھل لائے۔ ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ کیوں کہ جھاڑیوں سے انجیر نہیں توڑتے اور نہ جھڑبیری سے انگور۔ (انجیل لوقا: ۶/ ۴۳۔۴۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور)

حضرت مسیح کی ''الٰہی تعلیمات'' نے جو کام نہیں کیا وہ کام پیغمبر اسلام ﷺ کی ''نبوی تعلیمات'' نے کر دکھایا۔ اور مسیح علیہ السلام کے بقول جھاڑیوں (جھوٹے مدعی الوہیت کی تعلیمات) سے انجیر (اچھے رسول) نہیں توڑے جاتے اور نہ جھڑ بیری (جھوٹے مدعی نبوت کی تعلیمات) سے انگور (اچھے افراد) حاصل کئے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائی کا یہ سارا دعویٰ سفید جھوٹ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور حق یہی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ مسیح علیہ السلام سے افضل ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے اپنی نبوی تعلیمات سے جو معجزہ کر دکھایا وہ خود اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ ان کے پھلوں (صحابہ کے ایمان) کو دیکھ کر اس درخت (پیغمبر اسلام ﷺ کی حقانیت) کو پہچانا جائے۔

چوتھا موازنہ

جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے صحابہ کی جاں نثاری

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے وقت ایسا لگتا تھا کہ مکہ کے مشرکین اپنی نازیبا حرکتیں بند کر کے ہمیشہ ہمیش کے لئے خاموشی اختیار کرلیں گے۔ مگر سرکشی سرشت افراد سے اس طرح کی توقع عقل و دانش کو فریب دینے کے مترادف ہے۔ وہ اپنی ایذا رسانیوں کا سلسلہ پیہم جاری رکھے ہوئے تھے اور اسی کے نتیجے میں حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے کنویں کے پاس رونما ہوا، جس میں اسلام پسندوں کے ۳۱۳/ افراد نے طاغوتی لشکر کی عظیم تعداد کو شکست فاش دے کر دنیا والوں پہ یہ بات واضح کر دی کہ مسلمان اپنے ایمان و عقیدے کی حفاظت کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کو تیار کھڑے ہیں۔ پہلی جنگ میں ہزیمت نے کفار مکہ اور بالخصوص سرداران قریش کو اسلام دشمنی کے جنون میں مبتلا کر دیا اور انہوں نے میدان بدر سے واپسی کے وقت ہی مسلمانوں کو سال آئندہ پھر مقابلہ آرائی کا پیغام سنا دیا۔

کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ حسب وعدہ مکہ کے ستم گر اور مدینہ کے مدافعین جنگ کے لئے احد کے میدان میں پہونچ گئے۔ میدان میں پہونچتے ہی پیغمبر اسلام ﷺ نے تیر اندازوں کے ایک جتھے کو پہاڑ پہ بٹھا دیا اور یہ حکم دیا کہ وہ تا حکم ثانی وہیں جمے رہیں اگر چہ ہم فتحیاب ہو جائیں لیکن پھر بھی وہ اپنی اپنی پوزیشنوں پہ قائم رہیں۔ جنگ شروع ہوئی اور مسلمانوں کی جرأت و دلیری کے سامنے کفار سرنگوں ہو کر بھاگنے لگے۔ کفار کے بھاگتے ہوئے لشکر کو دیکھ کر مسلمان مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اور یہ منظر دیکھ کر پہاڑی پہ بیٹھے تیر انداز بھی ان کا ہاتھ بٹانے کے لئے اتر پڑے۔ جب خالد بن ولید اور ان جیسے چند مدبر مکہ والوں نے مسلمان تیر اندازوں کو اپنی پوزیشن چھوڑتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے پلٹ کر دوبارہ وار کر دیا اور اس طرح رسول خدا ﷺ کے حکم سے بے توجہی کے سبب مسلمانوں نے جیتی ہوئی بازی کھو دی۔ اس وقت مشرکین کا ایک دستہ نبی کریم ﷺ کے قتل کے ارادے سے آپ کی طرف بڑھا لیکن قربان جائیے ابوبکر صدیق، عمر فاروق، علی مرتضی، سعد بن وقاص، ابوعبیدہ بن جراح، ابوطلحہ، زبیر بن عوام، عبدالرحمٰن بن عوف، عمارہ، زیاد، مصعب بن عمیر، اور ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمیت دیگر صحابہ پہ کہ انہوں نے اپنے جسموں کا حصار بنا کر نبی کریم ﷺ کی حفاظت فرمائی اور کفار کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ اس دل دوز معرکہ میں حفاظتی دیوار کی چند اینٹیں حضرت زیاد، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت عمارہ اور حضرت ابو دجانہ اسی میدان احد سے دنیا سے اٹھا کر جنت کے محلات کی زینت بنا دی گئیں۔

ایک طرف جنگ اُحد کے اس منظر کو دل کے تختی پہ محفوظ رکھئے اور پھر دین مسیحی کا جائزہ لیجئے۔ اس وقت دین اسلام کی حقانیت اور پیغمبر اسلام ﷺ کی فضلیت بشمول ''خدائے عیسائیت یسوع'' تمام افراد عالم پہ آفتاب نیمروز کی طرح غالب نظر آئے گی۔

وقت مصیبت حواریین مسیح کو چھوڑ کر بھاگ گئے:

آپ دین مسیحی میں حواریین کا مقام ومرتبہ اوران کی ''رسالت'' کا تذکرہ بھی پڑھ ہی چکے ہیں مگر یاددہانی کے لئے ایک بار پھر دیکھ لیں:

(۱) اوران دنوں میں ایسا ہوا کہ وہ پہاڑ پر دعا کرنے کو نکلا اور خدا سے دعا کرنے میں ساری رات گذاری ۔ جب دن ہوا تو اس نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر ان میں سے بارہ چن لئے اوران کو رسول کا لقب دیا۔ یعنی شمعون جس کا نام اس نے پطرس بھی رکھا اور اس کا بھائی اندریاس اور یعقوب اور یوحنا اور فلپس اور برتلمائی۔ اور متی اور توما اور حلفی کا بیٹا یعقوب اور شمعون جو زیلوتیس کہلاتا تھا۔ اور یعقوب کا بیٹا یہوداہ اور یہوداہ اسکریوتی جو اس کا پکڑوانے والا ہوا۔ (انجیل لوقا:۶/۱۲۔۱۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

(۲) جب حواریین کی ایک کثیر تعداد رسول ہی ٹھہری تو پھر ان کا دیگر انبیاء سے افضل ہونا کیونکر بعید ہوسکتا ہے۔ چنانچہ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق مسیح علیہ السلام کے تمام حواریین بشمول پطرس انبیائے کرام سے افضل ہیں۔ان کی آنکھیں دیگر انبیاء کرام کی آنکھوں سے افضل۔ان کے کان دیگر انبیائے کرام کے گوشہائے مبارک سے افضل۔انجیل متیٰ میں ہے کہ مسیح علیہ السلام نے حواریین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

As for you, how fortunate you are! your eyes see & your ears hear, I assure you that many prophets & many of God's people wanted very much to see what you see, but they could not, & to hear what you hear, but they did not. (Matthew 12/16-17, Luke 10/23-24, Publsihed by The Bible Society of India, Bangalore, India)

مبارک ہیں تمہاری آنکھیں اس لئے کہ وہ دیکھتی ہیں اور (مبارک ہیں) تمہارے کان اس

لئے کہ وہ سنتے ہیں؛ کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بہت سے نبیوں اور راستبازوں کو آرزو تھی کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو دیکھیں مگر نہ دیکھا اور جو باتیں تم سنتے ہو سنیں مگر نہ سنیں؛ (انجیل متیٰ: ۱۶/۱۲-۱۷، انجیل لوقا: ۲۳/۱۰-۲۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

(۳) عیسائی عقیدے کے مطابق مسیح علیہ السلام کے حواریین دربارِ الٰہی کے منصف اور جج ہیں۔ خود بائبل میں مذکور ہے کہ پطرس نے مسیح علیہ السلام سے کہا:

We have left every thing & followed you, what will we have?" jesus said to them: you can be sure that when the son of man sits on his glorious throne in the New Age, then you twelve followers fo mine will also sit on thrones, to rule the twelve tribes of Israel. (Matthew 19/ 27-29 published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

دیکھ ہم تو سب کچھ چھوڑ کر تیرے پیچھے ہولئے ہیں۔ پس ہم کو کیا ملے گا؟؛ یسوع نے ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابنِ آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہولئے ہو، بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کروگے؛ (۱۹/۲۷-۲۹، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

(۴) پطرس کو مسیح علیہ السلام نے زمین و آسمان کی کنجی اور شہنشاہی عطا کی۔ خود بائبل میں ہے کہ مسیح علیہ السلام نے پطرس کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

I will give you the keys of the kingdom of heaven; <u>what you prohibit on earth will be prohibited in heaven,</u> & <u>what you permit on earth will be permitted in heaven."</u> (Matthew 16/19, Published by The Bible Society of India, Bangalore)

میں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں تجھے دوں گا اور جو کچھ تو زمین پر باندھے گا آسمان پر بندھے گا

{جو کچھ تو زمین پر ناجائز قرار دے گا وہ آسمان پر بھی ناجائز شمار کیا جائے گا۔} اور جو کچھ تو زمین پر کھولے گا وہ آسمان پر کھلے گا؛ {اور جو کچھ تو زمین پر جائز قرار دے گا وہ آسمان پر بھی جائز قرار دیا جائے گا"۔ انگریزی اقتباس کا حقیقی ترجمہ یہی ہے۔ عنبر مصباحی} (انجیل متّیٰ: ۱۹/۱۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

(۵) پطرس کا نام دنیا اور دین مسیحی کے ان خواص الخاص اشخاص میں آتا ہے جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان سے اور الیاس علیہ السلام سے ملاقات کی ہے۔ مسیح علیہ السلام پطرس، یعقوب اور یوحنا کو ہمراہ لے کر ایک اونچے پہاڑ پر تنہائی میں لے گئے اور ان کے سامنے ہی مسیح علیہ السلام کی صورت بدل گئی۔ وہ ایک نئی شکل میں ان کے سامنے جلوہ افروز تھے۔ اور اناجیل کے مصنفین کے بقول اس وقت مسیح علیہ السلام کا چہرہ سورج کے مانند چمکنے لگا اور ان کی پوشاک نور کی مانند سفید ہوگئی۔ اب اس کے آگے کیا ہوا وہ بائبل کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

Then the three dicsiples saw Elijah & Moses talking with Jesus, Peter spoke up & said to Jesus: "Teacher, how good it is that we are here!........Then a cloud appeared and recovered them with its shadow and a voice came from the cluod, "this is my own dear son-listen to him!", they took a quick look round but did not see anyone else: only Jesus was with them. (Mark 9/2-8, Matthew 17/1-8, Luke 9/28-36, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور ایلیاہ (الیاس) موسیٰ کے ساتھ ان کو دکھائی دیا اور وہ یسوع کے ساتھ باتیں کرتے تھے۔ پطرس نے اس سے کہا ہمارا یہاں رہنا اچھا ہے (کہ ہم نے وہ دیکھا جو اوروں نے نہیں دیکھا)

...... پھر ایک بادل نے ان پر سایہ کر لیا اور اس بادل سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ اس کی سنو۔ اور انہوں نے یکا یک چاروں طرف نظر کی تو یسوع کے سوا اور کسی کو اپنے ساتھ نہ دیکھا۔ (انجیل مرقس: ۲/۹۔۸، انجیل متی: ۱/۱۷۔۸، انجیل لوقا: ۲۸/۹۔۳۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

(۶) بائبل کی رو سے حواریین اسرار الٰہی کے رازدار ہیں۔ مسیح علیہ السلام انہی حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

The knowledge of kingdom of God has given to you. (Luke 8/10, Mark 4/11, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

تم کو خدا کی بادشاہی کا بھید دے دیا گیا ہے۔ (انجیل لوقا: ۸/۱۰، انجیل مرقس: ۴/۱۱، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

(۷) مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریین کے حق میں شیطان کے شر سے حفاظت اور ان کے دلوں کی تطہیر کی خصوصی دعا کی:

I do not ask you to take them out of the world, but I do ask you to keep them safe from the evil one .....Dedicate them to your self by means of the truth, your word is truth. (John 17/15-17, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

میں یہ درخواست نہیں کرتا کہ تو انہیں دنیا سے اٹھا لے بلکہ یہ کہ اس شریر (شیطان) سے ان کی حفاظت فرما۔ .... انہیں سچائی کے وسیلے سے مقدس کر۔ تیرا کلام سچائی ہے۔ (انجیل یوحنّا: ۱۷/۱۵۔۱۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریین کو ایک اور خوش خبری دے رکھی تھی کہ کوئی ان کا

بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا۔

Everyone will hate you because of me, But not a single hair from your heads will be lost, Stand firm & you will save yourselves. (Luke 21/18-19, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور میرے نام کے سبب سے سب لوگ تم سے عداوت رکھیں گے۔ لیکن تمہارے سر کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ اپنے صبر سے تم اپنی جانیں بچائے رکھو گے۔ (انجیل لوقا: ۱۸/۲۱۔۱۹، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

حواریین اور رسولان عیسائیت کے ان تمام مناصب اور ان کے تمام القابات کو ذہن میں رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل واقعہ پڑھیں:

مسیح علیہ السلام کے ''قریبی رسول'' یہوداہ اسکریوتی کی رہنمائی میں فریسیوں اور ربیوں کی ایک جماعت مسیح علیہ السلام کو پکڑنے کے لئے آئی اور انہوں نے یہوداہ اسکریوتی کی نشان دہی پر انہیں پکڑ بھی لیا۔ یہ منظر دیکھ کر پطرس نے تلوار اٹھائی تو مسیح علیہ السلام نے ڈانٹ دیا اور فرمایا: اپنی تلوار کو میان میں کرلے کہ کیوں کہ جو تلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کئے جائیں گے۔ کیا تو نہیں سمجھتا ہے کہ میں اپنے باپ سے منت کرسکتا ہوں اور وہ فرشتوں کے بارہ تُمن سے زیادہ میرے پاس موجود کردے گا؟۔ مگر وہ نوشتے کا یوں ہی ہونا ضرور ہے کیوں کہ پورے ہوں گے۔ اسی وقت یسوع نے بھیڑ سے کہا کہ تم لوگ کیا تلواریں اور لاٹھیاں لے کر مجھے ڈاکو کی طرح پکڑنے نکلے ہو؟ میں ہر روز ہیکل میں بیٹھ کر تعلیم دیتا تھا اور تم نے مجھے نہیں پکڑا۔ مگر یہ سب اس لئے ہوا ہے کہ نبیوں کے نوشتے پورے ہوں۔ مسیح علیہ السلام کی یہ تقریر سن کر ان لوگوں نے کیا کیا جو ان کے ساتھ مرنے اور جینے کی قسم کھاتے تھے، وہ بھی دیکھئے:

Then all the disciples left him & ran away. (Matthew

26/52-56, Publshied by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اس پر سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ (انجیل متی: ۵۲/۲۶۔ ۵۶/، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

ایک رسول (پیغمبر اسلام ﷺ) کے ہم نشینوں کا حال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے محبوب اور مقتدیٰ کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں قربان کردیں۔ صرف نام محمد ﷺ کی صدا لگانے سے باز آنے کے لئے انہیں بے حساب زر وزن کا لالچ دیا گیا مگر انہوں نے یہ بھی گوارا نہیں کیا کہ کم از کم تھوڑی دیر کے لئے ان کافروں کی بات مان کر مال ودولت حاصل کرلیں۔ گرم پتھروں پہ خون میں لت پت ہوتے رہے مگر ایمان کی قوت کمزور نہیں ہوئی اور یا محمد، یا محمد کا نعرہ لگاتے ہوئے جان قربان کردی۔ مگر ''رسولانِ عیسائیت'' بہ وقتِ مصیبت ہی ''اپنے خدا'' کو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ سچ کہا ہے مسیح علیہ السلام نے:

اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور برا درخت برا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت برا پھل نہیں لا سکتا ہے نہ برا درخت اچھا پھل لا سکتا ہے۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس ان کے پھلوں سے تم ان (جھوٹے مدعیانِ نبوت۔) کو پہچان لوگے۔ (انجیل متیٰ ۷/۱۷۔۲۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اور مسیح علیہ السلام کی تصدیق کرتے ہوئے یحییٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

Every tree that does not produce good fruit will be chopped down and thrown into fire. (Matthew 3/10, Luke 3/9, Published by American Baible Society, New York)

پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ (انجیل متی: ۱۰/۳، انجیل لوقا: ۹/۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

عنبر مصباحی

۲۵/۱۱/۱۴۳۱ھ / ۴/۱۱/۲۰۱۰ء، بروز جمعرات

باب پنجم

نسخ، اسلام اور بائبل
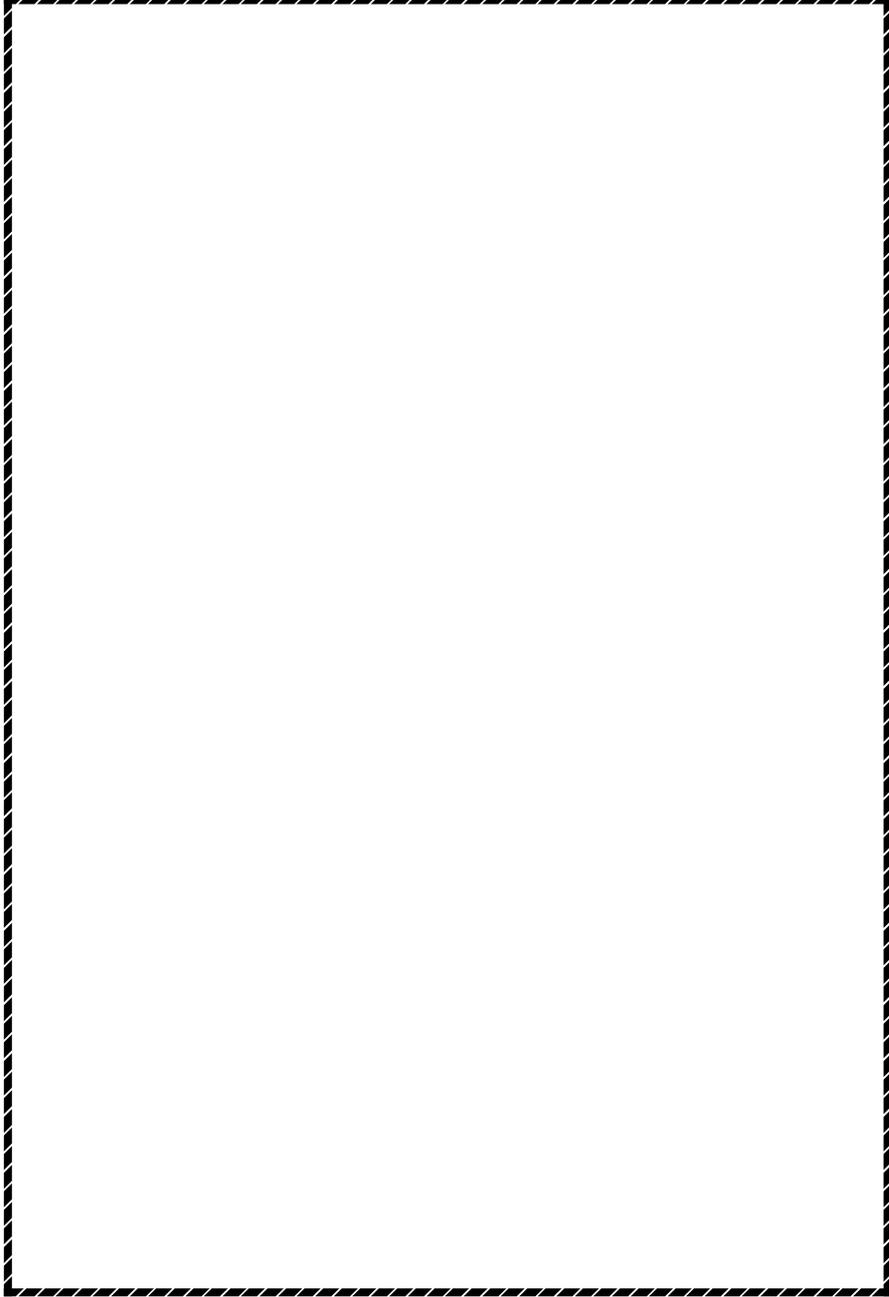
جس معاشرے اور ماحول میں نبی کریم ﷺ نے آنکھ کھولی وہ معاشرہ تاریخ عالم کا بدترین باب تھا۔ دنیا کی ہر ممکن برائی اور خرابی آج سے پندرہ صدی قبل کے عرب میں بصورت اتم موجود تھی۔ نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے اپنے عمل و کردار سے ان عرب والوں پہ یہ بات واضح کردی کہ انسان چاہے کتنی ہی پراگندہ سوسائٹی میں پلا بڑھا ہو، اس کے اندر قدرت کی جانب سے ودیعت کردہ ایک ایسی فطرت ہوتی ہے جو مدھم روشنی کا سراغ پاکر انسان کو روشن راہوں کا مسافر بنا سکتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ فطرت، مسلسل برائیوں کے گرداب میں لمبی مدت تک رہ جانے کے بعد زنگ آلود ہو جاتی ہے اور اسے مصقل کرنے کے لئے کچھ مدت درکار ہوتی ہے۔ اس بیماری میں مبتلا مریض کے علاج کے لئے کوئی بھی ماہر نفسانیات (Sioclogist) تدریجی معالجہ کی راہ ہی اختیار کرے گا۔ اگر کوئی ماہر نفسانیات تدریجی مراحل کے فوائد سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنی منفرد حکمت کو استعمال میں لانے کی کوشش کرے گا تو یقیناً لفظ ''فلاح'' اس سے عداوت پہ اتر آئے گا۔ مثلاً ایک شخص ایسا ہے جو بکثرت شراب پیتا ہے۔ ہر لمحہ شراب کی بوتل اس کے منہ سے لگی رہتی ہے اور بوئے شراب سے وہ اپنی جاں سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے، تو ایسے شخص سے شراب کی عادت چھڑانے کے لئے صحیح حکمت یہی ہے کہ اسے ابتدا میں ہلکی مقدار میں شراب پینے کی اجازت دی جائے اور گذرتے روز وشب کے ساتھ اس کی مقدار میں کمی لائی جائے یہاں تک کہ وہ بالکلیہ شراب ترک کرنے پہ آمادگی کی حالت میں پہونچ جائے۔

آپ علم نفسانیات کے اس اہم اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے عرب کے اس دور کا ایک تجزیاتی مطالعہ کریں جس میں پیغمبر آخرالزماں ﷺ مبعوث ہوئے تھے تو یہ حقیقت آپ کے سامنے بے نقاب ہونے کو بے تاب ہوگی کہ پیغمبر اسلام ﷺ کا طرز عمل حکمت کے عین مطابق تھا۔ قرآن کا ایک وقت میں ایک ہی چیز کو جائز قرار دینا اور پھر کچھ ہی مدت بعد اسی چیز

کو حرام قرار دینا، عقل سلیم اور علم نفسانیات کے عین مطابق ہے کیوں کہ اس وقت حالات ہی ایسے تھے۔ مگر اسلام دشمنی کو روزینہ اور شبینہ بنانے والے مستشرقین (Orientalists) اور یورپی اسکالرز کو اسلام کا حکم نسخ ایک کذب اور فریب نظر آتا ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام محمد ﷺ جب کسی نئی مصیبت میں پھنستے تو ایک نئی وحی کا سہارا لیتے اور اپنے اصحاب کو یہ کہتے کہ سابق حکم منسوخ ہو گیا ہے اور اس کی جگہ یہ نیا حکم نازل ہوا۔ اس طرح وہ بہ آسانی ہر پریشانی سے نکل جاتے تھے (معاذ اللہ)۔ اسلام کے حکم نسخ کو مستشرقین دنیا کے سامنے اس کے غیر مستقل اور غیر حقیقی دین ہونے کی دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں۔ مگر ہم اس بحث میں اپنے سابق منہج تحقیق پہ چلتے ہوئے اپنی طرف سے کوئی بات نہ کہہ کر صرف ان کی الہامی اور مقدس کتاب سے چند اقتباسات نقل کریں گے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ ان اقتباسات سے مستشرقین کے مکر و فریب کے سارے تار و پود خود بخود ٹوٹ کر بکھر جائیں گے۔

بائبل میں حکم نسخ

اگر مستشرقین اور یورپی محققین نسخ کی ضرورت اور اس کے جواز کے قائل ہیں تو پھر ان کا اسلام کے حکم نسخ پہ اعتراض کیا معنی رکھتا ہے......؟؟

اور اگر وہ نسخ کے قائل نہیں ہیں تو پھر سنیں:

اسلام واحد ایسا مذہب نہیں ہے جس نے نسخ کا حکم دیا ہے۔ بلکہ اس سے پہلے جو مذہب موسوی اور عیسوی تھے وہ بھی نسخ کے قائل تھے۔ آیئے! ہم آپ کو بائبل کی دنیا کی سیر کراتے ہیں اور پھر دیکھئے کہ اسلام کو جلانے کے لئے پھینکا گیا گولہ کہاں جا کر گرتا ہے اور اس آگ سے کون سا مذہب جل کر خاکستر ہوتا ہے۔

اسحاق کا وجود غیر شرعی

بائبل میں شامل کتاب استثناء کی رو سے ہر بہن سے نکاح حرام ہے۔ خواہ وہ حقیقی ہو (ایک ہی ماں اور ایک باپ سے ہو)، خواہ علاتی (صرف باپ ایک ہو اور مائیں جدا جدا ہوں) یا اخیافی (صرف ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ) بہر صورت نکاح حرام ہی ہے۔ کتاب استثناء میں ایسے شخص پر خدا کی لعنت کا ذکر ہے جو اپنی کسی بھی طرح کی بہن سے نکاح کرے:

God's curse on anyone who has intercourse with his sister or half sister. (Deuteronomy: 27/22, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

لعنت اس پر جو اپنی بہن سے مباشرت کرے خواہ وہ اس کے باپ کی بیٹی ہو خواہ ماں کی۔ (استثناء: ۲۷/۲۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اور سفر اللاویین میں بالتصریح موجود ہے:

Don't have intercourse with your sister or your step-sistert, wether or not she was brought up in the same house with you. (Leviticus: 18/9, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

تو اپنی بہن کے بدن کو چاہے وہ تیرے باپ کی بیٹی ہو چاہے تیری ماں کی اور خواہ وہ گھر میں پیدا ہوئی ہو خواہ اور کہیں بے پردہ نہ کرنا۔ (۹/۱۸، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اور سفر اللاویین میں ہی ایسی شادی کرنے والے کی سزا یہ بتائی گئی ہے:

اور اگر کوئی مرد اپنی بہن کو جو اس کے باپ کی یا اس کی ماں کی بیٹی ہو لے کر اس

کا بدن دیکھے اور اس کی بہن اس کا بدن دیکھے تو یہ شرم کی بات ہے۔ وہ دونوں اپنی قوم کے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے قتل کئے جائیں۔ اس نے اپنی بہن کے بدن کو بے پردہ کیا۔ اس کا گناہ اسی کے سر لگے گا۔ (۲۰/۱۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

بائبل کے مذکورہ دونوں اقتباسات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر طرح کی بہن سے نکاح حرام ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ بائبل میں کسی ایسی شادی کا تذکرہ آیا ہے یا نہیں جس میں بھائی نے اپنی بہن سے شادی رچائی ہو۔ بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ کے آباؤ اجداد میں سے کسی نے اپنی حقیقی، علاتی یا اخیافی بہن سے شادی کی ہے یا نہیں۔ تحقیق و جستجو کے وقت ہماری نگاہ سب سے پہلے حضرت سارہ کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول پر جا کر رک گئی:

She really is my sister. she is the daughter of my father, but not of my mother, and I married her. (Genesis 20/12, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور فی الحقیقت وہ میری بہن بھی ہے کیوں کہ وہ میرے باپ کی بیٹی ہے اگر چہ میری ماں کی بیٹی نہیں۔ پھر وہ میری بیوی ہوئی۔ (سفر التکوین: ۱۲/۲۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی شادی سارہ کے ساتھ ایک ابدی حرام رشتہ تھا۔ جس کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اگر مستشرقین کہیں کہ پہلے ایسا جائز تھا پھر بعد میں ممنوع ہو گیا تو اس پر عرض ہے کہ حضور اسی کا نام نسخ ہے اور شریعت محمدیہ میں بھی ایسا ہی ہے۔ اسلام کا حکم نسخ کوئی الگ چیز نہیں ہے۔

آیئے! اب ایسی حرام شادی کی سزا بھی بائبل میں ہی دیکھ لیں:

If a man marries his sister or half sister, they shall be

publicly disgraced & driven out of the community, He has had intercourse with his sister and must Suffer the consequences. (Leviticus: 20/17, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اس اقتباس کا نہایت واضح ترجمہ یہ ہے: اگر کوئی شخص اپنی حقیقی یا سوتیلی بہن سے شادی کرے تو ان دونوں کو سرِ راہ ذلیل کیا جائے اور انہیں سماجی طور پر الگ تھلگ کر دیا جائے۔ اس شخص نے اپنی بہن کے ساتھ رشتہ قائم کیا ہے اس لئے نتیجے کا ذمہ دار بھی وہی ہے"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر طرح کی بہن سے نکاح حرام ہے۔ اور اس طرح کی شادی کرنے والے افراد کو عوامی طور پر رسوا کیا جائے اور ان کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔ مگر اسی مطبع دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور سے شائع شدہ اردو نسخے کا "الہامی ارشاد" کچھ اور ہی ہے۔ ذرا اسے بھی ملاحظہ فرمالیں:

اور اگر کوئی مرد اپنی بہن کو جو اس کے باپ کی یا اس کی ماں کی بیٹی ہو لے کر اس کا بدن دیکھے اور اس کی بہن اس کا بدن دیکھے تو یہ شرم کی بات ہے۔ وہ دونوں اپنی قوم کے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے قتل کئے جائیں۔ (احبار: ۲۰/۱۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

ہم نے جب ایک ہی چرچ کی زیر سرپرستی شائع شدہ دو الگ الگ زبانوں کے ایڈیشنوں میں اختلاف دیکھا تو اپنے رفیق ہمدم مولانا افروز مصباحی (ناگپور) کی جانب سے تحفے میں دیئے گئے امریکا سے شائع شدہ انگریزی نسخے کی طرف رجوع کیا تو وہاں بھی ہندوستانی انگریزی نسخے کی طرح یہ الفاظ بکھرے ہوئے ملے:

If you marry one of your sister, you will be punished, and the two of you will be disgraced by being openly forced out of the community. (Leviticus: 20/17)

اگر تم اپنی کسی بھی بہن سے شادی کرو گے تو سزا پاؤ گے اور دونوں سماجی مقاطعہ کے

ذریعے رسوا کئے جاؤ گے"۔

اب اس سوال کا جواب ہم مسلمانوں کے ذمہ نہیں ہے کہ اردو اور انگریزی نسخوں میں سے کس کا حکم صحیح ہے اور کس کا غلط......؟؟؟ اور کون سا حکم "الٰہی الہامی" ہے اور کون سا "خودساختہ الہامی" ہے......؟؟؟

بہرحال! اس جرم کے مرتکبین کی سزا سماجی مقاطعہ ہو یا قتل۔ لیکن ایک نکتے پہ تو تمام نسخے متفق ہیں کہ اس طرح کی شادی حرام ہے۔ اور اس مقام پہ یہی ہمارا مقصود بھی ہے۔

نامعلوم وجوہات کی بنیاد پہ ان دونوں بھائی بہن پر اس سزا کا نفاذ نہیں ہوا۔ اور ان کی اس غیر شرعی شادی سے ان کی نسل بھی چل پڑی۔ جب ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو سال تھی اس وقت سارہ کے بطن سے بنی اسرائیل کے جداعلیٰ اسحاق پیدا ہوئے۔ اور ظاہر سی بات ہے کہ جو بچہ کسی جائز سماجی اور شرعی رشتہ کے بغیر وجود میں آئے اس کا شمار "غیر مستند" افراد کی فہرست میں ہی ہوگا۔ اور سماج میں اس کی حیثیت کیا ہوگی یہ اہل فہم پہ مخفی نہیں۔ چلئے! اس بحث کو چھوڑ کر ہم صرف یہ معلوم کریں کہ ولدالزنا کا مقام و مرتبہ اور اس کی حیثیت بائبل میں کیا بیان ہوئی ہے۔ تو لیجئے اسے بھی ملاحظہ فرمالیں:

No one born out of wedlock of any descendant of such a person, even in the tenth generation, may be included among the Lord's people. (Deuteronomy: 23/2, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

کوئی حرام زادہ خدا کی جماعت میں داخل نہ ہو۔ دسویں پشت تک اس کی نسل میں سے کوئی خداوند کی جماعت میں نہ آنے پائے۔ (استثناء: ۲۳/۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

اب لگے ہاتھوں ان دس لوگوں کی فہرست پہ بھی ایک نظر ڈال لیجئے جو بائبل کے حکم

کے مطابق رب کی جماعت اور مقدس لوگوں کے گروہ میں شمولیت کے اہلیتی امتحان میں بیٹھنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتے ہیں:

Isaac, Jacob, Judah, Peroz, Hezron, Ram, Ammindab, Nahson, Salmon, Boaz. (Matthew: 1/2-5, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

(۱) اسحاق، (۲) یعقوب، (۳) یہوداہ، (۴) فارص وزارح، (۵) حصرون، (۶) رام، (۸) عمینداب، (۸) نحسون، (۹) سلمون اور (۱۰) بوعز۔ (انجیل متی: ۱/۱۔۵، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

متی اور لوقا کی انجیلوں میں اسحاق علیہ السلام سے دسویں پشت تک کے اسماء میں اختلاف بھی ہے (اور اس پہ بہت کچھ کلام کی گنجائش بھی ہے۔ عنبر مصباحی) مگر ان تمام بحثوں سے ہٹ کر ابھی ہم صرف اتنا عرض کرنا چاہیں گے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ذکر پر اتفاق ہے۔ جن کا دوسرا نام اسرائیل بھی ہے اور بنی اسرائیل یہود ونصاریٰ خود کو انہی کی طرف منسوب کرتے ہوئے اسرائیلی اور بنی اسرائیل کہتے ہیں۔ جب یعقوب علیہ السلام ایک ''ولد الزنا'' کی اولاد ٹھہرے اور بائبل کی رو سے خدا کی محبوب قوم میں ان کی شمولیت ہی ممکن نہیں ہے تو پھر ان کے تقدس اور محبوب خدا ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

اللہ رب العزت جسے بھی نبی بنا کر مبعوث کرتا ہے اسے ان تمام برائیوں سے مبرا کر کے بھیجتا ہے جو معاشرے میں بری سمجھی جاتی ہیں۔ مزید یہ کہ ان دس لوگوں کی فہرست میں ایک نام یعقوب علیہ السلام کا بھی ہے جن کا دوسرا نام اسرائیل بھی ہے اور انہی کی طرف خود کو منسوب کرتے ہوئے یہود ونصاریٰ اسرائیلی کہتے ہیں، (نعوذ باللہ) جب وہ ایک ''ولد الزنا'' کی اولاد ہونے کے باعث خدا کی برکت اور اس کی جماعت میں شمولیت سے محروم ہیں تو پھر خدا کی جانب سے انہیں اور ان کی نسل (بنی اسرائیل) کو محبوب اور حاکم دنیا بنائے

جانے کا دعویٰ کہاں تک درست ہوسکتا ہے......؟؟

یہود ونصاریٰ پیغمبر اسلام ﷺ کی اہمیت وعظمت کو گھٹانے کے لئے یہ بیان کرتے ہیں کہ بائبل میں ان کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کا تذکرہ ایک باندی کے طور پر آیا ہے اور وہ اسی باندی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسل سے ہیں۔ اور ظاہر سی بات ہے کہ ایک آزاد عورت کی اولاد اور اس کی نسل ایک باندی کی اولاد اور اس کی نسل سے افضل ہوگی۔ اس کے جواب میں ہم صرف اتنا ہی کہیں گے:

یہ بات تو صحیح ہے کہ ایک آزاد عورت کی اولاد باندی کی اولاد سے بہتر وافضل ہے۔ اور تھوڑی دیر کے لئے ہم آپ کی یہ بات بھی مان لیتے ہیں کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی جدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک باندی تھی مگر اسی کے ساتھ اسے بھی بیان کردیں کہ حضرت سارہ کے ساتھ حضرت ابراہیم کا نکاح غیر شرعی اور حرام خالص تھا اور ان کے اختلاط سے پیدا ہونے والے اسحاق علیہ السلام ایک ''ولد الزنا'' تھے۔ اور اسی کے ساتھ ایک جملہ اور بھی اضافہ کر لیجئے کہ سماج اور شریعت میں ایک جائز الوجود بچے کی جو حیثیت ہوتی ہے وہ ایک ولد الزنا کی نہیں۔ اگرچہ جائز الوجود باندی کی نسل سے ہو اور ولد الزنا آزاد کے بطن سے۔ حالانکہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مصر کے حکمراں کی بیٹی تھی۔

موسیٰ اور ہارون کا وجود بھی غیر شرعی

یہود ونصاریٰ نے نسخ کی آڑ لے کر اسلام کو مٹانے کے لئے جو گولہ پھینکا تھا ابھی تک تو اس کی آنچ صرف ان کے آباؤ واجداد کے جائز وجود، ان کی نبوت اور ارض موعود کے دعویٰ کو جلا کر خاکستر کر رہا تھا مگر ابھی اس آگ کی حقیقی منزل نہیں آئی ہے۔ اس کی آخری منزل موسیٰ وہارون علیہما السلام کے جائز وجود، ان کی نبوت اور بائبل میں شامل توریت کی آسمانی حیثیت کو مٹانا ہے۔

بنی اسرائیل یہود ونصاریٰ کے سب سے جفا کش پیغمبر حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کے والد عمرام (عمران) نے اپنی پھوپھی سے نکاح کیا تھا۔ بائبل کے سفرالخروج میں ہے:

Amram married his father's sister Jochebed, who bore him Aron & Moses, Amram lived 137 years. (Exodus 6/20, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوکبد سے بیاہ کیا۔ اس عورت کے اس سے موسیٰ اور ہارون پیدا ہوئے۔ اور عمرام کی عمر ایک سوسینتیس برس کی ہوئی۔ (سفرالخروج: ۲۰/۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

آیئے! اب اس نکاح کی شرعی حیثیت بھی دیکھ لیں کہ یہ نکاح جائز تھا بھی کہ نہیں۔ بائبل کے سفرالاحبار میں ہے:

Don't have intercourse with an aunt, wether she is your father's sister or your mother's sister. (Leviticus: 18/12-13, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

تو اپنی پھوپھی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیوں کہ وہ تیرے باپ کی قریبی رشتہ دار ہے۔ تو اپنی خالہ کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیوں کہ وہ تیری ماں کی قریبی رشتہ دار ہے۔ (۱۸/ ۱۲۔۱۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

جب یہ نکاح غیر شرعی اور حرام تھا تو پھر اس نکاح فاسد سے پیدا ہونے والی اولاد ''ولدالزنا'' ٹھہرے گی۔ اور ابن الزنا کے متعلق بائبل کے حوالے سے پڑھ ہی چکے ہیں کہ

No one born out of wedlock of any descendant of such

a person, even in the tenth generation, may be included among the Lord's people. (Deuteronomy 23/2, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

کوئی حرام زادہ خدا کی جماعت میں داخل نہ ہو۔ دسویں پشت تک اس کی نسل میں سے کوئی خداوند کی جماعت میں نہ آنے پائے۔ (استثناء: ۲۳/ ۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

ان اقتباسات کو ذہن میں رکھ کر ایک سوال کا پیدا ہونا فطری ہے کہ جب موسیٰ وہارون کے والدین کا نکاح ہی غیر شرعی اور ناجائز تھا اور ولدالزنا دس نسل تک خدا کی جماعت اور اس کے محبوبوں کی فہرست میں شامل ہونے کے اہل نہیں ہیں تو پھر ان کو نبوت کی دولت عظمیٰ کیسے مل گئی......؟؟؟

نبوت کوئی ایسی شیئی نہیں جسے مارکیٹ سے خرید لیا جائے یا چرا لیا جائے۔ اب ایسی صورت میں ہم بائبل کی صحت اور اس کے مندرجہ بالا اقتباسات کی درستگی کی تقدیر پر یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ ان کی نبوت کا دعویٰ فسانہ کے سوا کچھ نہیں۔ اور یہ دعویٰ بھی کذب محض کے سوا کچھ نہیں رہ جاتا ہے کہ بائبل میں شامل توریت ایک آسمانی کتاب ہے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پہ نازل ہوئی تھی۔ کیوں کہ جس شخص پہ اس کتاب کے نزول کا دعویٰ ہے اس کی نبوت اور پاکیزگی خود مشکوک ہی نہیں بلکہ جعلی ثابت ہو رہی ہے۔

ہاں! اگر عیسائی محققین یہ مان لیں کہ قرآن حکیم نے جو توریت وانجیل کے متعلق یہ خبر دی ہے کہ ان کتابوں میں یہود ونصاریٰ نے تحریف کی ہے تو پھر بات بن سکتی ہے۔ اور حضرت موسیٰ، حضرت ہارون اور حضرت اسحاق علیہم السلام سے ولدالزنا ہونے کا الزام اٹھ سکتا ہے۔ مگر اس صورت میں بھی ان کے لئے ایک دوسری مصیبت یہ کھڑی ہو جائے گی کہ بائبل کی صحت مشکوک ہی نہیں بلکہ نادرست ہو جائے گی۔ اور انہیں ایک دوسرا کام یہ بھی کرنا

پڑے گا کہ قرآن کی صحت تسلیم کریں اور اس کے بعد اگلا مرحلہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا کہ وہ اسلام قبول کرلیں یا کم از کم خود کو ان سزاؤں کا حقدار قرار دیں جو قرآن حکیم نے ان جیسے محرفین اور اسلام کی حقانیت کا علم ہونے کے باوجود اسلام لانے سے پہلو تہی کرتے رہنے والے اشخاص کے لئے بیان کی ہے۔

یوسف بن یعقوب کا وجود بھی غیر شرعی

جب غیر شرعی شادیوں اور ان سے وجود پانے والے افراد کا تذکرہ نکل پڑا ہے تو کچھ اور لوگوں کا ''ذکر خیر'' بھی سن لیجئے۔ بیوی کی بہن یعنی سالی سے نکاح بھی بائبل کی رو سے غیر مسلم ہے اور ایسی شادی حرام قرار دی گئی ہے چنانچہ سفر اللاویین میں ہے:

Don't take your wife's sister as one of your wives, as long as your wife is living. (Leviticus: 18/18, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

تو اپنی سالی سے بیاہ کر کے اسے اپنی بیوی کی سوکن نہ بنانا کہ دوسرے کے جیتے جی اس کے بدن کو بھی بے پردہ کرے۔ (۱۸/۱۸، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

یہ جان لینے کے بعد کہ سالی سے نکاح حرام ہے اور بیوی کی مدت حیات تک اس کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہے۔ آیئے! ہم اور آپ یہ دیکھیں کہ ایسی غیر شرعی شادی کا ذکر بائبل میں ہے یا نہیں۔ بنی اسرائیل کے آباؤ واجداد میں سے کسی نے یہ کار خیر انجام دیا ہے یا نہیں۔ تلاش و جستجو کرنے کے بعد آپ کو بائبل کے سفر التکوین میں ہی اس بات کا بیان مل جائے گا کہ یعقوب (اسرائیل) کے ماموں لابن کی دو بیٹیاں تھیں۔ (۱) لبناہ۔ (۲) راحل۔ راحل لبناہ سے زیادہ حسین تھی اور یعقوب کو وہی پسند بھی تھی مگر بڑی کی موجودگی میں چھوٹی کی شادی کو عار جانتے ہوئے یعقوب کی شادی دھوکے سے بڑی یعنی لبناہ سے کردی گئی اور پھر

سات سال بعد راحل سے بھی کردی گئی جس سے مدتوں بعد یوسف کی پیدائش ہوئی۔ (۲۹/۱
۔۳۰/ ۲۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

کیا کیجئے گا یہاں تو پوری کی پوری نسل ہی غیر شرعی شادیوں کی دلدادہ نظر آ رہی ہے۔ شاید کچھ چیزیں وراثت میں منتقل ہو ہی جاتی ہیں۔

بنی اسرائیل کے لئے گرگٹ اور چھپکلی بھی حلال ہیں

سفر التکوین میں ہے کہ اللہ رب العزت نے بلاخیز طوفان کے بعد نوح علیہ السلام اور ان کے فرزندوں سے فرمایا:

All the animals, birds & fishes will live in fear you, They are all placed under your power, now you can eat them, as well as green plants; I give them all to you for food, The one thing you must not eat is meat with blood still in it, I forbid this because the life is in the blood. (Genesis: 9/2-4, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور زمین کے کل جانوروں اور ہوا کے کل پرندوں پر تمہاری دہشت اور تمہارا رعب ہوگا۔ یہ اور تمام کیڑے اور جن سے زمین بھری پڑی ہے اور سمندر کی کل مچھلیاں تمہارے ہاتھ میں کی گئیں۔ ہر چلتا پھرتا جاندار تمہارے کھانے کو ہوگا۔ ہری سبزی کی طرح میں نے سب کا سب تم کو دے دیا۔ مگر تم گوشت کے ساتھ خون کو جو اس کی جان ہے نہ کھانا۔ (۲/۹۔۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا۔ بنگلور، ہند)

ایک طرف اس اقتباس کو سامنے رکھئے اور پھر نسخ کے ناقدین سے پوچھئے کہ تمام جانور، کیڑے مکوڑے اور دریائی جاندار یہ تمام کی تمام چیزیں ان کے کھانے کے لئے جائز

ہیں یا نہیں......؟؟ اگر ان کا جواب ہاں میں ہے تو پھر ان کے لئے نیولا، چوہا، چھپکلی اور گرگٹ کی ''بریانی'' اور ''وازہ وان'' بنوایئے اور انہیں ناک تک زبردستی کھلائے۔ اور اگر وہ یہ کہیں کہ بائبل میں ان چیزوں کی ناپاکی اور حرمت کا حکم ہے:

Moles, rats, mice, & lizards must be consired unclean, whoever thouces them or thier dead bodies will be unclean until evening. (Levitcus: 11/29-30, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

اور زمین کے رینگنے والے جانوروں میں سے جو تمہارے لئے ناپاک ہیں وہ یہ ہیں یعنی نیولا اور چوہا اور ہر قسم کی بڑی چھپکلی۔ اور جرذون اور گوہ اور چھپکلی اور گرگٹ۔ سب رینگنے والے جانوروں میں سے یہ تمہارے لئے ناپاک ہیں۔ جو کوئی مرے پیچھے ان کو چھوئے وہ شام تک ناپاک رہے گا۔ (احبار: ۲۹/۱۱-۳۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند)

تو پھر یہ بتائیں کہ یہ چیزیں کب حرام قرار دی گئیں اور اس کے وجوہات کیا تھے......؟؟

اور جب ان چیزوں کے حکمِ جواز کے کے منسوخ ہونے سے زمین و آسمان میں کوئی طوفان نہیں آیا تو پھر آخر اسلام کا حکم نسخ دیکھ کر آپ کے دل میں کیوں آگ سلگنے لگتی ہے......؟؟

عنبر مصباحی

۲ر ڈسمبر ۲۰۱۰ء بروز جمعرات
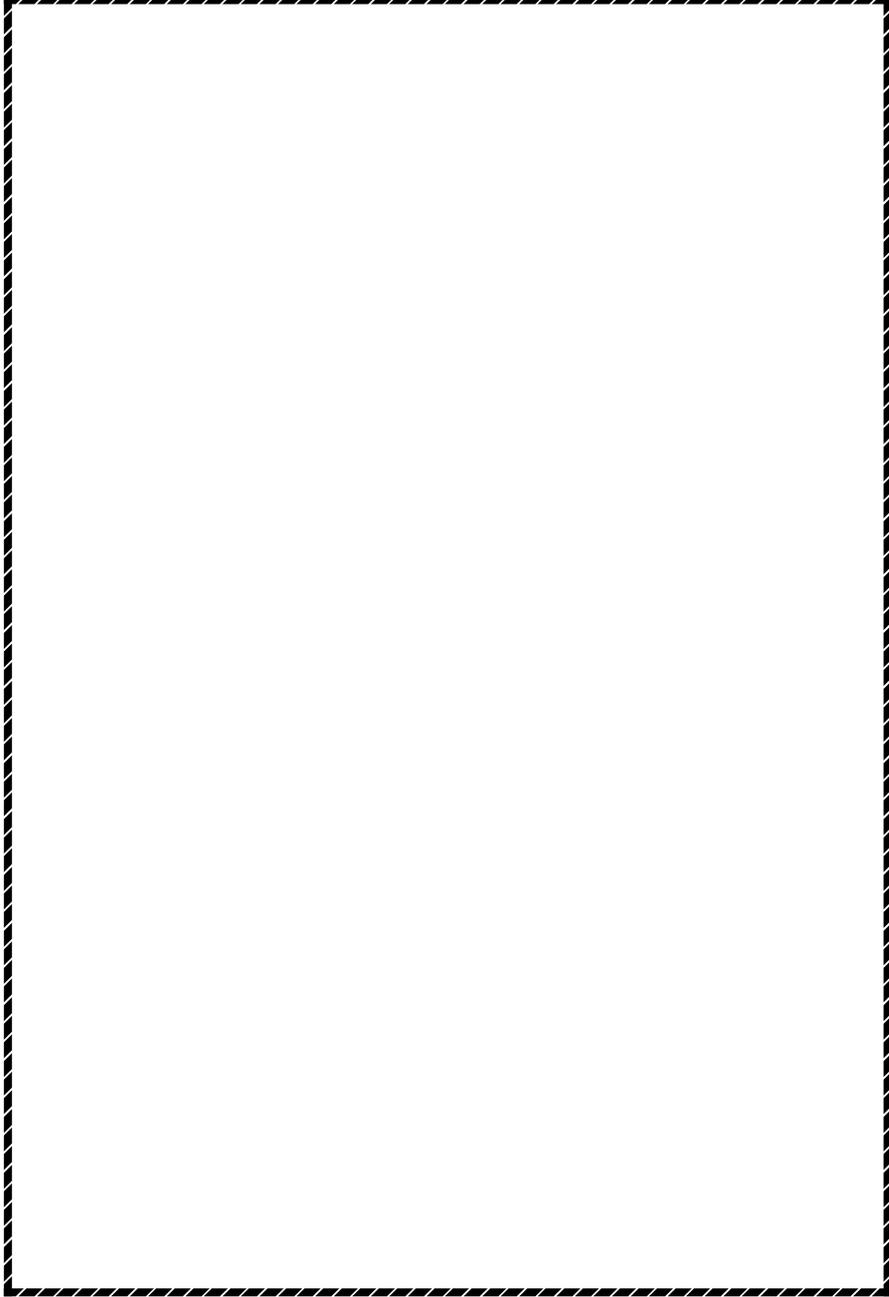
باب ششم

اسیرانِ جنگ اور دشمنوں کے ساتھ پیغمبرِ اسلام ﷺ کے "خلقِ عظیم" اور "پیغمبرانِ بائبل" کے اخلاق و کردار کا **تقابلی جائزہ**

ہیلو مسٹر! ٹکٹ............؟

برتھ نمبر 17 پہ بیٹھا غیر ملکی مسافر: here is sir (لیجئے)

ٹی ٹی ای: ?is your name George Warner (آپ کا نام جارج وارنر ہے؟)

اجنبی مسافر: yes sir (جی ہاں)

ٹی ٹی ای: (برتھ نمبر 20 پہ بیٹھے مسافر سے) ٹکٹ دکھاؤ؟

مسافر: لیجئے سر!

ٹی ٹی ای: تمہارا نام نجم الثاقب ہے؟

مسافر: جی ہاں۔

برتھ نمبر 17 پہ بیٹھا غیر ملکی مسافر (نجم الثاقب کی طرف نظر حقارت سے دیکھتے ہوئے): Are you Muhammadan? (تم محمڈن ہو؟)

نجم الثاقب: I am a muslim not Muhammadan (میں محمڈن نہیں مسلمان ہوں)

جارج وارنر: ?does Muhammaden differ to Muslim (کیا محمڈن اور مسلمان میں کچھ فرق بھی ہے؟)

نجم الثاقب: yes, it is different from Muslim, our Religion is Islam which we had gotten through Prophet Mohammad, and Non-Muslims naming us Muhammadan attempt to indicate that we worship Mohammad, as Christains worshiping Christ call themselves Christains, therefore many europeans think us as a worshipper of Mohammad,

.not his ummah (ہاں محمدی اور مسلمان میں فرق ہے ۔ ہمارا مذہب اسلام ہے جو ہمیں محمد ﷺ کے ذریعے حاصل ہوا۔ اور بہت سے غیر مسلم ہمیں محمڈن کہ کر یہ پیغام دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم محمد ﷺ کے پجاری ہیں۔ جیسے عیسائی عیسیٰ کی پرستش کرتے ہیں اور خود کو عیسائی کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے یورپی عیسائی ہمیں ان کی امت نہیں بلکہ پجاری سمجھتے ہیں۔)

جارج وارنر: your country's season is very nice, sometime cool & sometime hot. (آپ کے ملک کا موسم بہت اچھا ہے۔ کبھی ٹھنڈا کبھی گرم۔)

نجم الثاقب: many countries in the world have only cool season, & many only hot, but our beloved homeland INDIA has three seasons, hot, cool & rainy, it is it's merit. (دنیا کے بہت سے ممالک صرف ٹھنڈے ہیں اور بہت سے صرف گرم مگر ہمارے محبوب مادر وطن ہندوستان کی یہ خوبی ہے کہ یہ ٹھنڈی، گرمی اور برسات تینوں موسموں کا جامع ہے۔)

جارج وارنر: therefore I like to spend my times in it & visit it's renowned places. (اس لئے میں یہاں وقت گزارنے اور یہاں کے مشہور مقامات کی سیاحت وزیارت کو پسند کرتا ہوں۔) you are very sensitive boy but you believe in Islam which commands to terror. (تم بہت سنجیدہ اور حساس لڑکے ہو مگر تم مذہب اسلام کے ماننے والے ہو جو دہشت گردی کا حکم دیتا ہے۔)

نجم الثاقب: can you talk in Urdu? (کیا آپ اردو میں گفتگو کر سکتے ہیں؟)

جارج وارنر: ہاں! ہام (ہم) ارڈو میں گفتگو کر سکتا ہے۔

نجم الثاقب: تو سنئے! آپ نے کسی اسلامی کتاب میں پڑھا ہے کہ اسلام دہشت گردی کا حکم دیتا ہے......؟؟؟

جارج وارنر: ناہیں (نہیں) ہام (ہم) نے ٹیلی ویژن، نیوز پیپرز اور یورپین رائٹرز کی کتابوں میں پڑھا اور سنا ہے کہ اسلام ٹیرر (terror) کا ریلیجن (religion) ہے۔ اور ہم نے اپنی آنکھوں سے ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ پہ ان ویڈیوز کو دیکھا ہے جن میں افغانستان، پاکستان اور عراق کے ٹیررسٹ (terrorist) کو اللہ اکبر اور اسلام کا نارہ (نعرہ) لگا کر ٹیرر spread کرتے (پھیلاتے ہوئے) دیکھا ہے۔ وہ لوگ کہتا ہے (کہتے ہیں) کہ اسلام ان کو ایسا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

نجم الثاقب: اگر کوئی جارج بش (George Bush) نامی عیسائی بے قصور لوگوں کو یہ کہہ کر مارنا شروع کردے کہ یسوع مسیح (Jesus Christ) اور Moses (موسیٰ علیہ السلام) نے یہی پیغام دیا ہے تو کیا آپ مان لیں گے............؟؟؟

جارج وارنر: میں کیسے مانے گا............؟؟؟ jesus christ اور Moses نے یہ کمانڈ (حکم) نہیں دیا ہے۔ ہم نے چاروں Gospel (اناجیل) اور پورا Bible اسٹڈی (مطالعہ) کیا ہے اس میں کہیں ایسا نہیں ہے۔

نجم الثاقب: لیکن جس نے Bible نہیں پڑھا ہے اگر وہ جارج بش نامی دہشت گرد کی بات درست مان کر یہ کہے کہ مسیح نے دہشت گردی کا حکم دیا ہے لہٰذا وہ دہشت گرد ہے اور اسکا دین عیسائیت (Christianity) دہشت گردی کا مذہب ہے تو کیا اسکا یہ کہنا صحیح ہوگا......؟؟؟

جارج وارنر: ہماری Bible کی (کا) Study اور ریسرچ کے بلا (بغیر) اس کو اس طرح کہنا (کہنے) کا right (حق) نہیں ہے۔

نجم الثاقب: اسی طرح جب آپ نے قرآن یا دیگر معتبر اسلامی کتابوں میں دہشت گردی کا

جواز نہیں پڑھا تو پھر آپ کا اسلام کو دہشت ازم کہنا صحیح نہیں ہے۔
اتنے میں ٹرین متھرا اسٹیشن پر پہونچی اور شروع ہو گیا:
گرما گرم چائے۔ پکوڑی لو پکوڑی۔ آملیٹ آملیٹ۔ اللہ کے نام پہ دیدو۔ انکل! چار روز سے کھانا نہیں کھایا ہے کچھ مدد کر دو۔ جو دیدے اسکا بھی بھلا جو نہ دے اسکا بھی بھلا۔ دس روپے کی دس پوڑی اور سبزی فری لیجاؤ بھیوا۔
پانچ دس منٹ تک یہ شور و ہنگامہ رہا پھر گاڑی چل پڑی۔
نجم الثاقب: مسٹر وارنر! تو میں یہ کہہ رہا تھ کہ Islamic Books کا study کئے بغیر آپ کا اسلام کو آتنک ازم کہنا درست نہیں ہے۔
جارج وارنر: میں نے اپنے country (ملک) اور یورپ کے گائز (غیر) جانبدار اور truthful (سچے) پروفیسرز اور orientalists (مستشرقین) سے سنا اور ان کی کتابوں اور ان کے articles (مضامین) میں پڑھا ہے کہ اسلام کی کتابوں میں آتنک کا حکم ہے۔ (صدیوں سے یورپ و امریکہ سمیت ساری دنیا میں یورپین پروفیسرز اور مستشرقین کی جھوٹی غیر جانبداری کی تشہیر اور پروپیگنڈہ کیا گیا تا کہ لوگ انکی باتوں پہ آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئیں پھر انکی فروخت شدہ زبان و قلم کو اسلام مخالف مھموں میں بھر پور استعمال کیا گیا۔ یہ شخص بھی اسی پروپیگنڈہ کا شکار لگتا ہے یا پھر خداع کی کوشش کر رہا ہے۔ عنبر مصباحی)
نجم الثاقب: میں آپ کے سامنے پیغمبرِ اسلام ﷺ کے امن و سلامتی کے داعی خلقِ عظیم کے صرف دو واقعہ کا ذکر کرتا ہوں:
(1) جب پیغمبرِ اسلام ﷺ نے اپنی نبوت و رسالت کا اعلان کیا اور اہلِ مکہ کو اسلام کی دعوت دی تو اہل مکہ انکی اور انکے companions (صحابہ) کی جان کے دشمن ہو گئے۔ انہیں ہر طرح کی اذیت دی۔ مسلسل ۳ر سالوں تک social boycott (سماجی مقاطعہ)

کیا اور درخت کی پتیوں کو غذا بنانے پہ مجبور کیا۔ دشمنانِ اسلام جاں وارانِ محمدی ﷺ کو سخت تپش میں گرم اور کھولتے ہوئے پتھروں پہ لٹا کر ان کے جسموں پہ بھاری بھاری شلیں رکھدیتے۔ ان سب حالات کو دیکھ کر پیغمبرِ اسلام ﷺ اور ان کے اصحاب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ مگر ظالموں نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اور ظلم و جفا کے تاک میں لگے رہے جس کے باعث غزوۂ بدر کا معرکہ رونما ہوا۔ اس میں پیغمبر اسلام ﷺ نے مکہ والوں کو شکست دیکر انکے ستر افراد کو گرفتار کر لیا۔ اس وقت یہ قانون اور دستور تھا کہ جنگ میں گرفتار لوگ یا تو قتل کر دئے جاتے یا پھر وہ اپنے بچوں سمیت غلام بنا لئے جاتے تھے اور انکی عورتیں باندی بنا لی جاتی تھیں مگر نبی ﷺ نے انکی عورتوں سے کچھ بھی تعرض نہ کیا اور گرفتار لوگوں کو فدیہ لے کر رہا کر دیا جب کہ مکی زندگی میں مسلمانوں پہ عرصۂ زیست تنگ کرنے والوں کے سردار یہی لوگ تھے مگر اسکے باوجود آپ نے انہیں بخش دیا۔ امن و سلامتی کے داعی کے اس " خـــلـــقِ عظیم " کو دیکھ کر ان میں سے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

(2) ۸ھ میں جب نبی کریم ﷺ نے قریش کی عہد شکنی اور شرارت انگیزیوں کے باعث مکہ کو فتح کر لیا تو اہل مکہ یہی سمجھ رہے تھے کہ آج کا دن انکی زندگی کا آخری اور الوداعی دن ہے مگر نبی ﷺ نے مکہ والوں کو مژدۂ بخشش کا عام پیغام دے کر ارشاد فرمایا:

"لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ" آج کے دن تم پہ کوئی ملامت نہیں"۔

مکہ والوں نے جب یہ دیکھا کہ آج سے آٹھ سال قبل تک ہم نے جنہیں مسلسل تیرہ سالوں تک ایذائیں دیں۔ ان پر ہر ممکن اور متصور ظلم کو واقع بنا دیا۔ ان پر پتھروں اور کانٹوں کی برسات کی۔ آج جب وہ غالب ہوئے تو کچھ نہ کہا۔ خود پہ ڈھائے گئے ظلم و ستم کا revenge (انتقام) نہیں لیا بلکہ مسکراتے چہرے کے ساتھ لب و زبان سے تبسمی ازہار بکھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ"۔ ''آج کے دن تم پہ کوئی ملامت نہیں''۔
ان چیزوں کو دیکھ کر تمام مکہ والے بول پڑے:
قسم خدا کی! ان سے اور ان کے دین سے زیادہ امن وشانتی بھرا (peaceful) مذہب یا انسان کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔ مذہبِ اسلام ہی آغوشِ سلامتی ورحمت ہے۔ اور سبھوں نے بیک زبان کہا:
لا اله الا الله محمد رسول الله۔
جارج وارنر: (حیرت سے) تم نے جو بتایا کیا وہ truth (سچ) ہے......؟
نجم الثاقب: ہاں! یہ سب سچ ہے۔ آپ کسی بھی Authorized Islamic Books (معتبر اسلامی کتابوں) میں ان واقعات کو دیکھ سکتے ہیں۔
جارج وارنر: ہم نے یورپ وامریکہ میں سنا اور پڑھا ہے کہ Islamic prophet (پیغمبر اسلام ﷺ) بہت ظالم اور دہشت گرد تھا (معاذ اللہ)۔ اس نے باپ بیٹوں، بھائی بہنوں اور ماں بیٹیوں میں clash (تصادم) کروادیا تھا۔ باپ نے اپنے ہی بیٹوں کو اس کی وجہ سے قتل کردیا۔ محمد (ﷺ) نے اپنے religion (مذہب) کو sword (تلوار) سے spread کیا (پھیلایا)۔ اور جس نے اس کے religion کو accept (قبول) کرنے سے deny (انکار) کیا اسکو ختم کردیا۔
نجم الثاقب: یہ سب آپ کے priests (پادریوں)، orientalists (مستشرقین) اور rulers (حکمرانوں) کی کرشمہ سازی ہے کہ انہوں نے دنیا کے سب سے بڑے پیامبر اور مجسمۂ رحمت وسلامتی مذہب اسلام اور اسکے پیغمبر کو سب سے بڑا ظالم بنادیا ورنہ حقیقت کچھ اور ہی ہے۔ آپ Authorized Islamic Books کا اسٹڈی کریں reality (حقیقت) خود ہی کلین ہو جائے گی۔

جارج وارنر: اب تو میں جرور (ضرور) Authorized Islamic Books کا اسٹڈی کرے گی (گا)۔

نجم الثاقب: کیا آپ Christianty (مسیحیت) میں believe (ایمان) رکھتے ہیں ......؟

جارج وارنر: ہاں! ہم ہر سنڈے کو چرچ جاتا ہے اور فادر سے evil (گناہ) forgive (معاف) کراتا ہے۔

نجم الثاقب: ٹھیک ہے تو سنئے! میں آپ کو آپ کے Holy Bible سے چند ایسے chapters (اقتباسات) دکھاتا ہوں جن سے خود آپ کے مذہب کے متعلق آپ کا اسٹڈی deep (گہرا) ہو جائیگا:

(1)later that day, joshua captured Makkedah & killed it's king & everyone else in the town, just as he had done at Jericho. (joshua,11/28 published by American Bible Society New York, America)

اس کے بعد یوشع نے میکادہ پر قبضہ کیا اور بادشاہ سمیت اس شہر کے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، جیسا اس نے جیریکو میں کیا تھا کہ وہاں بھی ایک ایک کو قتل کر دیا تھا۔(اور امام احمد رضا لائبریری جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں موجود برطانوی نسخے JMV کے الفاظ میں: & had not left any remaining اور ہندوستانی اردو ایڈیشن کی زبان میں: کسی کو بھی جیتا نہ چھوڑا۔ کتاب یوشع میں بعینہ یہی الفاظ کم وبیش ۲۵؍مقامات پہ ملیں گے۔ لگتا ہے ہلاکو خاں اور ہٹلر کے باپ کی سوانح حیات ہے۔ عنبر مصباحی)

جارج وارنر صاحب! آپ کے معزز نبی نے بادشاہ اور فوجیوں سمیت شہر کے تمام بے گناہ بوڑھے، بچے اور عورتوں کو قتل کر دیا۔ شاید یہ terrorism (دہشت گردی) نہیں بلکہ امن کی

دعوت ہے اور مکہ کے پیکر جور و جفا انسانوں کو forgive (بخش) دینے کا نام دہشت گردی ہے............؟؟؟

(2)soleman counted all the forieghners who were living in Israel, just as his father David had done when he was king, & the total was 1,53,000, he assighned 70,000 of them to carry building supplies & 80,000 of them to cut stone from the hills, He chose 3,600 others to supervise the workers & to make sure thework was compeleted. (chronicles 2nd 2/17-18 American Bible Society New York, America)

بنی اسرائیل کے بادشاہ سلیمان نے اپنے باپ داؤد کی طرح اسرائیل میں رہنے والی غیر قوم کے افراد کو شمار کروایا۔ان کی کل تعداد **1,53,000** تھی۔ان میں سے **70,000** کو گاڑہ اٹھانے اور عمارتوں کی تعمیرات میں لگا دیا جب کہ **80,000** کو پہاڑوں سے پتھر توڑنے اور بقیہ **3,600** کو ان تمام بدنصیبوں کی نگرانی پہ لگا دیا۔

جارج وارنر صاحب! شاید آپ کی بائبل سے ہی ٹھاکرے خاندان نے یہ قابل افتخار تعلیم حاصل کی ہے کہ مراٹھی صرف مراٹھیوں کی ہے اور غیروں کے لئے صرف کوڑا کرکٹ ہے۔

کیا آپ کا ملک Britain (برطانیہ) UNO (اقوام متحدہ) کے Human Rights Declaration (حقوق انسانی منشور) کی تصدیق کرتا ہے یا نہیں......؟؟؟

جارج وارنر: ہاں! ہمارا country تو UNO کے founders (بانیوں) میں سے ہے۔

نجم الثاقب: اور بائبل پر بھی ایمان رکھتا ہے......؟

جارج وارنر: ہاں رکھتا ہے۔ابھی آپ کے ہینڈ میں جو وَرژن ہے وہ نیو یارک امریکہ سے pulished (شائع) ہے۔برطانیہ سے بہت پہلے ایک ایڈیشن شائع ہوا جس کے شروع میں

ہماری queen کا ایک لیٹر ہے۔اس میں اس نے بائبل کے اتھاریٹی کا mention (ذکر) کیا ہے۔(جامعہ اشرفیہ مبارکپور کی لائبریری میں یہ نسخہ موجود ہے۔عنبؔر مسباحی)

نجم الثاقب: مگر بائبل کے mentioned chapters (مذکورہ بالا اقتباسات) اور UNO کے Human Rights Declaration (حقوق انسانی منشور) میں clash (تناقض) ہے۔پھر آپ کیا کہتے ہیں؟؟

جارج وارنر: اب مجھے ریسرچ کرنا ہوگا۔ہم تو کبھی اس view (نظر) سے بائبل پڑھا ہی نہیں۔

نجم الثاقب: میں نے آپ کے سامنے example (نمونے) کے لئے صرف دو chapter پیش کیا ہے۔بائبل میں اس طرح کی اور آیات دیکھنا ہو تو Genisis (۳۶ / ۳۵) joshua (سِفر یوشع مکمل)، both chronicles، (تواریخ اول ودوم) both kings (سلاطین اول ودوم)، both samuals (سموئیل اول وثانی) اور 11/32hebronic (عبرانیوں کے نام پولس کے خط 11/32) کا مطالعہ کریں آپ کے optic (عینک) کا نمبر بدل جائیگا۔پھر جب نئے اور صحیح نمبر کے optic سے دیکھئے گا تو نظارہ ہی کچھ اور ہوگا۔

عنبؔر مصباحی

۳۱/ مارچ ۲۰۱۰ء بروز چہارشنبہ شب ۱۰:۱۱ بجے

Islam & Christianity

A Comparative Study

شاہ ہمداں میموریل ٹرسٹ، پانپور، کشمیر

وادیٔ کشمیر کے وسط میں زعفران کی خوشبوؤں میں بسا ہوا ایک مشہور و معروف قصبہ پانپور ہے۔اس سرزمین پر ۱۹۹۵ء میں ایک دینی، تعلیمی اور فلاحی ادارہ بنام ''شاہ ہمداں میموریل ٹرسٹ'' کی تاسیس عمل میں آئی جس کی کثیر جہتی خدمات اظہر من الشمس ہیں، اس ٹرسٹ کی سربراہی وادیٔ کشمیر کے معروف عالم دین مفکرِ اسلام حضرت علامہ الحاج ''سید محمد اشرف اندرابی'' مدظلہ العالی فرما رہے ہیں۔ان کی سربراہی میں ٹرسٹ کے زیراہتمام ایک دینی اور ایک عصری ادارہ اپنی اپنی جگہ دینی و ملّی خدمات انجام دے رہے ہیں۔اِن کے علاوہ وادی کے اہل سنت و جماعت کی آواز کو گھر گھر پہنچانے کی غرض سے ۲۰۰۴ء سے پابندی کے ساتھ ماہنامہ ''المصباح'' شائع کیا جارہا ہے۔ہم ٹرسٹ سے وابستہ اراکین و معاونین اور دارالعلوم کے اساتذہ وطلبہ کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ہمیں اس تحریری کام کے لئے موقع فراہم کیا اور گاہے بگاہے جن سے جہاں تک ہوسکا اپنا تعاون پیش کیا۔ہم ان مخلصین و محبین کے شکرگزار ہیں جنہوں نے دامے درمے قدمے سخنے اس کتاب کی اشاعت میں ہمیں اپنا تعاون پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں دارین میں شاد رکھے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

جاوید احمد عنبر مصباحی

استاذ: دارالعلوم شاہ ہمداں پانپور، کشمیر۔

ایڈیٹر: ماہنامہ المصباح پانپور، کشمیر۔

۱۴۳۲/۹/۵ھ مطابق 6/8/2011

Distributed By

Islamic Publisher

447, Gali Sarotey Wali, Matia Mahal

Jama Masjid Delhi-6 Ph.: 011-23284316